مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (البقرہ)

احمدی دوستو!

تمہیں اسلام بلاتا ہے

حق کے متلاشی احمدی دوستوں کی مکمل خیر خواہی کے پیش نظر
سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی فکر انگیز اور توجہ طلب تحریر



محمد متین خالد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی دوستو!

تمہیں اسلام بلاتا ہے

آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن اور ٹھنڈے دل کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سرِ نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: "العقل اصل دینی" عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''حکمت کو اخذ کرلو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔'' مزید ارشاد فرمایا: ''عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گھمنڈ سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔'' قرآن مجید میں ہے: ''یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گونگے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔'' ''اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔'' براہِ کرم جماعت احمدیہ کے عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شانِ کریمی آپ کے آنسو موتی سمجھ کر چن لے گی۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاعِ گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بدقسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت کو ''اسلام'' سمجھ کر اس کے دامِ فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمت خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آ جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے ''جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔'' انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہاں میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر اپنی ہدایت کی دعا مانگیں۔ اس کے عفو و کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (القرآن)

احمدی دوستو!

تمہیں اسلام بلاتا ہے

حق کے متلاشی احمدی دوستوں کی مکمل خیر خواہی کے پیش نظر
سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی فکر انگیز اور توجہ طلب تحریر

محمد متین خالد

علم و عرفان پبلشرز
34۔ اردو بازار، لاہور، فون: 7352332-7232336-8405100

انتساب!

احمدیت میں 50 سال گزارنے والے، جماعت احمدیہ کے انتہائی محرمِ رازِ درونِ خانہ

مکرم ومحترم احمد کریم شیخ صاحب (کینیڈا)

کے نام

جو جرات وہمت کا بلند مینارہ، استقامت واستقلال کا کوہ گراں اور اخلاص ومحبت کا پیکر ہیں۔ انٹرنیٹ پر ان کی شبانہ روز مسلسل اور مخلصانہ کاوشوں سے بے شمار احمدی دوست اپنے عقائد پر نظر ثانی کر کے اسلام کی آغوش میں آ رہے ہیں۔۔ اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے!

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

دعوت وفکر پر مبنی اہم دستاویز

خاکسار سے جب محترم محمد متین خالد نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ راقم ان کی کتاب کا دیباچہ لکھے تو اک گونہ احساس مسرت وانبساط کے ساتھ اپنی کوتاہیوں اور برادرم متین خالد کے حسن ظن پر نگاہ گئی تو اپنی کم مائیگی دہ چند ہوگئی اور دل سے دعا نکلی کہ یا اللہ میری کجیاں کو اپنی رحمت سے دور کر اور مجھے ان نیک لوگوں کے حسن ظن پر پورا اترنے کی توفیق ارزانی فرما، آمین۔

ختم نبوت کے منکرین تو رسول کریم ﷺ کے دور ہی میں پیدا ہو گئے تھے، ان کی سرکوبی کا کام بھی آنحضور ﷺ کے ہاتھوں سے شروع ہو گیا تھا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے امت کے لیے ایک مثال قائم کروادی کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد جب بھی کوئی مدعی نبوت سر اٹھائے گا، اُمہ کو اس کا سدباب کرنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔ آنحضور ﷺ کی احادیث مقدسہ کے مطابق کئی جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے اور امت مسلمہ نے ہر محاذ پر ان کا مقابلہ کیا۔ بعض کی نبوت کا سلسلہ دو سو برس سے بھی زیادہ چلا۔ علماء حق کے مسلسل تعاقب اور احتساب کی وجہ سے آج سابقہ جھوٹے مدعیان نبوت کے پیروکاروں کا کہیں نشان بھی نہیں ملتا۔

پچھلی صدی ہجری میں قادیان (بھارت) کے مرزا غلام احمد صاحب نے دعویٰ نبوت کیا۔ پوری اُمت مسلمہ کو یقین ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ خلاف قرآن وشریعت اور خلاف احادیث مقدسہ ہے۔ یہ یقین بے بنیاد نہیں کیونکہ مرزا صاحب کے مختلف دعاوی جات سامنے آتے ہی جید علمائے کرام، دانشور حضرات اور محققین نے ان کی تحریروں اور ان کی عملی زندگی کا مختلف جہتوں سے جائزہ لے کر یہ فیصلہ دیا۔

آج کی نسل نوی میں سے بھی خدا تعالیٰ نے کئی نوجوانوں کو توفیق دی کہ وہ مرزا صاحب کے دعوؤں اور تحریروں کا تجزیہ اور محاکمہ کریں۔ ستاروں کی طرح روشن ان ناموں کے جھرمٹ میں ایک نام چاند کی طرح چمکتا ہے اور وہ نام ہے محمد متین خالد۔ برادر محترم محمد متین خالد صاحب نے اپنی درجنوں تصنیفات میں مرزا صاحب کے دعاوی واعمال اور ان

کے جانشینوں کے قول اور فعل کے تضادات، مرزا صاحب کی اپنی تحریروں سے انحراف اور تناقض وغیرہ کو جس طرح دلائل اور ثبوت کے ساتھ پیش کیا ہے، ان کا رد کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ محترم متین خالد صاحب کا نام ختم نبوت کے موضوع پر لکھنے والوں میں ایک ثقہ اور معتبر نام کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

اس بار اُنھوں نے نئی جہت سے اُن لوگوں کو بڑے سلیقے قرینے سے مخاطب کیا ہے جو خود کو احمدی کہلاتے ہیں۔ ان کا دعوتی انداز درد و سوزِ آرزومندی سے مالا مال ہے۔ یہ حضرات اس کتاب کو ایک بار پڑھ لیں اور اس میں دیے گئے مواد کو پروپیگنڈہ سمجھنے کی بجائے اپنی جماعت کے لٹریچر سے موازنہ کرلیں تو مجھے یقین ہے کہ احمدی کہلانے والے دوست یقیناً سوچیں گے کہ وہ کہاں کھڑے ہیں اور کیوں؟ اس لیے کہ وہ اس کتاب میں دیے گئے حقائق کو برحق پائیں گے۔

میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کتاب کو اَن گنت لوگوں کی رہنمائی کا ذریعہ بنائے اور برادر محترم محمد متین خالد جس خلوص و لگن کے ساتھ دین اسلام اور بالخصوص مسئلہ ختم نبوت پر علمی کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو قبول کرے اور اس کے نتیجہ میں نہ صرف ان کو اور ان کے اہل و عیال کو، بلکہ ان کی بے شمار نسلوں کو بھی اپنے فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنائے۔ آمین

سہیل باوا
فاضل بنوری ٹاؤن، کراچی
ناظم اعلیٰ، ختم نبوت اکیڈمی
فاریسٹ گیٹ، لندن

دل کی بات

میں یہ بات پورے وثوق اور تیقن سے کہہ سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جنھیں بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے متعلقین کی وہ تحریریں پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا جو عرصہ دراز سے مسلمانوں اور احمدیوں کے درمیان وجہ نزاع ہیں۔ یہ ان کی کم علمی اور سادگی ہے کہ وہ محض چند رٹے رٹائے مخصوص مسائل پر بات کرتے ہیں اور اگر گفتگو کا دھارا بدل جائے تو بے حد پریشان ہو جاتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ پڑھے لکھے احمدی حضرات بالخصوص نوجوانوں کو لطیف دلائل و براہین سے بات سمجھائیں تو وہ نہ صرف اسے قبول کرتے بلکہ مزید تجسس اور تشنگی کا اظہار کرتے ہیں۔

مجھے کئی دفعہ احمدی حضرات سے ان کے عقائد و نظریات پر گفتگو کرنے کا موقع ملا (بعض دفعہ یہ گفتگو ہلکے پھلکے مناظرے کی شکل اختیار کر لیتی ہے) دوران گفتگو میں نے اخلاق اور شائستگی کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا بلکہ قرآنی آیت ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلھم بالتی ھی احسن ہمیشہ میرے پیش نظر رہی۔ اس کے باوجود جب کوئی احمدی دوست میرے دلائل اور ثبوت سے زچ ہو جاتا تو بے اختیار تلخ کلامی پر اتر آتا۔ میں سمجھتا ہوں تلخ کلامی اور دشنام طرازی کمزور استدلال کی دلیل ہے جس میں سب سے پہلے سچائی کا گلا گھونٹا جاتا ہے۔

سقراط نے کہا تھا: ''لاجواب کرنا اچھا ہے اور قائل کرنا اس سے بھی اچھا'' دعوت حق کے جذبہ سے خوش اخلاقی کے ماحول میں پیش کیے گئے دلائل و براہینِ قاطع کا کوئی جواب نہیں۔ دلیل اور اخلاق کے ہتھیار سے آپ سب کچھ فتح کر سکتے ہیں۔

میں نے یہ کتاب اِسی جذبے اور سوچ کے تحت تحریر کی ہے۔ ''شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات'' میری شدید خواہش ہے کہ احمدی دوست بنظر غائر ان کا مطالعہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ وہ ان معروضات سے مکمل اتفاق فرمائیں گے۔ شکریہ

محمد متین خالد

شکریہ!!!

- حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہٗ
- جناب پروفیسر محمد اقبال جاوید صاحب
- جناب یونس الحسنی صاحب
- جناب پروفیسر جمیل احمد عدیل صاحب
- جناب پروفیسر سمیر ملک صاحب
- جناب وقار احمد صاحب
- جناب عامر خورشید صاحب
- جناب مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی صاحب
- جناب محمد ناصر صاحب
- جناب محمد ذیشان اقبال صاحب
- جناب عبداللہ صاحب
- جناب حافظ عبدالقیوم صاحب
- جناب محمد ہاشم صاحب
- جناب عمر شاہ صاحب

کا جنھوں نے اس کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے
نہ صرف بہترین مشوروں سے نوازا بلکہ ہر مرحلہ پر بے حد تعاون فرمایا۔
اللہ تعالیٰ انھیں دنیا و آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائے۔(آمین)

محمد متین خالد

فہرست ٹائٹل کتب

توجہ فرمائیں!

- اس کتاب میں درج تمام حوالہ جات کو نمبر شمار لگا کر ایک ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔
- پھر اس کتاب کے آخر میں اسی ترتیب کے ساتھ اصل کتب کے عکسی فوٹو دے دیے گئے ہیں۔
- اصل کتابوں کے ٹائٹل کا عکسی فوٹو ہر حوالہ کے ساتھ بار بار دینے کے بجائے صرف ایک دفعہ دیا گیا ہے، اس کے لیے دیکھئے صفحہ نمبر 12 تا 14۔
- متعلقہ حوالہ جات کو نمایاں کرنے کے لیے ان کے نیچے آؤٹ لائن لگا دی گئی ہے۔
- احمدیہ کتب سے پورے صفحے کا عکسی فوٹو دینے سے احمدی حضرات کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے کہ ان کی متنازعہ عبارات سیاق وسباق سے ہٹ کر بیان کی جاتی ہیں۔

احمدی دوستو!

تمہیں اسلام بلاتا ہے

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے

"الدین النصیحۃ" یعنی دین نصیحت (بھلائی) ہی کا نام ہے۔ دوسروں کی خیرخواہی اور بھلائی چاہنے کا دوسرا نام نصیحت ہے۔ دعوت دین سے متعلق اللہ تعالیٰ کے تمام برحق حضرات انبیاء علیہم السلام یوں فرماتے تھے:

ابلغکم رسلت الی وانصح لکم (اعراف:62)

میں تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیرخواہی چاہتا ہوں۔

انسانیت کا سب سے بڑا خیرخواہ وہ ہے جوان میں ہدایت تقسیم کرنے والا اور انھیں گمراہی سے بچانے کی فکر کرنے والا ہو۔ ہر انسان کی بھلائی اس میں ہے کہ وہ خیر کثیر کا وارث، خسران مبین سے بچتا اور صراط مستقیم پر گامزن ہو۔ باب العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول زریں ہے: "یہ نہ دیکھو کون کہتا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کیا کہتا ہے۔" اس مبارک قول کی روشنی میں، میں احمدی دوستوں کی خدمت میں نہایت خلوص، ہمدردی اور درد وسوز مندی کے ساتھ چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ ان معروضات پر وہ انتہائی غیر جانبداری اور ٹھنڈے دل کے ساتھ غور وفکر فرمائیں گے۔

احمدی دوستو!

ایمان مذہبی زندگی کی وہ اساس اور بنیاد ہے جس پر تمام عقائد اور اعمال کی بلند قامت عمارت کھڑی ہے۔ ایمان جاننے نہیں، ماننے کا نام ہے جس کی تصدیق قلب، زبان اور اعمال کریں، تبھی ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایمان کی پختگی اور اس پر خاتمہ ہی ایک مسلمان کا اصل اثاثہ، اصل میراث اور اصل سرمایہ ہے۔ یہی وہ عظیم نعمت ہے جس سے ایمان اور کفر کے راستے جدا جدا ہو جاتے ہیں۔ مومن اپنے ایمان کی بدولت جنت میں کبھی نہ کبھی ضرور داخل ہو جائے گا جبکہ ایمان سے محروم کو یہ نعمت عظمیٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "انسان میں شرم و

حیا ایمان سے پیدا ہوتا ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے۔'' ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق ؓ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''خطاب کے بیٹے! جاؤ، لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ جنت میں صرف ایمان والے ہی داخل ہوں گے۔''

یاد رکھیے! ایمان ایک ایسی چیز ہے جو نہ کسی دوکان سے ملتا ہے نہ جاگیر سے حاصل ہوتا ہے نہ حکومت سے ملتا ہے نہ منصب یا عہدہ سے۔ ایمان اگر دولت سے ملتا تو قارون بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ خدائی سے ملتا تو نمرود بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ طاقت سے ملتا تو فرعون بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ رشتہ داری سے ملتا تو نوح کا بیٹا بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ سرداری سے ملتا تو ابوجہل بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ خونی رشتہ سے ملتا تو ابولہب بے ایمان نہ ہوتا۔ ایمان محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بے حد اہمیت اور قدر و قیمت ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو اس کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرنی چاہیے کیونکہ یہی توشہ آخرت ہے۔

ایمان اور ہدایت کائنات کی سب سے بڑی نعمت اور دولت ہے جس کے مقابلے میں دنیا کی ہر چیز ہیچ ہے۔ یہ متاعِ عزیز جسے نصیب ہو جائے، وہ دنیا کا خوش قسمت ترین شخص کہلواتا ہے۔ اگر خدانخواستہ لاعلمی، کوتاہی یا لاپروائی کی وجہ سے یہ گرانقدر دولت خطرے میں پڑ جائے یا ضائع ہو جائے تو کسی حیل و حجت اور تاویل کے بغیر فوراً اس کی تلافی کی فکر میں لگ جانا چاہیے کہ ناپائیدار زندگی کا کوئی بھروسا نہیں، کب یہ ختم ہو جائے۔ اللہ کی رحمت کا سچا امیدوار وہی ہے جو ایک حقیقت پسند کاشتکار کی طرح ایمان خالص کا بیج اپنے قلب کی سرزمین میں بوئے اور اس کی حفاظت کرے۔ اگر کوئی مسلمان کسی بھی وجہ سے راہ ہدایت سے بھٹک جائے تو ایمان ایک ایسا مینارۂ نور ہے جس کی روشنی میں وہ واپس صراطِ مستقیم پر آ جاتا ہے۔ اس کی پیشانی سے شرمندگی اور ندامت کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں جس سے اس کے دل کی جلا مزید بڑھ جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے غلط عقائد پر اڑا رہے، من گھڑت تاویلات سے اسے صحیح ثابت کرنے کی باغیانہ کوشش کرتا رہے اور اپنے بے جا شکوک پر اصرار کرتا رہے تو پھر ایمان معدوم ہو جاتا ہے اور گمراہی اس کا مقدر ہو کر رہتی ہے۔ دیدہ و دانستہ اپنے غلط عقائد پر جمے رہنا اور اس پر تاویلات کے پردے ڈالتے رہنا دانشمندی نہیں، جہالت ہے۔ اعمال کی کمی کے بارے میں روزِ محشر یہ قوی امید رکھی جاسکتی ہے کہ اس کوتاہی پر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و رحمت سے درگزر کا معاملہ فرماتے ہوئے معاف فرما دیں (انشاء اللہ تعالیٰ) لیکن محرومیِ ایمان ایک ایسی بدبختی ہے کہ جس کی کوئی معافی نہیں۔ جس طرح ماں کے پیٹ سے کوئی معذور بچہ پیدا ہو تو دنیا بھر کے بڑے سے بڑے ڈاکٹر اسے ٹھیک نہیں کر سکتے۔ بالکل اسی طرح ایمان کی دولت سے محروم کوئی

شخص روز قیامت معافی کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

ختم نبوت اسلام کی اساس اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اس میں شکوک وشبہات کا ذرا سا بھی رخنہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاع ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ ایمان وہدایت محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا جاننے کا نام نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق ومصدوق سمجھنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کو آخری تسلیم کرنا ایمان وہدایت کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریمؐ کی تقریباً دوسو دس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس سے انکار یقیناً کفر وارتداد ہے جس سے کوئی تاویل نہیں بچا سکتی۔ صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا منکر وہی شخص ہوسکتا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان نہ رکھتا ہو کیونکہ اگر یہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھتا۔ جن دلائل اور طریق تواتر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت، نبوت اور دعوت ہمارے لیے ثابت ہوئی ہے، ٹھیک اسی درجہ کے تواتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہ ہوگا اور جس شخص کو اس ختم نبوت میں شک ہو، اسے خود رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی شک ہوگا۔ گزشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین (جن کے ناموں پر ہم اور آپ متفق ہیں) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت (ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی وغیرہ وغیرہ) کو بند سمجھتے ہیں۔ ان میں کوئی ایک بزرگ بھی ایسا نہیں جو اجرائے نبوت کا قائل، یا امت مسلمہ کے اس متفقہ عقیدہ کے خلاف اپنا علیحدہ موقف رکھتا ہو۔

شروع میں جب جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب ایک عالم اور مناظر کی حیثیت سے منظر عام پر آئے تو اس وقت وہ ختم نبوت کے قائل تھے اور عام مسلمانوں کی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے تھے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل تحریریں قابل توجہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(1) ''قرآن کریم بعد خاتم النبیینؐ کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور

باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ 762 روحانی خزائن 3 صفحہ 511 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 96 پر)

(2) "ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین " یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ 614 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 431 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 97 پر)

(3) ترجمہ: "ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین " (یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔) کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور آنحضرتؐ نے لا نبی بعدی سے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور اگر ہم آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے جو بالبداہت باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور ہمارے رسولؐ کے بعد کوئی نبی آ کیسے سکتا ہے جبکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ نے آپؐ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ 34 روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 200 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 99 پر)

(4) "میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر، بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں، جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور

جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰؐ پر ختم ہوگئی۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 230 تا 231 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 101، 102 پر)

(5) "ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 297 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 104 پر)

مسلمانان عالم کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر اجماع اور عقیدۂ جہاد 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد اسلام دشمن طاقتوں بالخصوص انگریزوں کے لیے سوہان روح بنا ہوا تھا اور ہے۔ ان کی شدید خواہش تھی اور ہے کہ کسی طرح کوئی ایسا اہتمام ہو جائے کہ مسلمانوں کے دل سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت اور جہاد کی روح دونوں ختم ہو جائیں، اب چونکہ ایک نبی کے حکم میں ترمیم و تنسیخ دوسرے نبی کے ذریعے ہی سے ہوتی ہے۔ اس لیے برطانیہ ہی کی شہ پر جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب نے پہلے خود کو عیسائیت اور ہندو مخالف مناظر کی حیثیت سے متعارف کروایا اور مسلمانوں کی جذباتی اور نفسیاتی ہمدردیاں حاصل کیں۔ پھر مرزا صاحب مجدد، محدث، امتی نبی، ظلی نبی، بروزی نبی، مثیل مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ کرتے ہوئے انجام کار باقاعدہ امر و نہی کے حامل ایک صاحب شریعت نبی ہونے کے ادعا تک جا پہنچے۔ یعنی باقاعدہ نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ اعلان کیا کہ وہ خود "محمد رسول اللہ" ہیں (نعوذ باللہ) جماعت احمدیہ کے ذمہ داران بڑی ہوشیاری کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کی ان تصانیف سے منتخب اقتباسات شائع کر کے لوگوں کو ورغلاتے ہیں جو ان کے دعویٰ نبوت سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں۔ مرزا صاحب اور ان کے رفقاء کی کتب میں بعض ایسی روح فرسا تحریریں ہیں جو عقائد کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان تحریروں کو پڑھ کر کلیجا پھٹنے کو آتا، دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا، آنکھیں خون کے آنسو روتیں، سینہ چھلنی ہوتا، ہاتھ پاؤں شل ہوتے، روح میں زہر آلود نشتر چبھتے اور دماغ مفلوج ہوتا محسوس ہوتا ہے۔ آیئے بوجھل دل کے ساتھ ان دل آزار تحریروں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کے متعلق لکھتے ہیں:

(6) "ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا' اپنے وعدہ کے موافق۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 358 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 106 پر)

مزید کہا:

(7) "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء صفحہ 11 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 108 پر)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچے خدا کی نشانی صرف یہ ہے کہ اس نے مرزا صاحب کو قادیان میں رسول بنا کر بھیجا ہے اور اگر مرزا صاحب رسول نہیں ہے تو پھر خدا کی سچائی مشکوک ہے۔ (نعوذ باللہ)

مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند مرید اپنی کتاب میں مرزا صاحب کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

(8) ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔''

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34 صفحہ 12 از قاضی یار محمد) (حوالہ صفحہ 110 پر)

مرزا صاحب نے اپنی کئی تحریروں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی نہایت توہین آمیز خیالات کا اظہار کیا جو ایک عام اور بے عمل مسلمان کے لیے بھی ناقابل برداشت ہے۔ مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

'' (مرزا غلام احمد صاحب نے) بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ بعد میں (جماعت احمدیہ سے میری) یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک (احمدیہ) کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں، پھل سے پہچانا جاتا ہے۔''

(علامہ اقبالؒ کا خط، سن رائز کے جواب میں، مطبوعہ حرف اقبال از لطیف احمد شیرانی صفحہ 123)

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ خود ''محمد رسول اللہ'' ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا اپنا بیان ہے:

(9) ''پھر اسی کتاب میں اسی مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 3 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 112 پر)

وہ مزید لکھتے ہیں:

(10) '' میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منهم لما

یلحقو بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے اور مجھے آنحضرتؐ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرتؐ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 8 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 212 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 113 پر)

ایک اور موقع پر لکھتے ہیں:

(11) "میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں اسمٰعیلؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ہوں، ابن مریمؑ ہوں، میں محمد ÅzmV Z ہوں۔"

(تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 85 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 521 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 115 پر)

مرزا صاحب نے اپنے متعلق مزید لکھا:

(12) "منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمدؐ و احمدؐ کہ مجتبیٰ باشد"

"یعنی میں مسیح زماں ہوں، میں کلیم خدا، یعنی موسیٰ ہوں، میں محمدؐ ہوں، میں احمد مجتبیٰ ہوں۔"

(تریاق القلوب صفحہ 6 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 134 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 117 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے نے مرزا صاحب کے اس دعویٰ کو کہ وہ "محمد رسول اللہ" ہیں، بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ اپنی کتاب "کلمۃ الفصل" میں بیان کیا ہے۔ احمدی دوستوں سے التماس ہے کہ وہ ان حوالہ جات کو بنظر غائر پڑھیں اور یہ کتاب کسی بھی احمدیہ لائبریری سے حاصل کر کے اس کا خالی الذہن ہو کر ضرور مطالعہ کریں، آپ خود بخود اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ مرزا صاحب نے نہ صرف خود "محمد رسول اللہ" ہونے کا دعویٰ کیا ہے بلکہ یہ بات بڑی شدت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے بنیادی عقائد میں بھی شامل کی ہے۔ کوئی احمدی دوست اس عقیدہ سے لاعلم یا بے خبر ہے، تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ مندرجہ ذیل تحریریں پڑھ لینے کے بعد اس عقیدہ کے بارے میں کسی احمدی کو اب مزید کسی شک کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں:

(13) "اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) اور نبی کریمؐ میں کوئی دوئی باقی نہیں کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا کہ صار وجودی و جودہ (دیکھو خطبہ

الہامیہ صفحہ 171) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) میری قبر میں دفن کیا جائے گا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا تاکہ اشاعت اسلام کا کام پورا کرے اور **ھو الذی ارسل رسوله بالھدی و دین الحق لیظھره علی الدین کله** کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچاوے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمدؐ کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے **آخرین منھم لما یلحقوا بھم** میں فرمایا تھا۔"

(کلمۃ الفصل صفحہ 15,14 مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ واپریل 1915ء صفحہ 104، 105 از مرزا بشیر احمد ایم اے)(حوالہ صفحہ 119، 120 پر)

چونکہ مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قادیان میں دوبارہ آنے کے قائل نہیں اور مرزا غلام احمد کو محمد رسول اللہ تسلیم نہیں کرتے، اس لیے احمدیوں کے نزدیک وہ نئے کلمہ کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے لکھتے ہیں:

(14) "اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔"

(کلمۃ الفصل صفحہ 57,56 مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ واپریل 1915ء صفحہ 146، 147 از مرزا بشیر احمد ایم اے)(حوالہ صفحہ 121، 122 پر)

پھر مزید بڑھتے ہوئے لکھتے ہیں:

(15) "ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے، کسی کو بہت، کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے

تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔"

(کلمۃ الفصل صفحہ 23، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ واپریل 1915ء صفحہ 113، از مرزا بشیر احمد ایم اے)(حوالہ صفحہ 123 پر)

احمدی دوست کہتے ہیں کہ جب وہ کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو اس میں لفظ "محمد" سے ان کی مراد محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے ہیں۔ یہ احمدی دوستوں کی سادگی اور اپنے عقائد سے غالبًا لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ احمدیہ عقیدہ کے مطابق کلمہ طیبہ میں لفظ "محمد" سے مراد "مرزا غلام احمد" ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ خود "محمد رسول اللہ" ہیں۔ احمدیوں کا یہی عقیدہ مسلمانوں کے لیے سوہان روح بنا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے! مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اس سلسلہ میں مزید کیا فرماتے ہیں؟

(16) "ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی و ماریٰ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے۔ "پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمدؐ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔"

(کلمۃ الفصل صفحہ 68، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ واپریل 1915ء صفحہ 158، از مرزا بشیر احمد ایم اے)(حوالہ صفحہ 124 پر)

مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند اور نہایت مخلص احمدی قاضی ظہور الدین اکمل نے مذکورہ بالا عقیدہ کو شاعری میں ڈھالا۔ ملاحظہ فرمائیں:

(17) "امام اپنا عزیزو اس زماں میں
غلام احمد ہوا دارالاماں میں

غلام احمد ہے عرش رب اکرم
مکاں اس کا ہے گویا لا مکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد ﷺ دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں"

(اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء)(حوالہ صفحہ 125 پر)

جب اس دلخراش قصیدہ پر اعتراض ہوا تو احمدیہ قیادت نے جلتی پر تیل کے مصداق جواب دیا:

(18) "وہ اس نظم کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ پھر یہ نظم اخبار بدر 25 اکتوبر 1906ء میں چھپی اور شائع ہوئی.......... اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزاکم اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان و قلت عرفان کا ثبوت دیتا۔"

(اخبار روزنامہ "الفضل" 23 اگست 1944ء صفحہ 4)(حوالہ صفحہ 126 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود، مرزا غلام احمد صاحب کا رتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر بتاتے ہیں۔ ان کے یہ الفاظ غور سے ملاحظہ فرمائیں اور خود سوچیں کہ آپ کہاں کھڑے ہیں؟ لکھتے ہیں:

(19) "یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔"

(مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری، اخبار الفضل قادیان 5 جلد 10، 17 جولائی 1922ء)(حوالہ صفحہ 127 پر)

مرزا غلام احمد صاحب اپنے ایک مکتوب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کرتے ہوئے بڑی دیدہ دلیری سے لکھتے ہیں:

(20) ”آنحضرتؐ اور آپ کے اصحاب ...... عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔“

(مرزا غلام احمد صاحب کا مکتوب، اخبار الفضل قادیان 22 فروری 1924ء) (حوالہ صفحہ 128 پر)

مرزا بشیر احمد ایم اے مرزا صاحب کی مشہور سوانح حیات ”سیرۃ المہدی“ میں ایک اہم واقعہ لکھتے ہیں:

(21) ”حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1903ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) بھی تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی بھی آگئے، اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبدالریم صاحب کو جوش آگیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک دوسرے کے خلاف آوازیں بلند ہوگئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگی۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (یعنی اے مومنو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبدالکریم صاحب تو فوراً خاموش ہوگئے اور مولوی محمد احسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے اور حضرت اقدس وہاں سے اٹھ کر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔“

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 30 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 130 پر)

اہل علم جانتے ہیں کہ اس واقعہ میں مذکور آیت قرآنی حضور نبی کریمؐ پر نازل ہوئی جو ہمیں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے آداب سکھاتی ہے۔ جبکہ یہ آیت غیر ضروری انداز میں مرزا غلام احمد صاحب کی شخصیت پر چسپاں کی گئی۔

مرزا صاحب اپنے اوپر نازل ہونے والی وحی کے بارے میں لکھتے ہیں:

(22) ”مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔“

(اربعین نمبر 4 صفحہ 112 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 454 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 132 پر)

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات قرآنی، وحی کی صورت میں دوبارہ ان پر نازل کی ہیں۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ یہ آیات قرآنی صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم ہی کے لیے مخصوص ہیں۔ مرزا صاحب کا اصرار ہے کہ چونکہ وہ خود "محمد رسول اللہ" ہیں، اس لیے اب وہی ان آیات کے مصداق ہیں۔ انہوں نے بعض آیات میں تحریف بھی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

(23) "انا اعطیناک الکوثر. فصل لربک و انحر. ان شانئک ھو الا بتر"
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 235 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 133 پر)

(24) "ورفعنا لک ذکرک"
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 236 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 134 پر)

(25) "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ"
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 538 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 135 پر)

(26) "اصحاب الصفہ. وما ادرک ما اصحاب الصفۃ. تری اعینھم تفیض من الدمع یصلون علیک"
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 541 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 136 پر)

(27) "و داعیا الی اللہ و سراجا منیرا"
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 541 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 136 پر)

(28) "تبت یدا ابی لھب وتب"
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 546 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 137 پر)

(29) "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ"
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 547 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 138 پر)

(30) "وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین"
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 547 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 138 پر)

(31) "انا انزلناہ قریباً من القادیان. وبالحق انزلناہ و بالحق نزل. صدق اللہ و رسولہ. وکان امر اللہ مفعولا"
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 549 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 139 پر)

ان آیات کے علاوہ مرزا صاحب نے درج ذیل حدیث قدسی کو بھی اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا۔

(32) "لولاک لما خلقت الا فلاک"

(ترجمہ) اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔
(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 525 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 140 پر)
احمدی دوستوں کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد صاحب پوری زندگی جسمانی اور دماغی بیماریوں کا شکار رہے۔ اس صورت حال میں ان کا یہ دعویٰ "میں محمد رسول اللہ ہوں" نہایت گستاخانہ اور دل آزار ہے۔ نہ معلوم اس کی آڑ میں وہ دوسری قوموں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟ مرزا صاحب کو لاحق چند پیچیدہ امراض کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

(33) مائی اوپیا (سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 142 پر)

(34) تشنج قلب (تریاق القلوب صفحہ 75 خزائن مندرجہ روحانی صفحہ 203 جلد 15 از مرزا غلام احمد) (حوالہ صفحہ 143 پر)

(35) تشنج اعصاب (سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 145 پر)

(36) خارش (سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 53 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 146 پر)

(37) دق (تریاق القلوب صفحہ 74 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 202 از مرزا غلام احمد) (حوالہ صفحہ 147 پر)

(38) سل (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 148 پر)

(39) مراق (سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 149 پر)

(40) ہسٹیریا (سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 149 پر)

(41) دورے (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 28 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 150 پر)

(42) غشی (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 151 پر)

(43) سوسو بار پیشاب (اربعین نمبر 4 ضمیمہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 471 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 152 پر)

(44) کثرت اسہال (نسیم دعوت صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 348، 349 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 154، 155 پر)

(45) دل و دماغ سخت کمزور (تریاق القلوب صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 156 پر)

(46) قولنج زحیری (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 221، 222 از مرزا بشیر احمد ایم اے)(حوالہ صفحہ 157، 158 پر)

(47) لکنت (سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 25 از مرزا بشیر احمد ایم اے)(حوالہ صفحہ 159 پر)

(48) ذیابیطس (تریاق القلوب صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 156 پر)

(49) دانتوں کو کیڑا (سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے)(حوالہ صفحہ 160 پر)

(50) دوران سر (تریاق القلوب صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 156 پر)

(51) شدید دردسر جس کا آخری نتیجہ مرگی (حقیقۃ الوحی صفحہ 376 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 376 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 161 پر)

(52) حافظہ بہت خراب (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر سوم صفحہ 21)(حوالہ صفحہ 163 پر)

(53) حالت مردمی کالعدم (تریاق القلوب صفحہ 75 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 156 پر)

(54) سرعت انزال، سستی نامردی (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر 2 صفحہ 14)(حوالہ صفحہ 165 پر)

انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے خاص منتخب کردہ نمائندے ہوتے ہیں۔ وہ لاتعداد عظمتوں کے امین اور حامل ہوتے ہیں۔ معصومیت ان کے لوازم میں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتے ہیں۔

ان کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی ایک مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔اس سلسلہ میں خود مرزا صاحب کا بیان ہے:

(55) ''اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے...... کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی۔''

(چشمہ معرفت صفحہ 18 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 390 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 167 پر)

اس کے باوجود مرزا صاحب کی خود تردیدی **(Self-contradiction)** ملاحظہ کیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بڑی جسارت اور دیدہ دلیری سے لکھتے ہیں:

(56) '' آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہوگی۔آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔''

(انجام آتھم صفحہ 7 روحانی خزائن 11 صفحہ 291 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 169 پر)

(57) ''آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے نہیں روک سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔''

(انجام آتھم [حاشیہ] صفحہ 5 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 170 پر)

(58) ''مسیح تو خود کنجریوں سے تیل ملواتا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ

ہوتی...... مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب سنایا کرتے ہیں جس میں مشیعہ عورت کا اور مشیع یہودی عاشقِ سلومی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلومی مشیع کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس لیے اس مشیع نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا۔ گویا ایک عورت کے واقعہ نے ان کی صلیب تک نوبت پہنچائی...... ان کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت عطر ملتی ہے، تیل بالوں کو لگاتی ہے، بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ مہنت کی طرح بیٹھے ہوئے مزے سے سب کرواتے جاتے ہیں...... ان کو کنجریوں سے کیا تعلق تھا۔ اور اگر کہو کہ اس کنجری نے توبہ کی تھی تو کنجری کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی ہیں۔ ایک طرف پھر موڑھے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں...... پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑھ ہے۔ اس کی تخم ریزی مسیح نے کی۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 88 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 172 پر)

مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

(59) "یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔"

(کشتی نوح [حاشیہ] صفحہ 73 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 71 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 174 پر)

(60) "سچ ہے "عیسائی باش ہر چہ خواہی بکن۔" سور کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں، یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اس کی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا مگر کیا اس نے کبھی سؤر بھی کھایا تھا۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ 47 روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 373) (حوالہ صفحہ 176 پر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب کی مذکورہ بالا توہین آمیز عبارات کے بارے میں احمدی مبلغین کا کہنا ہے کہ یہ عبارات انجیل سے لی گئیں ہیں جبکہ مرزا صاحب انجیل و توریت کے بارے میں لکھتے ہیں:

(61) ''میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف
کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و مبدل ہو گئی ہیں کہ اب ان
کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔''
(تذکرہ الشہادتین صفحہ 3 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 4 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 178 پر)

(62) ''سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ردی
کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ اُن میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ
قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف مبدل ہیں اور اپنی اصلیت
پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق انگریزوں
نے بھی شہادت دی ہے۔''
(چشمہ معرفت صفحہ 255 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 266 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 179 پر)

مرزا صاحب مزید اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(63) ''ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلافِ
شان ان کے نکلا ہے، وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ
دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کیے ہیں۔''
(چشمہ مسیحی صفحہ 4 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 336 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 181 پر)

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی اور رسول ہیں، اُن سے ہرگز توقع نہ تھی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسی عامیانہ زبان استعمال کرتے۔ میرا ذاتی خیال ہے مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محض اس لیے کردار کشی کی ہے کہ وہ ان کی بلند پایہ شخصیت کو مسخ کر کے آنے والے مسیح کے طور پر اپنی جگہ بنانا چاہتے تھے تاکہ عامۃ الناس حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متنفر ہو کر ان کی آمد ثانی کو بھول جائیں اور انہیں (یعنی مرزا صاحب کو) مسیح موعود تسلیم کر لیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب خود کو مثیل مسیح بھی کہتے ہیں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح۔ اس ضمن میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(64) ''اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور
ایثار اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور اس عاجز
کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی

جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔"

(براہین احمدیہ جلد 1 صفحہ 499 روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 183 پر)

(65) "میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔"

(تحفہ قیصریہ صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 273 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 185 پر)

(66) "خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا، یعنی ایک شخص جو عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہمرنگ ہے۔"

(کشف الغطاء صفحہ 16 روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 192 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 187 پر)

مرزا صاحب کے ان مذکورہ بالا دعوؤں کے باعث سوال پیدا ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی تحریروں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جن نازیبا اور غیر اخلاقی الزامات کی بوچھاڑ کی ہے، کیا وہ خود اس کی زد میں نہیں آتے؟

اہل بیتؓ عظام نہایت اعلیٰ نسب، امت کے سب سے بہتر، برتر، برگزیدہ اور پاکباز لوگوں میں شامل ہیں۔ ان کے حق میں قرآن کریم کی کئی آیات نازل ہوئیں اور کئی احادیث نبویہ ان کی شان میں وارد ہوئیں۔ وہ اطیب و اطہر شجرہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس شاخیں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہر آلائش سے محفوظ فرمایا۔ اسلام کی سربلندی کے لیے ان کی خدمات، تاریخ کا نیر تاباں ہے۔ وہ سب مسلمانوں کے احترام، توقیر اور ان کی محبت کے لائق اور مستحق ہیں۔ ہر مسلمان اہل بیتؓ سے محبت اپنے لیے سرمایۂ حیات سمجھتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب اہل بیت کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں:

نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، شہید کربلا حضرت امام حسینؓ کے بارے میں مرزا صاحب کا ارشاد ہے:

(67) "اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو، اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے، اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسینؓ تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسینؓ سے بڑھ کر ہے۔"

(دافع البلاء صفحہ 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 233 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 188 پر)

حضرت امام حسینؓ عالی مقام کے بارے میں بے حد غیر محتاط زبان استعمال کرتے ہوئے مزید لکھا:

(68) ''تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے؟ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس (ذکر حسینؓ) گوہ کا ڈھیر ہے۔''

(اعجاز احمدی صفحہ 82 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 194 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 190 پر)

(69) ''کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم''

(ترجمہ) ''میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو (100) حسینؓ ہر وقت میری جیب میں ہیں۔''

(نزول المسیح صفحہ 101 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 477 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 192 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود، مرزا صاحب کے مندرجہ بالا شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(70) ''شہادت کا یہی مفہوم ہے جس کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) نے فرمایا۔

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے فرمایا ہے میں سو حسین کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس کا یہ مفہوم ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کی فکروں میں گھلا جاتا ہے، جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے، جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسین کے برابر نہ تھی۔ پس یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) امام حسین کے برابر تھے یا ادنیٰ۔ حضرت امام حسین ولی تھے۔ مگر ان کو وہ غم اور صدمہ کس طرح پہنچ سکتا تھا، جو اسلام کو مٹتا دیکھ کر حضرت مسیح موعود کو ہوا۔ حضرت امام حسین اس وقت ہوئے جبکہ لاکھوں اولیاء موجود تھے، اسلام اپنی شان و شوکت میں تھا۔ ایسی حالت میں ان کو وہ غم کہاں ہو سکتا تھا، جو اس شخص کو ہوا، جو ایسے ہی حالات میں مبعوث ہوا جن حالات میں خود محمدؐ کی بعثت ہوئی تھی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت امام حسین کی شہادت رسول کریم کی شہادت سے بڑی تھی؟ نہیں۔

اس لیے کہ جو غم اور تکلیف آپ کو اسلام کے لیے اٹھانی پڑی، وہ حضرت امام حسین کو نہیں اٹھانی پڑی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کی شہادت بھی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے گھر پر بیٹھے رہے۔ پھر کس طرح امام حسینؓ سے بڑھ گئے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا محمدؐ اسی طرح فوت ہوئے۔ جس طرح امام حسین فوت ہوئے تھے۔ نہیں۔ مگر کوئی ہے جو کہے محمدؐ کی قربانی حضرت امام حسین کی قربانی سے کم تھی۔ محمدؐ کی ایک ایک سیکنڈ کی قربانی حضرت امام حسینؓ کی ساری عمر کی قربانی سے بڑھ کر تھی۔ پس جس طرح محمدؐ کی قربانی بڑی تھی اسی طرح وہ شخص جو انہیں حالات میں کھڑا ہوگا جن میں محمدؐ کھڑے ہوئے، اس کی قربانی بھی بہت بڑھ کر ہوگی۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) نے کہا ہے:

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

''کہ مجھ پر تو ہر لحہ سو سو کربلا کی مصیبتیں گزرتی ہیں اور میں تو ہر گھڑی کربلا کی سیر کر رہا ہوں۔''

(خطبہ مرزا بشیر الدین محمود، روزنامہ الفضل قادیان شمارہ نمبر 80 جلد 26، 13 جنوری 1926ء) (حوالہ صفحہ 193 پر)

مرزا صاحب مزید لکھتے ہیں:

(71) ''اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔''

(اعجاز احمدی صفحہ 77 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 181 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 194 پر)

(72) ''اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔''

(اعجاز احمدی صفحہ 81 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 193 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 195 پر)

خلیفہ راشد حضرت علیؓ کے بارے میں مرزا صاحب کہتے ہیں۔

(73) ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علیؓ کو تلاش کرتے ہو۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 400 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 197 پر)

آبروئے کائنات، خاتون جنت، جگر گوشۂ رسول، سیدہ طاہرہ، حضرت فاطمہ الزہراؓ کی عظمت و شان سے کون واقف نہیں۔ کتب صحاح میں حضرت بتولؓ کے بے شمار فضائل و محاسن موجود ہیں۔ آپ کی جلالت شان اور مقام معصومیت کے متعلق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''

قیامت کے وسط عرش سے منادی، ندا کرے گا کہ اے اہل محشر! اپنے سروں کو جھکا دو اور اپنی آنکھوں کو بند کرلو کہ فاطمہؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط سے گزر جائے۔ اس وقت ستر ہزار حوریں ان کے ہمراہ بجلی کی طرح پل صراط سے گزر جائیں گی۔'' مگر مرزا صاحب آپ کے بارے نہایت دل آزار تحریر لکھتے ہیں:

(74) ''حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ (حاشیہ) صفحہ 11 پہلا ایڈیشن از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 198 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور جماعت احمدیہ کے خلیفہ مرزا بشیر الدین صاحب نے لفظ ''سید'' کی تعریف کرتے ہوئے لکھا:

(75) ''(اب) جو سید کہلاتا ہے اس کی یہ سیادت باطل ہو جائے گی۔ اب وہی سید ہوگا جو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی اتباع میں داخل ہوگا۔ اب پرانا رشتہ کام نہ آئے گا۔''

(قول الحق صفحہ 32 مندرجہ انوار العلوم جلد 8 صفحہ 80 از مرزا بشیر الدین محمود) (حوالہ صفحہ 200 پر)

مرزا صاحب نے قرآن مجید میں لفظی تحریف کرتے ہوئے کہا:

(76) ''**انا انزلناه قريباً من القاديان**''

اس کی تفسیر یہ ہے کہ **انا انزلناه قريباً من دمشق بطرف شرقي عند المنارة البيضاء** کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 59 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 201 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے قرآن مجید کے بارے میں جماعت احمدیہ کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(77) ''ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی لیے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ (مرزا غلام احمد) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے۔''

(کلمۃ الفصل صفحہ 83، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ واپریل 1915ء صفحہ 173، از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 202 پر)

قرآن مجید کے بارے میں مرزا صاحب نے کہا:

(78) "قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 548 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 203 پر)

(79) "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 220 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 220 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 204 پر)

مرزا صاحب نے ایک کشف میں دیکھا کہ قادیان کا نام قرآن مجید میں درج ہے۔ مرزا صاحب چونکہ نبوت و رسالت کے دعویدار ہیں، اس لیے ان کے کشف پر شک نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن کیا کیجیے مسلمانوں کے قرآن میں قادیان کا ذکر نہیں ہے۔ مرزا صاحب کا کشف ملاحظہ فرمائیں:

(80) "اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ **انا انزلناہ قریباً من القادیان** تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو، لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔"

(ازالہ اوہام (حاشیہ) حصہ اول صفحہ 77 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 140 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 205 پر)

کیا احمدی دوست بتا سکتے ہیں کہ قرآن مجید کی کس سورت یا رکوع میں یہ آیت موجود ہے جس میں قادیان کا نام درج ہے؟ احمدی دوست کہتے ہیں کہ یہ کشف ہے۔ ظاہر ہے کہ نبی کا کشف اور خواب وحی ہوتا ہے جبکہ مرزا صاحب کشف کے بارے میں کہتے ہیں۔

(81) ''وہ کامل کشف جس کو قرآن شریف میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے۔ وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر اُن کو بہت شرمندہ کرتا ہے۔''

(حقیقت المہدی صفحہ 16 روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 442 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 207 پر)

اگر مرزا صاحب کا مذکورہ بالا کشف سچ ہے تو قرآن مجید میں یہ آیت موجود نہیں ہے اور اگر یہ کشف جھوٹ ہے تو ظاہر ہے کہ جھوٹا آدمی نبی نہیں ہوسکتا۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے بارے میں مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے خیالات ملاحظہ فرمائیں:

(82) ''حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے، مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا، وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔''

(حقیقۃ الرویاء صفحہ 46 از مرزا بشیر الدین محمود)(حوالہ صفحہ 209 پر)

احمدی دوستوں کی اکثریت مرزا صاحب کی ان دل آزار اور قابل اعتراض تحریروں سے بے خبر اور لاعلم ہے جو انہوں نے اسلام اور اس کی مقدس شخصیات کے متعلق کہیں۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ تحریریں بعض احمدیوں سے جان بوجھ کر چھپائی جاتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کی بنیادی کتابیں ایک عرصہ دراز سے ناپید ہیں اور ایک خاص مصلحت کے تحت انہیں شائع نہیں کیا جارہا۔ یہ وہ کتابیں ہیں جن میں اسلام، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، اہل بیتؓ قرآن وحدیث، مقدس شخصیات اور اکابرین امت کا نہ صرف تمسخر اڑایا گیا ہے بلکہ طعن و تشنیع اور تضحیک وتحقیر کا کوئی پہلو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ ان کتابوں میں ایسی دل آزار تحریریں ہیں جن کو پڑھنا اور سننا تو در کنار، صرف ان کے تصور سے ہی کلیجا منہ کو آتا ہے۔ ان کتابوں میں خصوصی طور پر ''ایک غلطی کا ازالہ'' از مرزا غلام احمد ''تذکرہ یعنی وحی مقدس و مجموعہ الہامات حضرت مسیح موعود (احمدیوں کا اصل قرآن)'' از مرزا غلام احمد ''کلمۃ الفصل'' از مرزا بشیر احمد ایم اے (مرزا غلام احمد صاحب کے صاحبزادے) ''سیرت المہدی'' (مرزا غلام احمد کی سوانح اور حالات زندگی) از مرزا بشیر احمد ایم اے ''انوار خلافت'' از مرزا بشیر الدین محمود احمد (مرزا صاحب کے

بڑے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ) ''حقیقۃ النبوۃ'' از مرزا بشیر الدین محمود'' حقیقۃ الرویاء'' از مرزا بشیر الدین محمود'' آئینہ صداقت'' از مرزا بشیر الدین محمود'' اسلامی قربانی'' از قاضی یار محمد'' خطوط امام بنام غلام'' از حکیم محمد حسین قریشی'' البشریٰ'' مؤلفہ محمد منظور الٰہی، مکتوبات احمدیہ مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی، ''مکاشفات'' مؤلفہ محمد منظور الٰہی، ''ذکر حبیب'' از مفتی محمد صادق اور'' تذکرہ المہدیٰ'' از پیر سراج الحق شامل ہیں۔

انصاف اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ احمدی دوست ان اشتعال انگیز اور جذبات میں آگ لگا دینے والی کتابوں کا دفاع کرنے کے بجائے ان سے اپنی برأت کا اعلان کریں۔ یاد رہے کہ ان کتابوں کے مصنفین نے ختم نبوت کے قلعہ میں نقب زنی کے جرم کا ارتکاب سیاسی و معاشی مجبوریوں اور شاید سماجی و سرکاری مفادات کے حصول کے لیے کیا۔ سامراجی اور استعماری حکمرانوں کے ایماء پر لکھی گئی ان کتابوں اور ان کی تعلیمات کو حریت فکر کا علمبردار ایک بھی آزاد شہری تحسین کی نگاہ سے دیکھنے کا جرم نہیں کرسکتا۔ میرا دعویٰ ہے کہ اگر یہ کتب دوبارہ شائع ہوکر کم از کم احمدیوں ہی میں تقسیم ہو جائیں تو آدھے سے زیادہ احمدی اپنے مذہب سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیں، اور مجھے پورا یقین ہے کہ احمدیہ قیادت کسی بھی قیمت پر اپنی مذکورہ کتب کبھی شائع نہیں کرے گی۔

بے شمار احمدی ایسے ہیں جو اپنی جماعت (احمدیہ) کے ساتھ نہایت مخلص اور اپنے عقائد پر سختی سے ڈٹے ہوئے ہیں۔ وہ دن رات جماعت کی ترقی و تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ کئی طرح کی مشکلات سے بھی گزرتے ہیں مگر المیہ یہ ہے ان میں شاید ہی کوئی ایسا احمدی ہو جس نے بانی جماعت سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب کی تمام کتب کا مطالعہ کیا ہو۔ ورنہ اکثریت تو ان کے نام بھی نہیں جانتی۔ بہت کم ایسے احمدی دوست ہوں گے جنہوں نے مرزا صاحب کی زیادہ سے زیادہ 5 یا 10 کتابیں مکمل پڑھی ہوں۔ مرزا صاحب کی تصانیف کی تعداد تقریباً 84 ہے۔ مکتوبات، ملفوظات اور مجموعہ اشتہارات وغیرہ ان کے علاوہ ہیں۔ اس طرح مرزا صاحب کی کتب کی تعداد 100 کے قریب بنتی ہے۔ مجھے درجنوں فاضل احمدی دوستوں سے تبادلہ خیال اور مباحثہ کے کئی مواقع میسر آئے، ان میں پڑھے لکھے نوجوان اور معقول مشاہرہ پانے والے مبلغ بھی شامل ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ ایک بھی ایسا احمدی دوست نہیں تھا جس نے مرزا صاحب کی تمام کتب پڑھی ہوں۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک ایسے مخلص احمدی حضرات کا ایمان مشکوک ہے۔ مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے اپنے والد صاحب کی مستند سوانح عمری ''سیرت المہدی'' میں یہ روایت درج کرتے ہیں:

(83) "مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت (مرزا صاحب) فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔"

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 78 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 210 پر)

امت مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی تشریعی، غیر تشریعی، ظلی یا بروزی وغیرہ کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں۔ وہ آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہیں۔ قرب قیامت وہ دوبارہ اس دنیا میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ حضرت امام مہدی اس امت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ موجود ہوں گے۔

مرزا صاحب کے اس ارشاد کے باوجود کہ:

(84) "مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کا جزو یا ہمارے دین کے رکنوں سے کوئی رکن ہو۔"

(ازالہ اوہام صفحہ 140 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 171 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 211 پر)

وفات مسیح کا مسئلہ ہر احمدی کا پسندیدہ موضوع ہے۔ ہر احمدی دوست کی یہ دِلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی گفتگو یا بحث کا آغاز اسی موضوع سے کرے۔ خود مرزا صاحب نے اپنی کتب میں وفات مسیح کے موضوع پر سب سے زیادہ لکھا ہے۔ مرزا صاحب کے دعویٰ "مسیح موعود" کے ثبوت کے لیے وفات مسیح کا مسئلہ ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہوں تو ظاہر ہے زمین پر "مسیح موعود" کی گنجائش ہی پیدا نہیں رہتی۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا گیا اور نہ ہی صلیب دیا گیا۔ قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وما قتلوہ و ما صلبوہ ولکن شبہ لھم (النساء: 157)

بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ جبکہ احمدیوں کا عقیدہ اس کے برعکس ہے۔ احمدی دوستوں کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ اب جس عیسیٰ یا مسیح نے

دوبارہ دنیا میں آنا تھا، وہ مرزا غلام احمد صاحب کی صورت میں آ چکے ہیں۔ جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر رفع اور پھر قرب قیامت زمین پر نزول کا تعلق ہے، قرآن مجید میں ہے:

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق ...... (توبہ: 33)

ترجمہ: ''وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔''

آیت بالا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول دنیا پر استدلال کرتے ہوئے مرزا صاحب رقم طراز ہیں:

(85) ''**هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله.** یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔''

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593، از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 212 پر)

اس تحریر سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کی دلیل محکم ہے کیونکہ نزول اسی وقت ہو گا جب رفع پہلے سے ثابت اور واقع ہو چکا ہو۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا (بنی اسرائیل: 8)

ترجمہ: ''عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے۔''

اس آیت کے تحت مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

(86) ''یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے...... اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک

سے صاف کر دیں گے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد1 صفحہ 601،602 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 213،214 پر)

مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریروں کی موجودگی میں وفات مسیح کے موضوع پر احمدی حضرات کی بحث کی ساری بنیاد ہی منہدم ہو جاتی ہے۔اس سلسلہ میں احمدی دوست مختلف تاویلات کا سہارا لیتے ہیں۔کبھی کہتے ہیں کہ یہ باتیں مرزا صاحب نے محض رسمی طور پر تحریر کی ہیں۔یہ بات حق کو تسلیم نہ کرنے کا ایک بہانہ ہے۔کیونکہ یہ عقیدہ رسمی نہیں بن سکتا۔کیونکہ مرزا صاحب نے اس کے ثبوت میں آیات قرآنیہ پیش کی ہیں جس سے ثابت ہوا کہ انہوں نے یہ عقیدہ رسمی طور پر نہیں بلکہ قرآن سے قبول کیا۔پھر احمدی دوست اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ"عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام" مرزا صاحب کی"اجتہادی غلطی" ہے۔یہ بات بھی کتمان حق کے زمرے میں آتی ہے۔ان تحریروں کو مرزا صاحب کی اجتہادی غلطی قرار نہیں دیا جا سکتا۔کیونکہ یہ کتاب"براہین احمدیہ" جس میں مرزا صاحب نے اپنا مذکورہ عقیدہ بیان کیا ہے۔بقول مرزا صاحب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مرزا صاحب کو اس کتاب کا نام"قطبی" بتایا۔ یعنی یہ کتاب قطب ستارہ کی طرح مستحکم اور غیر متزلزل ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا گیا۔

(87) (دیکھئے براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 275)(حوالہ صفحہ 215 پر)

اگر احمدیوں کے بقول نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رسمی ہے تو نہ یہ کتاب قطبی رہے گی اور نہ اس میں ذکر کردہ باتیں مستحکم اور غیر متزلزل قرار پائیں گی۔خصوصاً یہ کتاب جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمائی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسی سنگین غلطی (عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام) کو آپ نظر انداز فرما دیں جو مرزا صاحب کے نزدیک شرک عظیم ہے۔

(88) (دیکھئے ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء صفحہ 39 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 660)(حوالہ صفحہ 216 پر)

اگر یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے تو خود مرزا صاحب اس فتویٰ کی زد میں آتے ہیں۔پھر یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ مرزا صاحب 1891ء تک (تقریباً 50 سال) حیات عیسیٰ علیہ السلام اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے مشرک تھے اور ظاہر ہے کوئی مشرک"مسیح موعود" نہیں ہو سکتا۔

جبکہ مرزا صاحب ایک جگہ اپنے متعلق لکھتے ہیں:

(89) "اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک غلط

بات سے محفوظ رکھتا ہے۔" (نورالحق حصہ دوئم صفحہ 86 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 218 پر)

پھر مزید دعویٰ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(90) "میری ہر بات الہامات پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی میں نے جو کچھ کہا وہ سب کچھ خدا کے امر سے کہا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔"

(مواہب الرحمان صفحہ 5 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 221 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 220 پر)

پھر ارشاد فرمایا:

(91) "یعنی خدا جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا رہا، وہ وہی کہتا ہوں جو خداوند فرماتا ہے اور میں نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہی جو خلاف خداوندی ہو اور مخالف خداوندی میری قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوتی۔"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ 10 روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 186 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 221 پر)

ایک جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(92) "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صفحہ 100 روحانی خزائن صفحہ 262 جلد 21 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 223 پر)

معمولی سی عقل سلیم رکھنے والا ہر شخص یہ جانتا ہے کہ گپ کے معنی جھوٹ کے ہیں اور جھوٹا آدمی مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔

خود مرزا صاحب کا ارشاد ہے:

(93) "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ [ضمیمہ] صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 56 از مرزا)(حوالہ صفحہ 225 پر)

ایک اور جگہ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(94) "حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدے کے لیے گھڑا تھا۔"

(حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ 29 مندرجہ روحانی خزائن صفحہ 31 جلد 22 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 226 پر)

اس فتویٰ کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ خود مرزا صاحب 50 سال تک عیسائی عقائد رکھتے تھے۔

بعض احمدی دوست یہ اعتراض کرتے ہیں کہ شروع شروع میں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی

طرف سے وحی آئی تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ لہٰذا مرزا صاحب نے اگر عقیدہ تبدیل کر لیا تو کیا حرج ہے؟ احمدی دوستوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اس سلسلہ میں بیت المقدس کی مثال بالکل غلط ہے۔ بیت المقدس کو قبلہ بنانا حسب ہدایت آیت **فبھدھم اقتدہ** (الانعام:90) انبیاء سابقین کی سنت پر عمل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ عقائد میں سے ہے اور عقائد میں تنسیخ و تبدیلی نہیں ہو سکتی جبکہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے جن میں تبدیلی و تنسیخ ہو سکتی ہے۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے جو نمازیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی تھیں، وہ سب کی سب بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں اور بعد میں کسی نے ان نمازوں کو نہیں لوٹایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں مرزا صاحب کی کئی تضاد بیانیاں ان کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔

(95) کبھی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر کے محلہ خانیار میں ہے۔

(دافع البلاء صفحہ 19 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 235 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 227 پر)

(96) اور کبھی کہتے ہیں کہ ان کی قبر فلسطین کے علاقہ گلیل میں واقع ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ 473 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 353 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 228 پر)

(97) کبھی کہا کہ ان کی قبر بلدہ قدس (یروشلم) میں ہے۔

(اتمام الحجۃ صفحہ 27 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 299 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 230 پر)

(98) اور کبھی کہا کہ ان کی قبر بلاد شام میں ہے۔

(اتمام الحجۃ صفحہ 24 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 296 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 231 پر)

احادیث مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بارے میں کئی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ مرزا صاحب نے ان نشانیوں کی جو تاویلیں کی ہیں، وہ بے حد عجیب بھی ہیں اور دلچسپ بھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے تو انہوں نے دو زرد رنگ کی چادریں پہنی ہونگی۔ (مسند احمد، بخاری و مسلم) مرزا صاحب نے اس حدیث کی تاویل یوں کی ہے:

(99) "دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کی دھڑ کی اور ایک نیچے کی دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 445 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 233 پر)

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو مقام "لُد" پر قتل کریں گے۔ مقام لُد فلسطین اسرائیل میں واقع ہے۔ مرزا صاحب نے اس کی تاویل یہ کی کہ "لُد" سے مراد "لدھیانہ" ہے۔

(100) دیکھئے (الہدیٰ صفحہ 97 حاشیہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 341) (حوالہ صفحہ 235 پر)

لدھیانہ مشرقی پنجاب بھارت میں واقع ہے۔ اس طرح وہ آسمان سے اترنے کے معنی ماں کے پیٹ سے نکلنا مراد لیتے ہیں۔

؎ ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہئے

اہل اسلام، قرآن کریم، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت کی بنا پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ رکھتے ہیں، جبکہ خود مرزا صاحب کو اعتراف ہے:

(101) "مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشین گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشین گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ 557 خزائن جلد 3 صفحہ 400 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 236 پر)

ظاہر ہے کہ جس عقیدہ کو تواتر کا درجہ حاصل ہو، کوئی ذی شعور مسلمان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ صحابہ کرامؓ سمیت گذشتہ تمام صدیوں کے تابعین، تبع تابعین، آئمہ اربعہ، مجددین، محدثین، اولیاء کرام اور اکابرین امت اس عقیدہ کو تواتر اور تسلسل کے ساتھ نقل کرتے آئے ہیں۔ مرزا صاحب کا ایک دعویٰ یہ بھی ہے کہ وہ چودھویں صدی کے "مجدد" ہیں۔ اگر مرزا صاحب واقعی مجدد ہیں تو حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں، ان کا عقیدہ گذشتہ تمام صدیوں کے مجددین اسلام (جن کے ناموں کی فہرست پر مرزا صاحب کو بھی مکمل اتفاق ہے۔) کے عقیدہ سے بالکل الٹ اور مختلف ہے اور

اگر بالفرض مرزا صاحب کا عقیدہ (وفات مسیح) درست مان لیا جائے تو پھر گذشتہ تمام صدیوں کے مجددین کا عقیدہ (حیات مسیح) غلط اور باطل قرار پائے گا۔ اب یہ فیصلہ کرنا آپ کے اختیار میں ہے کہ اس معاملہ میں مرزا صاحب کا مؤقف درست ہے یا گذشتہ صدیوں کے تمام مجددین وغیرہ کا نکتہ نظر۔

(102) (دیکھئے عسل مصفیٰ از مرزا خدا بخش صاحب صفحہ 117 تا 120)(حوالہ صفحہ 238 تا 241 پر)

احمدی حضرات مرزا صاحب کے مہدی ہونے کی ایک دلیل یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں رمضان شریف کے مہینہ میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگے گا۔ یہ نشان مرزا صاحب پر پورا ہوتا ہے اور اس سے پہلے جب سے زمین و آسمان بنے، یہ کبھی نہیں ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب حدیث نبوی کے مطابق سچے مہدی تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث رسول نہیں بلکہ ضعیف درجے میں امام محمد باقر کا قول ہے جو دارقطنی میں نقل کیا ہے۔ لہٰذا اس کو حدیث بنا کر پیش کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان عظیم اور کذب وافتراء ہے۔ امام باقر کا یہ قول سند کے اعتبار سے انتہائی ساقط اور مردود ہے۔ ملاحظہ ہو:

(103) **"عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق الله السموت والارض تنكسف القمر لاول ليلة من رمضان و تنكسف الشمس فى النصف منه ولم تكونا منذ خلق الله السموات والارض"**

(سنن دارقطنی از امام علی بن عمر الدارقطنی جلد اول صفحہ 65، بیروت)(حوالہ صفحہ 243 پر)

بفرض محال اگر اسے محمد باقر کا قول مان بھی لیا جائے تو تب بھی مرزا صاحب مہدی ثابت نہیں ہوتے کیونکہ مرزا صاحب کے زمانے میں رمضان کی جن تاریخوں میں یہ گرہن لگا تھا، وہ اس قول کے مطابق نہیں ہے۔ مرزا صاحب کے زمانے میں، رمضان کی تیرہ (13) تاریخ کو چاند گرہن اور اٹھائیس (28) تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔ حالانکہ امام باقر کے مذکورہ بالا قول میں یہ بات واضح ہے کہ چاند گرہن رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو لگے گا۔ اور سورج گرہن پندرہ کو لگے گا اور ایسا پہلے کبھی نہ ہوا ہوگا۔ جبکہ مرزا صاحب تیرہ (13) تاریخ کو یکم اور اٹھائیس (28) تاریخ کو پندرہ قرار دینے پر اصرار کرتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔

احمدی دوستوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ جب مرزا صاحب نے 1311ھ میں دعویٰ مہدویت

کیا تھا، اس وقت کسوف وخسوف کا رمضان المبارک میں اجتماع ہوا تھا اور یہ اجتماع کسوفین صرف اور صرف 1311ھ میں ہی ہوا۔ لہٰذا یہ بھی مرزا صاحب کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ میرے خیال میں یہ دلیل کم علمی کا نتیجہ یا پھر تجاہل عارفانہ ہے، امام باقر کا قول اسی صورت میں صحیح ہوسکتا ہے کہ جب اسے ظاہری الفاظ کے مطابق رکھا جائے، ''اول لیلۃ'' سے یکم رمضان اور ''نصف منہ'' سے پندرہ رمضان مراد لی جائے، کیونکہ جب سے آسمان وزمین بنے ہیں، ان تاریخوں میں چاند اور سورج کو کبھی گرہن نہیں لگا۔ تیرہ رمضان کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن مرزا صاحب سے قبل ہزاروں مرتبہ لگ چکا ہے، مرزا صاحب سے قبل 45 سال کے عرصہ میں تین مرتبہ رمضان کی انہی تاریخوں میں چاند اور گرہن لگ چکا ہے۔ ہر پڑھا لکھا احمدی نجوم کی کسی کتاب یا انٹرنیٹ سے سرچ کر کے باآسانی یہ مسئلہ حل کرسکتا ہے۔ ایران میں مرزا علی محمد باب نے 1260ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے ساتویں سال رمضان 1267ھ کے مطابق جولائی 1851ء میں 13 اور 28 رمضان کو خسوف وکسوف کا اجتماع ہوا۔

اسی طرح احمدی دوستوں کا یہ دعویٰ بھی تاریخی طور پر ٹھیک نہیں ہے کہ ''1311ھ کا اجتماع خسوف وکسوف صرف مرزا صاحب کے لیے نشان صدق تھا۔'' کیونکہ ٹھیک اسی زمانہ میں محمد احمد مہدیٔ سوڈانی خود ساختہ مسند مہدویت پر ''جلوہ افروز'' تھا۔ اگر اس بے سروپا بات سے مرزا صاحب کی مہدویت کا ثبوت نکلتا ہے تو احمدی دوستوں کو مہدیٔ سوڈانی کی ''بعثت'' پر بھی ایمان لانا چاہیے۔

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر بحث یا مناظرہ کے دوران بعض احمدی حضرات قرآنی آیات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑے رکیک انداز میں تاویلات کرتے ہیں جس سے واضح اندازہ ہوتا ہے کہ وہ محض بحث برائے بحث کے قائل ہیں اور انہوں نے کوئی بھی سچی بات تسلیم نہ کرنے کا مصمم عزم کر رکھا ہے۔ بعض حضرات بحث کے دوران میں پوچھتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں تو انسان ہوتے ہوئے آسمان پر کیسے چلے گئے؟ وہاں وہ کس طرف رخ کر کے نمازیں پڑھتے ہیں؟ روزے کیسے رکھتے ہیں؟ زکوٰۃ کس کو ادا کرتے ہیں؟ وہ کیا کھاتے ہیں؟ پاخانہ کہاں کرتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ حیات دنیوی کے ساتھ مشروط ہیں، وقت آئے تو نماز فرض ہوگی۔ رمضان آئے گا تو روزہ فرض ہوگا، نصاب ہوگا تو زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی جگہ اٹھائے گئے ہیں جہاں وقت ہی نہیں ہے کیونکہ آسمانی دنیا زمان سے خالی ہے۔ اور پھر ان سب باتوں کا سب سے اہم اور مدلل جواب یہ ہے کہ خود مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں،

لہٰذا جو سوالات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے سے پیدا ہو سکتے ہیں، وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے سے پیدا کیوں نہیں ہوتے؟ مرزا غلام احمد صاحب، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ ہونا اور ان پر ایمان لانا ضروری اور لازمی سمجھتے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(104) ''یہ وہی موسیٰ مردِ خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے۔ اور مردوں میں سے نہیں۔''

(نور الحق حصہ اول صفحہ 50 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 68، 69 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 244، 245 پر)

جہاں تک مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا تعلق ہے۔ احمدی دوستو! ساری بحثوں کو چھوڑیں۔ اس دنیا میں، مَیں نے ہمیشہ رہنا ہے نہ سدا کی زندگی آپ کا مقدر ہے۔ وہ گھڑی دور نہیں جب ہم سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ ہمیں اس سخت ساعت کی فکر کرنی چاہیے۔ مجھے اچھی طرح خبر ہے کہ آپ میں سلیم العقل اور پڑھے لکھے افراد کی کمی نہیں۔ آپ اپنی فراست کو ایک نقطے پر مرتکز کر کے اور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر، کیا انبیاء و رسُل میں سے کسی ایک ہستی کی مثال پیش کر سکتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اطلاع دی ہو کہ تم نبی ہو اور اس نے یہ تاویل کی ہو کہ میں نبی نہیں ہوں؟ صرف آپ کے ''مسیح موعود'' مرزا غلام احمد صاحب وہ واحد شخصیت ہیں جنہیں ان کے بقول اللہ تعالیٰ نے 1882ء میں براہین احمدیہ کے زمانہ میں بذریعہ الہام نبی کہا اور وہ 1902ء تک، جی ہاں! دو دہائیاں یعنی برابر بیس برس تاویلات کے رنگا رنگ دھاگوں کا تانا بانا ہی بنتے رہے۔ جب خارجی دباؤ بڑھا تو دوٹوک الفاظ میں کہہ دیا، میں نبی یا رسول بالکل نہیں ہوں۔ جب صورت حال کو ''قدرے سازگار'' پایا تو اپنی نبوت اور رسالت کا اظہار کر دیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قریب قریب پچاس برس کی عمر تک وہ اس جمہور عقیدے پر قائم رہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ انبیاء و رسل کے آخری فرد ہیں یعنی ختم نبوت کے ان معانی اور مفاہیم کے قائل تھے جو امت میں روز اول سے مروج رہے۔ چلئے ایک لمحے کے لئے مان لیا کہ انہیں آسمان سے پھر یہ ''ہدایت'' یکایک نصیب ہو گئی کہ آخر میں آنا کوئی فضیلت کی بات نہیں، خاتم النبیین، کا مطلب افضل الانبیاء ہونا ہے اور یہ کہ آپ (یعنی مرزا صاحب) اب رسالت کے عہدے پر فائز کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ کیا کہ نبی اپنی وحی کا پہلا مومن ہوتا ہے۔ مگر مرزا صاحب کو غالباً اس ''وحی'' پر یقین ہی

نہیں تھا کہ انہوں نے اس پر ایمان لاتے لاتے بیس برس گزار دیئے۔

احمدی دوست اگر برا نہ مانیں تو انہیں اپنے نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کم از کم بیس برس توقف کرنا چاہیے پھر جا کر مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کرنا چاہیے...... یہاں ایک اور باریک نکتہ کہ مرزا صاحب کی صداقت کی ایک یہ دلیل آپ لوگوں کی جانب سے اکثر پیش کی جاتی ہے کہ سچے مدعیٔ نبوت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کے بعد کم از کم 23 برس ضرور زندہ رہے کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت کے بعد تیئیس برس اس دنیا میں موجود رہے اور مرزا صاحب 1882ء سے 1908ء تک 26 برس زندہ رہے۔ میں یہاں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ 1882ء سے 1902ء تک جو بیس برس کا عرصہ بنتا ہے اسے تو آپ اصولاً خارج کر دیں کہ اس زمانے میں خود مرزا صاحب اپنی ''نبوت'' کے خود منکر رہے۔ باقی 1902ء سے 1908ء تک 6 سال کا عرصہ ضرور بنتا ہے جب وہ اپنی نبوت کے دعویٰ پر قائم دکھائی دیتے ہیں اور معمولی حساب دان بھی جانتا ہے کہ چھ برس 23 برس سے زیادہ نہیں ہوتے۔

اگر مرزا صاحب کے مذکورہ اصول کو تسلیم کرلیا جائے تو کئی سچے نبی (نعوذ باللہ) جھوٹے بن جائیں گے مثلاً حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کے علاوہ کئی دوسرے اسرائیلی پیغمبر بہت تھوڑی عمر میں اپنے اعلانِ نبوت کے بعد شہید کر دیئے گئے۔ اس کے برخلاف بہاء اللہ ایرانی (جو صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا) دعویٰ نبوت کے بعد چالیس سال زندہ رہا۔ مرزا صاحب کے اصول کے مطابق وہ سچا ٹھہرے گا۔ حالانکہ احمدی حضرات اسے جھوٹا جانتے ہیں۔

احمدی دوستو! غور کیجیے کیا کسی شخص کے خدا کی طرف سے نہ ہونے کی اس سے بڑھ کر کوئی اور دلیل ہو سکتی ہے کہ اس کا (اپنے دعوے کے تناظر میں) اپنے خدا سے ڈائرکٹ تعلق ہو، فرشتہ تقریباً بلا ناغہ آتا ہو اور اس کی وساطت سے وہ اپنی پوزیشن ہی نہ کلیئر کروا سکے کہ میں ہوں کیا؟ اور پھر یہ کوئی ضمنی، ذیلی یا فروعی بات نہیں؟ بنیادی منصب ہے جس کی اساس پر اس نے گمراہ امت کو راہ راست پر لانا ہے اور بڑی ہی معذرت کے ساتھ اسے یہ تک معلوم نہیں کہ وہ نبی ہے یا نہیں؟ ہے نا عجیب بات! طرفہ تماشا یہ کہ اسے اس کا رب کہتا ہے تم نبی ہو اور وہ یہ تشریح کرتا ہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ کیا یہ قضیہ وضاحت کے ساتھ مرزا صاحب کی نفسیاتی حالت کا پتا نہیں دے رہا کہ وہ مدت العمر تیل اور تیل کی دھار کو دیکھ کر سفر کرنے والے آدمی تھے۔

اور سنو میرے عزیزو! سچے نبی استقامت کا کوہ گراں ہوتے ہیں۔ ایک بار اللہ کی طرف سے جو حکم آجائے، اس کے ابلاغ کے لیے وہ اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں۔ کسی عدالت یا حکومت کی

تنبیہ پر ان آیات کو چھپانے کے جرم کے کبھی مرتکب نہیں ہوتے کہ جی میں آئندہ ایسی اندازی پیش گوئیاں نہیں کیا کروں گا۔ اللہ کے شیروں کو روباہی بھلا کہاں آتی ہے۔ وہ تو ڈٹ جانے والے لوگ ہوتے ہیں، پیچھے ہٹنا ان کا شیوہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے علامہ اقبال کو کہنا پڑا تھا۔ ؎

وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

❁

ہو اگر قوت فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللہی

احمدی دوستو! کبھی فرصت کے لمحات میں، اپنے آپ سے یہ سوال ضرور پوچھئے گا کہ جیسے مصلحت کوش خود مرزا صاحب تھے، ویسی ہی ڈری سہمی ان کی امت کیوں ہے؟ شکار زندہ کی لذت سے بے نصیب، قوت بازو سے تہی، مسکینی و محرومی و بے چارگی کی تصویر۔ اس جماعت میں آخر وہ جسور و غیور کردار جنم کیوں نہیں لے سکا جو ضرب کلیمی لے کر نکلتا اور کائنات کے پتھر سے اسرار حیات کے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ ایسا صرف اس لئے انہیں ہوا ہے کہ مرزا صاحب کی وحی میں کوئی انقلاب، کوئی نظام، کوئی پروگرام سرے سے موجود نہیں ہے، اگر ہے تو پیش گوئیاں ہیں، دعائیں ہیں، حسرتیں ہیں، چندے ہیں، مناظرے ہیں، تقدیر کے رسمی و روایتی تصور کی اتباع ہے (یعنی یکسر بے عملی) حکومت برطانیہ کی مدح ہے، غلامی کی تلقین ہے، جہاد کے خلاف اک مسلسل قلمی "جہاد" ہے۔ اپنے خاندان کی آبیاری کے لئے پیہم تبلیغ و تعلیم ہے اور سب سے بڑھ کر اپنی ذات کی تعریفوں میں عبارتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ آپ خود تدبر کیجیے بھلا ایسی نبوتوں سے عالم میں انقلاب برپا ہوا کرتے ہیں؟ بقول شخصے مرزا صاحب وہ واحد پیغمبر ہیں جن کی پیغمبری ہر قسم کے پیغام سے خالی ہے۔

میں آپ کو دل کی اتھاہ گہرائی سے دعوت دیتا ہوں کہ اپنی صلاحیتوں اور صالحیتوں کو نذر آتش ہونے سے بروقت بچا لیں اور ایک بار پھر جمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو کر اپنی دنیا کو محفوظ کر لیں اور اپنی عاقبت بھی سنوار لیں۔ اضطراب کا وہ عذاب جو آپ کو شب و روز دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے، ایک آن میں آپ کو اس سے نجات مل سکتی ہے، بشرطیکہ خلوص نیت و عمل سے آپ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جائیں۔

احمدی دوستوں کا عجب معاملہ ہے کہ وہ ایک طرف تو مسلمانوں سے یہ تقاضا کرتے ہیں

کہ انہیں اپنا حصہ سمجھا جائے، انہیں برابر کے حقوق ملیں اور مسلمان، معاشرتی زندگی میں ان سے مل جل کر رہیں۔ اس کو آپ حقیقت کا نام دیں گے یا اس کے برعکس کہ ان کی یہ جملہ خواہشیں اور کل تقاضے مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں۔

جماعت احمدیہ میں شادی بیاہ سے لے کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور انقطاع کی تعلیم ہے اور اس پر بھرپور زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا کوئی معاملہ نہ رکھیں حتیٰ کہ ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک نہ پڑھیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کے سلسلہ کے تمام لوازم اور مناسبات کو دیکھتے ہوئے اس امر کا فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے پیروؤں کو تمام مسلمانوں سے ایک الگ امت بنانے میں کس درجہ ساعی و کوشاں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے ''خلفاء'' کی تعلیمات یہ ہیں تو پھر وہ مسلمانوں سے باہمی روابط کا کیوں مطالبہ اور تقاضا کرتے ہیں۔ اس دہرے کردار کا اندازہ کرنے کے لیے درج ذیل تحریرات سب سے بڑا ثبوت ہیں۔ حسب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

(105) ''ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔''

(کلمۃ الفصل صفحہ 79، 80، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ و اپریل 1915ء صفحہ 169، 170 از مرزا بشیر احمد ایم اے)(حوالہ صفحہ 246، 247 پر)

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب تو اس سے بھی زیادہ سخت عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

(106) ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت صفحہ 35 از مرزا بشیر الدین محمود)(حوالہ صفحہ 249 پر)

یعنی دنیا کے کسی بھی خطہ میں موجود (خواہ افریقہ کے جنگل ہی کیوں نہ ہوں) کسی مسلمان نے اگر مرزا صاحب کا نام نہیں سنا، تو وہ بھی کافر ہے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں:

(107) ''ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفاتِ مسیح کے قائل نہیں باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہیں ۔سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیاتِ مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا۔''

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، صفحہ 3 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 251 پر)

اسی شوقِ اختلاف میں احمدیہ قیادت نے اسلامی تقویم کے مقابلہ میں احمدیہ تقویم پیش کی جو مندرجہ ذیل ہے۔

اسلامی تقویم: محرم۔ صفر۔ ربیع الاول۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاول۔ جمادی الثانی۔ رجب۔ شعبان۔ رمضان۔ شوال۔ ذیقعد۔ ذوالحج

احمدیہ تقویم: شہادت۔ ہجرت۔ احسان۔ وفا۔ ظہور۔ تبوک۔ اخاء۔ احسان۔ فتح۔ صلح۔ امان۔ تبلیغ

میں کئی ایسے احمدیوں کو ذاتی طور پر جانتا ہوں جو باقاعدہ نماز نہیں پڑھتے بلکہ بعض ایسے بھی ہیں جو بالکل نہیں پڑھتے۔ لیکن یہ سب لوگ جماعت احمدیہ کے لیے قابل برداشت ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ جماعت احمدیہ نے کسی احمدی کو نماز ترک کرنے کی وجہ سے جماعت سے نکال دیا ہو۔ لیکن اگر کسی کے متعلق یہ اطلاع آ جائے کہ اس نے غیر احمدیوں کے ساتھ نماز

پڑھی ہے تو اس شخص کو فوراً جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ یہی صورت نماز جنازہ کی ہے۔ احمدیوں کے لیے دوسرے مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے۔ اس ممانعت میں نیک، بد، موافق، مخالف، حتیٰ کہ مسلمانوں کے معصوم بچے بھی شامل ہیں۔ احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود سے جب یہ سوال کیا گیا کہ غیر احمدی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں وہ بچہ جوان ہو کر احمدی ہوتا۔ اس کے متعلق مرزا محمود صاحب نے کہا:

(108) ''اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہوئے اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعودؑ کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔''

(انوار خلافت صفحہ 38 مندرجہ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 150 از مرزا بشیر الدین محمود)(حوالہ صفحہ 253 پر)

جماعت احمدیہ اس بات پر بھی فخر کرتی ہے کہ بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے احمدیہ جماعت کے ایک بڑے رہنما سر ظفر اللہ خاں صاحب (سابقہ وزیر خارجہ) کو اپنا ''سیاسی بیٹا'' قرار دیا تھا۔ اور بقول جماعت احمدیہ یہ اعزاز کسی اور پاکستانی کو حاصل نہیں۔ لیکن ستم ظریفی دیکھئے کہ سر ظفر اللہ خاں صاحب نے موقع پر موجود ہوتے ہوئے بھی حضرت قائد اعظمؒ کا جنازہ نہیں پڑھا بلکہ وہ غیر ملکی سفیروں کے ساتھ ایک طرف بیٹھے رہے۔ اس سلسلہ میں جب ان سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ چونکہ قائد اعظم محمد علی جناح احمدی نہ تھے، اس لیے میں نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا سر ظفر اللہ خاں، قائد اعظم محمد علی جناح کو احمدی نہ ہونے کی وجہ سے کافر سمجھتے تھے۔ اس لیے جنازہ نہ پڑھا۔ دراصل جماعت احمدیہ ہر اس شخص کو جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں رکھتا، کافر سمجھتی ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی کتاب کلمۃ الفصل کے صفحہ 20 مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ و اپریل 1915ء صفحہ 110 پر تحریر فرماتے ہیں:

(109) ''ہرایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا اور محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعودؑ (مرزا صاحب) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (حوالہ صفحہ 254 پر)

جماعت احمدیہ اپنے ماننے والوں کو علمی تاویلات، روحانی تعبیرات اور خود ساختہ رؤیا و کشوف کے دام میں الجھا کر بھٹکانے کا فریضہ، وظیفہ سمجھ کر ادا کر رہی ہے۔ اس کی ایک جھلک احمدی بزرگوں کے ''ارشادات'' اور ''بشارات'' میں بھی مل جاتی ہے۔ اب تو بے شمار احمدی نوجوان ایسے بھی ہیں جو احمدیت کو محض وراثت میں وصول کرنے کے سبب سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ انہیں سرے سے معلوم نہیں کہ احمدیت کیا ہے؟ نہ انہوں نے کبھی اس پر غور کیا۔ بقول شخصے ''باپ دادا نے کچے انگور کھائے اور اولاد کے دانت کھٹے کیے۔'' میں تمام احمدی دوستوں سے بصد اخلاص عرض کروں گا کہ تمام تر تعصبات اور نفرتوں کو بھلا کر انتہائی غیر جانبداری سے مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے صاحبزادوں کی تمام کتابوں کو نہایت غور و فکر اور عمیق نظر سے پڑھیں۔ ان شاء اللہ وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ احمدیت اور اسلام کے درمیان ہمالیہ سے بھی بڑا پہاڑ حائل ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مزید گزارش یہ ہے کہ دوران مطالعہ میں آپ خود ساختہ تاویلات میں ہرگز نہ الجھیں۔ الفاظ کا وہی مفہوم مراد لیں جو بظاہر نظر اور سمجھ آ رہا ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(110) ''والقسم یدل علیٰ ان الخبر محمول علی الظاهر لاتأویل فیه ولا استثناء والا فایی فائدة کانت فی ذکر القسم'' ترجمہ: قسم اس امر کی دلیل ہے کہ خبر اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ تاویل ہے نہ استثناء ورنہ قسم سے بیان کرنے کا کیا فائدہ۔

(حمامتہ البشریٰ صفحہ 14 روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 از مرزا غلام احمد) (حوالہ صفحہ 255 پر)

اگر آپ ہر بات کی تاویل کریں گے تو حقائق تک کبھی رسائی نہ پا سکیں گے۔ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے لاکھ جھوٹ بولنا پڑتے ہیں۔ آخر جھوٹ پکڑا جاتا ہے جس پر بجز ندامت و شرمندگی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ میں اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں ایک دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے۔

(111) ''میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں، بلکہ میں وہی

کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا۔"

(پیغام صلح صفحہ 63 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 485 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 257 پر)

اب آتے ہیں اصل بات کی طرف: مرزا صاحب اپنی ایک "وحی" میں فرماتے ہیں:

(112) "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات یعنی وحی مقدس صفحہ 503 طبع چہارم از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 258 پر)

یعنی بقول مرزا صاحب حکم الٰہی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب مکہ میں فوت ہوں گے یا مدینہ میں۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ یہ بات مرزا صاحب کی وحی کے بالکل برعکس ثابت ہوئی۔ مرزا صاحب برانڈرتھ روڈ لاہور میں واقع احمدیہ بلڈنگ میں 26 مئی 1908ھ کو فوت ہوئے اور ان کی میت بذریعہ ریل گاڑی قادیان بھجوائی گئی۔ اب احمدی دوست اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ موت کے معنی فتح کے ہیں اور اس وحی الٰہی سے مراد ہے کہ مرزا صاحب کی جماعت کو مکی فتح ہوگی یا مدنی فتح ہوگی۔ اس تاویل پر بے اختیار ہنسی آجاتی ہے۔ دنیا کے کسی لغت میں موت کے معنی فتح کے نہیں ہے۔ ظاہر ہے اگر مرزا صاحب کی ایسی دیگر تحریروں کی اس انداز میں تاویل کی جائے گی تو علم و دانش کہاں جا کر پناہ گزین ہوں گے؟

جبکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

(113) "جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔"

(چشمہ معرفت صفحہ 222 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 231 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 259 پر)

پھر انہوں نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا کہ:

(114) "سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرار دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔"

(ایام الصلح صفحہ 168 روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 394 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 261 پر)

مرزا صاحب کا متذکرہ فرمان کتمان حقیقت نہیں تو اور کیا ہے کہ خود مرزا

صاحب کا اعتراف موجود ہے کہ انہوں نے عربی، فارسی، قواعد صرف ونحو، حکمت اور منطق وغیرہ کی تعلیم فضل الٰہی، فضل احمد اور گل علی شاہ نامی استادوں سے حاصل کی۔

(115) دیکھئے! (کتاب البریہ حاشیہ صفحہ 162 تا 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 180 تا 181 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 263، 264 پر)

حالانکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

(116) ''غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بد ذات آدمیوں کا کام ہے۔''

(آریہ دھرم صفحہ 10 روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 13 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 266 پر)

مرزا صاحب ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں:

(117) ''صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی بہت خبر دی گئی ہے، خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔''

(شہادت القرآن صفحہ 41 روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 337 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 268 پر)

صحیح بخاری میں یہ حدیث سرے سے موجود نہیں ہے۔ مرزا صاحب نے اس حدیث کے حوالہ سے حقائق کے منافی بات کی ہے۔ جو شخص صحیح بخاری جیسی کتاب کے بارے میں اس درجہ غیر محتاط ہوسکتا ہے، وہ اپنے دعویٰ نبوت کے بارے میں کیا کچھ نہیں کہہ سکتا۔ احمدی دوستوں کو اس نکتہ پر غیر جانبداری سے غور وفکر کرنا چاہیے۔

مرزا صاحب اپنے متعلق لکھتے ہیں:

(118) ''اگر میں صاحب معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مردہ روحوں میں نہیں بٹھا دیا تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے سورۂ نور میں نہیں کہا کہ اس امت کے خلیفے اسی امت میں سے ہوں گے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔''

(تحفۃ الندوہ صفحہ 5 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 97، 98 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 270، 271 پر)

مرزا صاحب کے حالات زندگی پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی والدہ کا نام مریم نہیں بلکہ چراغ بی بی تھا۔ احمدی دوستوں سے سوال ہے کہ وہ قرآن مجید کی اس آیت کی نشاندہی کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو ابن مریم کہا ہو۔

مرزا صاحب اپنے متعلق ایک پیش گوئی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(119) ''تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ بکرو ثیب جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے، میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہٖ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔''

(تریاق القلوب صفحہ 73 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 201 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 272 پر)

پیش گوئی بتا رہی ہے کہ مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی گئی اور ان سے وعدہ کیا گیا ''اللہ تعالیٰ دو عورتیں تیرے نکاح میں لائے گا، ایک کنواری اور دوسری بیوہ۔'' بقول مرزا صاحب کنواری کا الہام پورا ہو گیا۔ بیوہ کے نکاح کا انتظار ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب کا کسی بیوہ سے نکاح نہیں ہوا اور وہ اس کی حسرت لیے دنیا سے کوچ کر گئے۔ یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی۔

نظارت تالیف و تصنیف قادیان نے (جس کے ناظر مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے تھے) تذکرہ میں ''تریاق القلوب'' سے یہ پیش گوئی درج کر کے حاشیہ میں لکھا ہے:

(120) ''یہ الہام الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے۔ جو بکر یعنی کنواری آئیں اور ثیب یعنی بیوہ رہ گئیں۔ خاکسار مرتب۔''

(تذکرہ مجموعہ الہامات صفحہ 31 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ 273 پر)

حالانکہ مرزا صاحب مذکورہ بالا عبارت میں لکھتے ہیں: ''خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔''

مرزا صاحب کی سوانح شہادت دیتی ہے کہ ان کا بیوہ عورت سے تمام عمر نکاح نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

مرزا صاحب نے خود تحریر کیا ہے:

(121) ''ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری بات میں اس پر اعتبار نہیں رہتا۔''

(چشمہ معرفت صفحہ 222 روحانی خزائن صفحہ 231 جلد 23 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 274 پر)

مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق کہا:

(122) ''مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں، محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا

افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراضِ مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین! میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انھوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت **لاتقف مالیس لک به علم** پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دُنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انھیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تُو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ **ربنا افتح بيننا و بين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين.** آمین.

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایّد

مرقومہ 15 اپریل 1907ء"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ 578 تا 580 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 276 تا 278 پر)

5 نومبر 1907ء کو مرزا صاحب نے اعلان فرمایا:

(123) ''ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے، یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔''

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 268 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 280 پر)

مرزا صاحب کے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے متعلق اشتہار اور بیانات سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

- مرزا غلام احمد اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ میں سے جو جھوٹا ہے، وہ سچے کی زندگی میں فوت ہو جائے گا۔
- ان دونوں میں جسے بھی موت آئے، وہ قتل کی رو سے نہیں، بلکہ وہ کسی مہلک بیماری جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ میں ہلاک ہوگا۔
- یہ دعا خدا کی تحریک پر کی گئی تھی اور اس کی مقبولیت کا مرزا صاحب کو الہام بھی ہو گیا تھا۔

اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے کہ:

- خدا نے کیا فیصلہ کیا؟
- کسے پہلے موت آئی؟
- اور کس بیماری سے وہ ہلاک ہوا؟

مرزا غلام احمد صاحب کی تاریخ وفات 26 مئی 1908ء ہے۔ یعنی مرزا صاحب اپنی دعا کے تقریباً 13 ماہ اور بارہ دن بعد ہیضہ کی بیماری سے فوت ہو گئے جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس دعا کے تقریباً چالیس سال بعد (پاکستان بننے کے بعد) 15 مارچ 1948ء میں اللہ کو پیارے ہوئے۔

اسلام میں علم کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔ قرآن اور حدیث کی رُو سے علم اور اہلِ علم کا درجہ بہت بڑا ہے۔ علم ایک نور ہے اور جہالت تاریکی۔ جس طرح نور اور ظلمت یا روشنی اور تاریکی باہم برابر نہیں ہو سکتے، اسی طرح ایک عالم اور جاہل یکساں نہیں ہو سکتے۔ قرآن مجید کی رُو سے ایک اندھا اور ایک آنکھوں والا شخص دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ تھا کہ وہ بہت بڑے عالم ہیں اور انہیں تمام علوم اللہ تعالیٰ نے سکھائے ہیں۔ وہ اپنی کتب میں بار بار کہتے ہیں کہ میری معلومات خدائی ہیں اور میں نے علم براہِ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔ مرزا صاحب اپنی وحی و الہام میں کہتے ہیں:

- ''انک باعیننا سمّیتک المتوکل و علمنٰہ من لدنا علمًا یعنی تُو ہماری آنکھوں

کے سامنے ہے،ہم نے تیرا نام متوکل رکھا،اپنی طرف سے علم سکھلایا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ 698 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 476 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 281 پر)

□ "وھب لی علومًا مقدسة نقیة ومعارف صافیة جلیة و علّمنی ما لم یعلم غیری من المعاصرین. (ترجمہ) اللہ نے مجھے پاک مقدس علوم نیز صاف و روشن معارف عطا کیے۔اور وہ کچھ سکھایا جو میرے سوا کسی اور انسان کو اس زمانے میں معلوم نہ تھا۔"

(انجام آتھم صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 75 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 282 پر)

اس کے برعکس مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(124) "تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔"

(پیغام صلح صفحہ 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 465 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 283 پر)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر طالب علم بخوبی جانتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم حضرت عبداللہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے چند ماہ پہلے ایک تجارتی سفر میں انتقال فرما گئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کا انتقال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے 6 سال بعد ہوا تھا۔مگر مرزا صاحب کو ان تاریخی حقائق کا علم نہیں۔بقول ڈاکٹر غلام جیلانی برق:

"... بھولیے کہ یہ مرزا صاحب کی آخری تحریر تھی جو انہتر برس کے علمی مطالعہ کا نچوڑ تھی۔ پھر تحریر بھی اس ہستی کے متعلق جن کا ذکر ہر زبان پر اور چرچا ہر گھر میں ہے۔اور واقعہ بھی ایسا جسے ہمارے لاکھوں واعظین تیرہ سو برس سے گلی گلی سنا رہے ہیں اور جس سے ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے بھی آگاہ ہیں۔حیرت ہے کہ جناب مرزا صاحب تاریخ نبوی کے اس مشہور ترین واقعہ سے بھی بے خبر نکلے۔"(حرف محرمانہ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق)

(125) "تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔"

(چشمہ معرفت صفحہ 286 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 299 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 284 پر)

مذکورہ بات مرزا صاحب کی کم علمی کی بیّن دلیل ہے۔حالانکہ سب جانتے ہیں کہ حضور خاتم

النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں کی تعداد 3 تھی۔ (1) حضرت قاسمؓ (2) حضرت عبداللہؓ (3) حضرت ابراہیمؓ۔

مرزا صاحب نے اپنے بیٹے کی پیدائش کے بارے میں لکھا:

(126) ''اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چارشنبہ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔''

(تریاق القلوب صفحہ 41 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 218 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 285 پر)

اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے جس کا دوسرا مہینہ صفر ہے لیکن مرزا صاحب اسے چوتھا قرار دیتے ہیں۔ پھر اسلامی ہفتہ شنبہ سے شروع ہو کر جمعہ پر ختم ہوتا ہے۔

1	2	3	4	5	6	7
شنبہ	یک شنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنج شنبہ	جمعہ

چہارشنبہ پانچواں دن ہے لیکن مرزا صاحب اسے چوتھا کہتے ہیں۔

جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ:

(127) ''میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔''

(پیغام صلح صفحہ 47 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 485 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 286 پر)

مرزا صاحب کی علمی و عملی دیانت کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب نے براہین احمدیہ، کے نام سے ایک ایسی کتاب لکھنے کا وعدہ کیا تھا جس کے پچاس حصے ہوں گے اور جس میں اسلام کی حقانیت کے تین سو دلائل ہوں گے۔ مرزا صاحب نے پوری کتاب کی رقم پیشگی وصول کر لی، مگر پانچ سو صفحے کی ایک جلد میں چار حصے پورے کر کے لمبے عرصے کے لئے چپ سادھ لی۔ 23 سال بعد نصرۃ الحق، نامی کتاب لکھی تو اسی کا دوسرا نام براہین حصہ پنجم رکھ دیا، اور پانچ سے پچاس بنانے کی ترکیب یہ ارشاد فرمائی:

(128) ''پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا'' مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا، اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لیے پانچ

حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔"

(دیباچہ براہین پنجم صفحہ 7 روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 9 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 287 پر)

مرزا صاحب کا قول زریں ہے:

(129) "گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔"

(ست بچن صفحہ 21 روحانی خزائن صفحہ 133 جلد 10 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 289 پر)

ایک جگہ مزید لکھتے ہیں:

(130) "کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔"

(کشتی نوح صفحہ 11 روحانی خزائن صفحہ 11 جلد 19 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 290 پر)

بفرض محال مرزا صاحب مسیح موعود ہوتے تو ان کے لیے لازم تھا کہ وہ اعلیٰ اخلاقیات، عمدہ تہذیبی روایات، نفیس سماجی اقدار، شیریں کلامی، شائستگی اور شرافت سے آراستہ ہوتے بلکہ اس میدان کے "فرد فرید اور مرد وحید" ہوتے، لیکن افسوس سلطان القلم اور نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والے مرزا صاحب کی سرشت، مزاج اور جبلت میں اخلاق حسنہ کا نمایاں فقدان تھا۔ ان کی بعض تحریریں اس قدر فحش، اخلاقیات سے عاری، شائستگی سے معریٰ، متانت سے گری ہوئی اور بازاری ہیں کہ آپ انہیں اہل خانہ کے سامنے تو درکنار، تنہائی میں بیٹھ کر پڑھتے ہوئے بھی ندامت محسوس کریں گے۔ نمونے کے طور پر چند تحریریں پیش خدمت ہیں۔ دل پر جبر کر کے انہیں پڑھ لیجیے۔

مرزا صاحب ہندوؤں کے خدا کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

(131) "پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے۔ (سمجھنے والے سمجھ لیں)"

(چشمہ معرفت صفحہ 106 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 114 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 291 پر)

پرمیشر ہندوؤں کے خدا کو کہتے ہیں۔ مرزا صاحب نے ہندوؤں کے خدا کو اپنی ناف سے دس انگلی نیچے قرار دے کر انہیں بہت بڑی گالی دی۔ اس کے ردعمل میں ہندوؤں نے نہ صرف اپنے جلوسوں میں اسلام اور نبی آخر الزماں حضرت محمد کی توہین کی بلکہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی "ستیارتھ پرکاش" نامی کتاب بھی لکھی جس کے پہلے ایڈیشن میں صرف 13 ابواب تھے جب کہ مرزا صاحب کی طرف سے ہندوؤں کی مذہبی شخصیات کو گالیاں دینے کے بعد چودھویں باب کا اضافہ کیا گیا جس میں انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقابل بیان گالیاں دیں۔ (نعوذ باللہ) پھر ایک عرصہ بعد رسوائے زمانہ کتاب "رنگیلا رسول" بھی لکھی گئی جس سے برصغیر کے مسلمانوں میں بے

حد اضطراب پیدا ہوا۔

اسی طرح میں احمدی دوستوں کو مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل کتب کے مذکورہ صفحات پڑھنے کی درخواست کرتا ہوں۔ یہ تحریریں اس قدر سوقیانہ ہیں کہ میں انہیں یہاں نقل کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف حوالہ جات پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

(132) آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 اور 75 تا 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34، 75 تا 76 (حوالہ صفحہ 292 تا 295، 296 تا 297 پر)

(133) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 192 تا 196 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 192 تا 196 (حوالہ صفحہ 298 تا 302 پر)

(134) انجام آتھم صفحہ 311 تا 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311 تا 317 (حوالہ صفحہ 303 تا 309 پر)

(135) تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 444 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 444 (حوالہ صفحہ 310 پر)

(136) آئینہ کمالات اسلام صفحہ 282 روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 282 (حوالہ صفحہ 312 پر)

احمدیہ جماعت کا ایک مشہور سلوگن ہے ''محبت سب سے' نفرت کسی سے نہیں'' یعنی LOVE FOR ALL, HATRED FOR NONE دلوں کو موہ لینے والا یہ انتہائی خوبصورت نعرہ درحقیقت حقائق کے خلاف ہے اور عملی زندگی میں یہ چیز کہیں نظر نہیں آتی۔ خود مرزا صاحب کی تحریریں مسلمانوں سے بے پناہ نفرت اور حقارت سے بھری ہوئی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(137) ''اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔''

(انوارِ اسلام صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 31 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 314 پر)

(138) ''تلک کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة و ینتفع من معارفها و یقبلنی و یصدق دعوتی. الا ذریة البغایا الذین ختم الله علیٰ قلوبهم فهم لا یقبلون.''

(ترجمہ) ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق

نہیں کی۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 547، 548 روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 547، 548 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 315، 316 پر)

مرزا صاحب کے پہلے دونوں بیٹوں مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد نے ہمیشہ اپنے باپ کی مخالفت کی۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا باپ نبوت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کے شرعی حقوق پورے نہیں کرتا۔ مرزا صاحب اور ان کے بیٹوں کی مخالفت کے بارے میں مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی والدہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

(139) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے احمد بیگ والدِ محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرا دی تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے۔ اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہوسکتیں لہٰذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں۔ ان سے قطع تعلق نہیں کرسکتا۔ مگر مرزا فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے، ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر فضل احمد باہر سے آ کر ہمارے پاس ہی ٹھہرتا تھا مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پردازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ اُدھر جا ملا۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 28، 29 از مرزا بشیر احمد ایم اے)(حوالہ صفحہ 317، 318 پر)

اب مرزا صاحب کا اپنے پہلے دونوں بیٹوں کے بارے میں اشتہار ملاحظہ فرمائیں۔

(140) ”اشتہار نصرتِ دین وقطع تعلق

از اقارب مخالفِ دین

چوں بدنداں تو کرے اوفتاد، آں نہ دندانی بکن ای اوستاد

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصومت کے پیش آ جانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دخترِ کلاں کی نسبت بحکم والہامِ الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آ جائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امورِ مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔ اب باعثِ تحریر اشتہارِ ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے، اور اس کی تائی صاحبہ جنھوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں، اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا اور وہی اس کو اپنے فضل وکرم سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدار الہام وہ لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تُو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا، اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انھوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا اور بکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انھوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اوّل یہ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر وغیور اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ اگر سارا جہان مجھے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھ کو تھام لے گا، کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔ دوم

سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی، اور قولی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل و جان منظور رکھی۔ سو چونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔ سو جبکہ انھوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لیے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں معصیت نہ ہو۔ لہٰذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی 91ء ہے۔ عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے۔ اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انھوں نے نکاح کے لیے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی، بدی، رنج راحت، شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی کیونکہ انھوں نے آپ تعلق توڑ دیے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔"

المشتہر مرزا غلام احمد لودیانہ۔ 2 مئی 1891ء۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 219 تا 221 از مرزا غلام احمد صاحب) (حوالہ صفحہ 319 تا 321 پر)

''احمدیت'' کے معروف تجزیہ نگار جناب ابن فیض لکھتے ہیں:

''اس اشتہار سے یہ باتیں اخذ ہوتی ہیں کہ مرزا سلطان احمد صاحب نے

- حضرت مسیح موعود کی مخالفت کی۔
- بلکہ اس نکاح کے مدار المہام بنے۔
- سمجھانے اور تاکیدی خطوط کی پرواہ نہیں کی۔
- حضرت مسیح موعود کی ذات سے بیزاری ظاہر کی۔
- عمداً چاہا کہ حضرت مسیح موعود کی ذلت ہو۔

- حضرت مسیح موعود کو سخت ناچیز قرار دیا۔
- حضرت مسیح موعود نے ان کے ساتھ پیوند کو معصیت قرار دیا۔
- حضرت مسیح موعود نے عاق اور محروم الارث کر دیا۔
- حضرت مسیح موعود نے ہر قسم کے تعلقات ختم، نیکی، بدی، شادی، ماتم میں شراکت ختم کر دی۔
- حضرت مسیح موعود نے آخر میں کہا کہ ''سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔''

اب آپ سوچیئے کہ ایک عام آدمی بھی اگر اس قسم کا اعلان کرتا ہے تو اس کے بیٹے، اس کی موت کے بعد بھی اس اعلان کا احترام کرتے ہیں، اور جب ایک نبی نے اپنی زندگی میں ایک انتہائی دکھے ہوئے دل کے ساتھ اس قسم کا اعلان کیا ہے تو کیا اس نبی کے ماننے والوں پر اس اعلان کی حرمت قائم رکھنا فرض نہیں؟؟؟ اور اس شخص پر تو اس اعلان کی پاسداری، عمل اور حفاظت کی بے انتہا ذمہ داری عائد ہوتی ہے، جو نہ صرف بیٹا ہے بلکہ اس نبی کے خلیفہ ہونے کا دعویدار بھی ہے اور ایسا خلیفہ جو کہ اسی نبی کی پیشگوئی کے تحت مصلح موعود ہونے کا دعویدار بھی ہے، مجھے یقین ہے کہ اس بات میں آپ مجھ سے اتفاق کریں گے!!!

میرے سوال یہ ہیں کہ کیا مرزا محمود احمد صاحب نے مرزا سلطان احمد صاحب سے تعلق قائم کر کے۔

- کیا حضرت مسیح موعود کی مخالفت نہیں کی۔
- کیا اس طرح حضرت مسیح موعود کی ذات سے بیزاری ظاہر نہیں کی۔
- کیا ایسا کر کے عمداً نہیں چاہا کہ حضرت مسیح موعود کی ذلت ہو؟
- کیا اس طرح حضرت مسیح موعود کو سخت ناچیز نہیں قرار دیا؟
- کیا معصیت کا ارتکاب نہیں کیا؟
- کیا عاق اور محروم الارث ہونے والا کام نہیں کیا؟
- حضرت مسیح موعود نے جو پابندیاں اور قطع تعلق مرنے تک قائم رکھا اور واپس نہیں لیا اور نہ ہی اس تعلق کو موت کے بعد بھی جوڑنے کی کسی قسم کی خواہش کی، کیا ان کو پس پشت نہیں ڈال دیا؟
- کیا اس طرح مرزا محمود احمد صاحب نے بقول حضرت مسیح موعود کے قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف کام نہیں کیا؟

- ❑ بقول حضرت مسیح موعود کہ کیا دیوثی کا کام نہیں کیا؟
- ❑ کیا وہ خلیفہ تو درکنار ایک عام مومن بھی رہ گئے ہیں؟ کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ''مومن دیوث نہیں ہوتا۔''

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا فضل احمد صاحب، مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے تھے (اسی لیے مرزا صاحب نے ان کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا۔ بحوالہ انوار خلافت صفحہ 91 از مرزا بشیر الدین محمود صاحب) وہ مرزا صاحب کی کتابوں کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے اور ان کی دعوت کی تصدیق بھی نہیں کرتے تھے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ بھی مرزا صاحب کے فتویٰ ''ذریۃ البغایا'' کی زد میں آتے ہیں؟ احمدی احباب کو اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

مرزا صاحب مشہور صوفی بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

(141) مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔''

(اعجاز احمدی صفحہ 75، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 188 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 322 پر)

عجیب بات ہے کہ مخالفت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے کی اور لعنت گولڑہ کے تمام رہنے والوں پر کی اور وہ بھی قیامت تک۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر گولڑہ کی سرزمین پر کوئی احمدی آباد ہوگیا تو کیا وہ بھی اس ابدی لعنت کا مستحق ہوگا؟

(142) اس کے علاوہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو ''عورتوں کی عار'' کہا۔

(اعجاز احمدی صفحہ 92، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 196 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 323 پر)

مولانا محمد حسین بٹالویؒ کے متعلق لکھا:

(143) ''کذاب، متکبر، سربراہ گمراہان، جاہل، شیخ احمقان، عقل کا دشمن، بدبخت، منحوس، لاف زن، شیطان، گمراہ شیخ مفتری۔''

(انجام آتھم صفحہ 242,241، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 241, 242 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 324، 325 پر)

مولانا نذیر حسین دہلویؒ کے متعلق لکھا:

(144) ''وہ گمراہ اور کذاب ہے۔''

(انجام آتھم صفحہ 251، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 251 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 326 پر)

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے متعلق لکھا:

(145) ''اندھا شیطان، گمراہ دیو، شقی، ملعون۔''

(انجام آتھم صفحہ 252 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 252 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 327 پر)

مولانا سعد اللہؒ کے بارے میں لکھا:

(146) ''اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نطفہ، بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ 14 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 445 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 328 پر)

احمدی دوستو! آپ نے مرزا صاحب کی مندرجہ بالا مغلظات ملاحظہ کر لی ہیں۔ اس کے باوجود ان کا دعویٰ ہے:

(147) ''ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔''

(ست بچن صفحہ 21 روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 133 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 329 پر)

مزید کہتے ہیں:

(148) ''بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے''

(قادیان کے آریہ اور ہم صفحہ 42 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 458 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 331 پر)

(149) مرزا صاحب کی خوش اخلاقی کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ انہوں نے کسی پر لعنت ڈالی تو بجائے یہ کہنے کے کہ تجھ پر ہزار بار لعنت ہو یا تحریری طور پر اسے اس طرح لکھ دیتے مگر انہوں نے باقاعدہ لعنت نمبر 1 لعنت نمبر 2، لعنت نمبر 3...... لعنت نمبر 1000 تک لکھ دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ انہیں ''سلطان القلم'' کہتی ہے۔

(نور الحق صفحہ 118 تا 122 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 158 تا 162 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 332 تا 336 پر)

جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے:

(150) ''لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 660 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 456 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 337 پر)

مرزا صاحب کا اپنی جماعت کے اراکین کے بارے میں ارشاد ہے:

(151) ''مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ

بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔ پھر میں کس خوشی کی امید سے لوگوں کو جلسہ کے لیے اکٹھے کروں۔"

(شہادت القرآن صفحہ 100 (آخر) روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 396 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 338 پر)

قادیان کے متعلق ارشاد فرمایا:

(152) "قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا:

"اخرج منه اليزيد يون"

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں۔

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 141 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 339 پر)

مرزا صاحب اپنی آخری تصنیف میں اپنی جماعت کی اخلاقی حالت کے بارے میں لکھتے ہیں:

(153) "ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت سارے ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ڈورتے ہیں، جیسے کتا مردار کی طرف۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 87 روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 114 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 340 پر)

مزید لکھتے ہیں:

(154) "بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بناء پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں

میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بخشیں ہوتی ہیں۔"

(شہادت القرآن صفحہ "ز" روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 341 پر)

مرزا صاحب کے ذاتی کردار کے بارے میں بعض مصدقہ باتیں اس قدر مضحکہ خیز اور ہوش ربا ہیں کہ میں انہیں یہاں درج کرنے سے محض اس لیے قاصر ہوں کہ کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ مرزا صاحب کی سوانح عمری "سیرت المہدی" از مرزا بشیر احمد ایم اے اور "ذکر حبیب" از مفتی محمد صادق کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ آپ خود حیران ہو جائیں گے کہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والے مرزا صاحب کی ذاتی زندگی اور کردار کس معیار کا تھا؟

لاہوری جماعت کے ایک ذمہ دار شخص نے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پر رنگ رلیوں کے الزامات لگائے اور ایک اہم خط لکھا۔ لاہوری جماعت کے لوگ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے تو خلاف ہیں مگر مرزا صاحب کو مہدی اور مسیح موعود مانتے ہیں۔ ایک ایسے ہی عقیدت مند کے دلی جذبات اور سچ گوئی ملاحظہ فرمائیں:

(155) "حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) پر اعتراض نہیں، کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے، کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔"

(روزنامہ الفضل قادیان دار الامان مورخہ 31 اگست 1938ء) (حوالہ صفحہ 342 پر)

ایسے ہی دوسرے "عقیدت مندوں" کی کتابیں مثلاً تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق، ربوہ کا مذہبی آمر، خلیفہ ربوہ کے مظالم، ربوہ کا پوپ اور روحانی شکار گاہ وغیرہ پڑھنے کے لائق ہیں۔ ان کتب میں درج چشم کشا انکشافات ہر احمدی کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہیں۔

"وفات مسیح" اور "اجرائے نبوت" ہر احمدی کا پسندیدہ ترین موضوع ہے۔ یہ ایک ایسا ٹیکنیکل موضوع ہے کہ ایک عام اور سادہ لوح مسلمان قرآن و حدیث سے لاعلمی اور ناقص مطالعہ کی بنا پر مدلل گفتگو نہیں کر سکتا۔ جبکہ ایک عام احمدی کی اس خاص موضوع پر بھرپور تیاری ہوتی ہے اور یوں وہ ایک عام مسلمان پر نفسیاتی فتح بزعم خود حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس کسی بھی احمدی دوست یا مبلغ سے گفتگو، بحث یا مناظرہ کے شروع میں اگر یہ کہہ دیا جائے "آج مرزا غلام احمد

صاحب کی شخصیت و کردار'' پر بات ہو گی تو یقین جانیے، احمدی دوستوں کے اوسان خطا اور ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں بلکہ بعض تو اس قدر طیش میں آجاتے ہیں کہ گویا گالی سے ان کی تواضع کی گئی ہے۔ احمدی دوست یا جماعت کے مربی صاحبان کبھی اس موضوع پر بات کرنے کے لیے رضا مند نہیں ہوتے بلکہ صاف انکار کر دیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ''کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔'' احمدی دوستوں کو تنہائی میں بیٹھ کر اس اہم نکتہ پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

جبکہ خود احمدیہ قیادت کے نزدیک کسی مدعی نبوت ورسالت کے دعویٰ کو جانچنے کا پہلا معیار یہ ہے کہ اس کا کردار دیکھیں کہ آیا وہ صادق ہے یا کاذب۔ اس سلسلہ میں مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

(156) ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام، توضیح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا غلام احمد سے علیحدہ کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہرحال اس کی بات کو قبول کریں گے۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 98 از بشیر احمد ایم اے) (حوالہ صفحہ 343 پر)

اس طرح احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود اس کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(157) ''جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے...... غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی صداقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔''

(دعوۃ الامیر صفحہ 49، 50 مندرجہ انوار العلوم جلد 7 صفحہ 376، 377 از مرزا بشیر الدین محمود)

(حوالہ صفحہ 345 تا 346 پر)

احمدیہ عقائد کے مطابق اگر مرزا غلام احمد صاحب نبی اور رسول ہیں تو احمدی دوستوں اور مربی صاحبان کو مرزا صاحب کے کردار پر بات کرتے ہوئے ہرگز نہیں کترانا چاہیے۔ کیونکہ نبی اور رسول تو سب سے پہلے لوگوں کے سامنے اپنا کردار پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں، میں آپ کے سامنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال پیش کرتا ہوں۔

ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کے لوگوں کو بلانا شروع کیا جب سب جمع ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے بتاؤ کہ تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا جانتے ہو؟

سب نے ایک آواز سے کہا: ہم نے کوئی بات غلط یا بیہودہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نہیں سنی، ہم یقین کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صادق و امین ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دیکھو! میں پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا ہوں اور تم اس کے نیچے ہو۔ میں پہاڑ کے ادھر بھی دیکھ رہا ہوں اور ادھر بھی نظر کر رہا ہوں، اچھا اگر میں یہ کہوں کہ رہزنوں کا ایک مسلح گروہ دور سے نظر آ رہا ہے جو مکہ پر حملہ آور ہوگا۔ کیا تم اس بات کا یقین کر لو گے؟

لوگوں نے کہا: ''بے شک! کیونکہ ہمارے پاس آپ جیسے راست باز آدمی کے جھٹلانے کی کوئی وجہ نہیں، خصوصاً جبکہ وہ ایسے بلند مقام پر کھڑا ہے کہ دونوں طرف دیکھ رہا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ سب کچھ سمجھانے کے لیے ایک مثال تھی۔ اب یہ یقین کر لو کہ موت تمہارے سر پر آ رہی ہے اور تمہیں اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور میں عالم آخرت کو بھی ایسا ہی دیکھ رہا ہوں، جیسے دنیا پر تمہاری نظر ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کے خرافات و بطلان کا پردہ چاک کرنا اور بتوں کی حقیقت اور حیثیت کو واشگاف کرنا شروع کر دیا۔ آپ مثالیں دے دے کر سمجھاتے کہ یہ کس قدر عاجز و ناکارہ ہیں اور دلائل سے واضح فرماتے کہ جو شخص انہیں پوجتا ہے' وہ کس قدر کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔

قریش یہ سب کچھ سمجھ رہے تھے، لیکن مشکل یہ آن پڑی تھی کہ ان کے سامنے ایک ایسا شخص تھا جو صادق و امین تھا۔ انسانی اقدار اور مکارم اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھا اور ایک طویل عرصے سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ میں اس کے کردار کی نظیر نہ دیکھی تھی اور نہ سنی تھی۔ آخر اس کے بالمقابل کریں تو کیا کریں؟ قریش حیران تھے اور انہیں واقعی حیران ہونا چاہیے تھا۔

مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں کی مستند تحریروں سے یہ بات روز روشن کی طرح

عیاں ہے کہ انہیں امت مسلمہ کے ماضی سے کوئی عقیدت ہے نہ اس کے حال سے کوئی دلچسپی۔ مستقبل کی تو بات ہی نہ کیجئے۔ ہماری اور ان کی امنگوں میں کوئی یکسانیت ہے نہ یکجہتی۔ ملت اسلامیہ کے دشمنوں کو وہ اپنا مربی اور سرپرست سمجھتے رہے۔۔جس انگریز نے برصغیر میں اسلامی اقتدار کا چراغ گل کیا، ہماری تہذیبی قدروں کو روندا' لاکھوں بے گناہ مسلمانوں اور علماء کرام کو قتل کیا' کیا کسی مسلمان کے دل میں ان دشمنان اسلام کے لیے خیر سگالی کے جذبات پائے جا سکتے ہیں؟ لیکن افسوس ہے کہ مرزا صاحب ان کے تملق' مدح سرائی' دعائیں' خیر سگالی کے جذبات اور ان کے پنجہ استبداد کو مضبوط کرنے کے لیے مسلسل تقریری اور تحریری کاوشیں کرتے رہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

''ترجمہ: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو شخص انہیں اپنا دوست بنائے گا تو وہ انہیں میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا'' (المائدہ: 51)

اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی بے شمار تحریروں میں سے صرف چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

(158) ''سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ 21 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 347 پر)

(159) ''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا

والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔"

(کتاب البریہ صفحہ 5,4,3 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897ء روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 6,5,4 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 348 تا 350 پر)

مرزا صاحب نے 84 کے قریب کتابیں لکھی ہیں، ان سب کو اکٹھا کیا جائے تو بمشکل ایک الماری بھرے گی مگر مرزا صاحب سلطنت برطانیہ کی تعریف و توصیف میں اس قدر مبالغہ گوئی کرتے ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے۔ ذیل کا اقتباس نہایت قابل توجہ ہے:

(160) "میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔"

(تریاق القلوب صفحہ 28,27 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 155, 156 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 351، 352 پر)

(161) "میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا، اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں، اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت

قسطنطنیہ میں۔"

(تریاق القلوب صفحہ 28 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 353 پر)

(162) "میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ 19 از مرزا غلام احمد صاحب)(حوالہ صفحہ 354 پر)

(163) "بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں، سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔"

(شہادت القرآن صفحہ 84 روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 355 پر)

(164) "سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔"

(شہادت القرآن صفحہ 84 روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 355 پر)

(165) "اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد"

(تحفہ گولڑویہ ضمیمہ صفحہ 42 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 78,77 از مرزا صاحب)(حوالہ صفحہ 356، 357 پر)

(166) "میں اس (اللہ تعالیٰ) کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ

کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی، جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے، اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں کہ اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لیے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔"

آمین ثم آمین

الملتمس

خاکسار: میرزا غلام احمد از قادیان"

(تحفہ قیصریہ از مرزا صاحب صفحہ 31، 32 روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 283، 284) (حوالہ صفحہ 358، 359 پر)

(167) اس کے علاوہ مرزا صاحب کی کتاب **ستارہ قیصرہ** (مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126) (حوالہ صفحہ 361 تا 374 پر) جو دراصل مرزا صاحب کا ایک تفصیلی خود نوشتہ ہے جو انہوں نے برطانوی ملکہ وکٹوریہ کے نام تحریر کیا۔ مرزا صاحب نے اس خط میں ایک کافرہ عورت کی بارگاہ میں تعریف و تحسین کے جو "پھول" پیش کئے ہیں، وہ مرزا صاحب کی "اصلیت" کی بھرپور ترجمانی کرتے ہیں۔ انہوں نے اخلاقیات کی تمام حدود پھلانگ کر ملکہ وکٹوریہ کی جس انداز میں خوشامد کی، اسے درج کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ احمدی دوستوں سے گذارش ہے کہ وہ اس خط کا حرف بحرف بغور مطالعہ فرمائیں۔

جماعت احمدیہ اپنی تعداد کے بارے میں ہمیشہ عمداً مبالغہ آرائی سے کام لیتی رہی ہے۔ میرے نزدیک یہ احساس کمتری کی علامت ہے۔ پاکستان یا کسی اور ملک میں جب بھی قومی مردم شماری ہوتی ہے تو جماعت احمدیہ کے ارکان فارم پر خود کو احمدی لکھوانے سے

کتراتے ہیں جس سے ان کی اصل تعداد کا تعین مشکل ہوتا ہے۔ مردم شماری کے وقت احمدی دوست اگر اپنا تعلق جماعت احمدیہ سے ظاہر کریں تو ان کی اصل تعداد باقاعدہ ریکارڈ پر آ جائے جس سے انہیں اپنے قانونی، آئینی اور معاشی حقوق حاصل کرنے میں سہولت ہو۔ اس طرح ان لوگوں کا اعتراض (جو حقیقت پر مبنی ہے) بھی خود بخود ختم ہو جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ احمدی اپنی عددی حیثیت سے کہیں بڑھ کر پاکستان کے تمام شعبہ جات میں بہت زیادہ سرکاری و غیر سرکاری وسائل اور مناصب پر قابض ہیں جس سے مسلمانوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

1908ء میں مرزا صاحب کی وفات کے وقت برطانیہ کے فارن آفس کے مطابق احمدیوں کی تعداد 19 ہزار تھی۔ پھر 1921ء کی مردم شماری میں یہ تعداد 30 ہزار ہوگئی اور 1930-31ء کی مردم شماری میں احمدیوں کی کل تعداد 56 ہزار تھی۔ یہ تعداد مرزا محمود صاحب نے روزنامہ الفضل قادیان کی اشاعت 5 اگست 1934ء میں تسلیم کی ہے۔ 1954ء میں جسٹس منیر اپنی انکوئری رپورٹ میں احمدیوں کی تعداد 2 لاکھ بتاتے ہیں۔ جبکہ 1981ء کی آخری مردم شماری کے مطابق پاکستان میں احمدیوں کی تعداد ایک لاکھ تین ہزار ہے۔ جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد صاحب کے دور میں احمدیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد کا اعلان اس قدر مبالغہ آمیز ہے کہ خدا کی پناہ! جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ

1993ء میں 2 لاکھ 4 ہزار 3 سو آٹھ نئے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔

1994ء میں 4 لاکھ 21 ہزار 7 سو 53 افراد

1995ء میں 8 لاکھ 47 ہزار 7 سو پچیس افراد

1996ء میں 16 لاکھ 2 ہزار 7 سو 21 افراد

1997ء میں 30 لاکھ 4 ہزار 5 سو 85 افراد

1998ء میں 50 لاکھ 4 ہزار 5 سو 91 افراد

1999ء میں ایک کروڑ 8 لاکھ 20 ہزار 2 سو 26 افراد

2000ء میں 4 کروڑ 13 لاکھ 8 ہزار 9 سو 75 افراد

2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار سات سو اکیس افراد

2002ء میں 2 کروڑ 6 لاکھ 54 ہزار

2003ء میں (زبردست کم ہو کر) 8 لاکھ 92 ہزار 4 سو تین افراد

2004ء میں 3 لاکھ 4 ہزار نو سو دس افراد

2005ء میں 2 لاکھ 9 ہزار 7 سو نانوے افراد

2006ء میں 2 لاکھ 93 ہزار 8 سو اکیاسی افراد

جبکہ 2007ء میں 2 لاکھ 61 ہزار 9 سو انہتر افراد

جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اس طرح گذشتہ پندرہ سالوں میں 16 کروڑ 68 لاکھ 38 ہزار 5 سو 67 (16,68,38,567) نئے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 3 اگست 2005ء، 2 اگست 2006، یکم اگست 2007ء)

جماعت احمدیہ کے ذمہ داران اگر جماعت کی تعداد کے حوالے سے اسی طرح غلو سے کام لیتے رہے تو یہ تعداد آئندہ چند سالوں میں شاید دنیا کی اصل تعداد سے بڑھ جائے۔ جماعت احمدیہ کا اپنی تعداد کے حوالے سے مبالغہ آرائی سے کام لینے کا مقصد صرف اور صرف اپنے اراکین کو جھوٹی تسلیاں دینا اور سبز باغ دکھانا ہے تاکہ وہ اس خوش فہمی میں مبتلا رہیں کہ جماعت روز بروز پھیل رہی ہے جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ میں پورے دعویٰ اور وثوق سے کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہر سال اپنی تعداد کے حوالہ سے جھوٹ بولتی ہے اور اس سلسلہ میں ان کے پاس کوئی ریکارڈ یا ثبوت نہیں ہے جبکہ جماعت احمدیہ کے پاس ایک ایک احمدی کا مکمل ریکارڈ موجود ہے۔

جماعت احمدیہ کی آبادی میں اضافہ کا اعلان اس عہد کا بدترین جھوٹ ہے۔ ہر جلسہ سالانہ (لندن) کے موقع پر بغیر تحقیق اور غور وفکر کے ستائشی نعروں کی گونج میں کروڑوں کی تعداد کا اعلان پر اعلان کر کے آخر کس کو بیوقوف بنایا جا رہا ہے؟ مبالغے اور جھوٹ کی کوئی حد ہوتی ہے۔ مرزا صاحب نے بھی لکھا تھا کہ میں نے انگریز کی حمایت اور جہاد کی ممانعت میں اتنا لکھا کہ ان کتابوں سے پچاس الماریاں بھر جائیں یا پھر لکھا کہ میرے نشانوں (یعنی معجزات) کی تعداد دس لاکھ ہے۔ یہ مبالغہ گوئی کی انتہا ہے۔ جماعت احمدیہ کے ذمہ داران نے بھی شائد یہی راستہ اختیار کر لیا ہے۔

ہر سال سالانہ جلسہ لندن کے موقع پر اپنے اخبارات و جرائد، اپنے ٹی وی چینل یا انٹرنیٹ ویب سائٹ پر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت جماعت احمدیہ میں نئے داخل ہونے والے افراد کی مبالغہ آمیز فرضی تعداد درج کر دینا دراصل حقائق سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔ اس کے لیے ثبوت درکار ہیں کہ کس ملک کے، کس شہر کے، کس علاقہ کے، کون سے لوگ، کس بنا پر احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ آخر کروڑوں کی تعداد میں شامل ہونے والوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنا انٹرویو، حالات، تاثرات یا کوئی پیغام کیوں نہیں دیا؟ آخر کیوں؟ بقول جماعت احمدیہ 2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار 7 سو اکیس نئے افراد

''احمدیت'' میں داخل ہوئے ہیں۔ اس سال تو جماعت احمدیہ کو پوری دنیا میں عظیم الشان جشن منانا چاہیے تھا اور مرزا غلام احمد صاحب کی ''پیش گوئیوں'' میں سے کوئی پیش گوئی تلاش کر کے اس اہم واقعہ پر چسپاں کرنی چاہیے تھی۔ مشاہدہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں اگر ایک بھی نیا شخص داخل ہو جائے تو ان کے اخبارات و رسائل، ٹی وی چینل اور ویب سائٹ وغیرہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں لیکن یہاں کروڑوں کی تعداد میں نئے داخل ہونے والوں کی کسی کو خبر ہی نہیں۔ مکمل سکوت اور خاموشی ہے۔ آخر کیوں؟ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان سمیت پوری دنیا میں جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کو تقریباً روکا جا چکا ہے۔ احمدیہ عقائد کی اصل حقیقت واضح ہو جانے کے بعد جماعت احمدیہ کے سرکردہ عہدیداران اور عام احمدی اپنے اپنے اہل خانہ اور دوستوں سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، اس سلسلہ میں آپ مکمل تفصیلات انٹرنیٹ پر سابق احمدی حضرات کی تیار کردہ مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

www.ahmedi.org

اس کے علاوہ درج ذیل ویب سائٹ بھی قابل توجہ ہے۔

www.endofprophethood.com

احمدی حضرات اکثر و بیشتر مسلمانوں پر یہ پھبتی بھی کستے ہیں کہ 1953ء کی منیر انکوائری میں ان کے علماء ''مسلمان کی تعریف'' پر متفق نہ تھے۔ یہ انتہائی دور از کار لغویات میں سے ہے۔ حقیقت بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام راہنما اور اکابرین ''مسلمان کی تعریف'' پر متفق تھے۔ ہر شخص کا انداز بیان مختلف اور منفرد تھا مگر روح اور مفہوم ایک ہی تھا۔ یہ کوئی حساب یا الجبرا کا سوال نہ تھا کہ ہر آدمی کے الفاظ اور جملے ایک جیسے ہوتے۔ آپ دنیا کے تمام جید اور معروف دانشوروں اور سکالروں کو جمع کر لیں اور انہیں خوشبو یا سچائی کی تعریف کے لیے کہیں۔ ہر شخص کی تعریف ایک دوسرے سے مختلف ہوگی۔ کیا ہم اس سے یہ اخذ کر سکتے ہیں کہ چونکہ یہ لوگ ایک تعریف پر متفق نہ تھے، اس لیے خوشبو یا سچائی متنازعہ ہے۔ اور اس خود ساختہ دلیل پر ہم ان دانشوروں کو مطعون ٹھہرائیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے ہاں مختلف پڑھے لکھے دوستوں بالخصوص مربی حضرات سے ''احمدیت'' کی تعریف پوچھیں، میں آپ کو چیلنج سے کہتا ہوں کہ آپ ان سب کو ایک دوسرے سے مختلف پائیں گے۔

اوپر جسٹس منیر کا ذکر آیا تو اس کا تعارف بھی ضروری ہے۔ اس کا کردار عدلیہ کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا ہے۔ ایک حوالہ پڑھیے اور سوچیئے کہ کس قماش کے لوگ احمدیت کی سرپرستی کرتے رہے۔ معروف دانشور جناب پروفیسر محمد سلیمان دانش اپنے مضمون ''پاکستان کی اسلامی اساس پر حملہ'' میں ''جسٹس منیر'' کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"جسٹس منیر کس عقیدے کے آدمی تھے؟ اس کا کچھ حال جناب الطاف گوہر کی زبانی سنیئے۔ "مجھے خبر ملی کہ جسٹس منیر بیمار ہیں اور ان کے صحت یاب ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ میں عیادت کے لیے ان کے گھر گیا۔ انھوں نے مجھے اپنے ساتھ چارپائی پر بیٹھا لیا۔ باتیں کرتے کرتے انھوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا الطاف گوہر! تمھیں معلوم ہے کہ خدا کے وجود کے بارے میں میرے دل میں کئی سوال ہیں۔ موت کے بعد اگر میرا اللہ تعالیٰ سے سامنا ہوا تو میں کیا کروں گا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ عمر بھر توہین عدالت کے مقدمات سنتے رہے۔ توہین عدالت کے مقدمہ کی سماعت اس وقت تک شروع نہیں ہوتی جب تک ملزم اپنے جرم کا اعتراف نہ کرے اور اپنے آپ کو عدالت کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ دے۔ آپ یہی کیجئے۔ خداوند کریم کے سامنے پیش ہوتے ہی اپنے جرم کا اعتراف کر لیجئے اور اپنے آپ کو خالق دو جہاں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیجئے۔ وہ بڑا تواب الرحیم ہے۔" منیر صاحب کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ آپ نے میرا کندھا تھپ تھپایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ چند روز بعد آپ وفات پا گئے۔ میں نے بڑے خلوص سے ان کے لیے رحمت خداوندی کی دعا کی۔"

جو شخص ساری عمر مسلمان کہلاتا رہا، مسلمان معاشرے میں رہ کر جملہ حقوق اور مراعات حاصل کرتا رہا، حتیٰ کہ چیف جسٹس آف پاکستان کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوا، وہ اندر سے وجود باری تعالیٰ کے بارے میں مذبذب تھا۔ ایسے جج کو "قرارداد مقاصد" کیسے ہضم ہوتی۔ اسے تو سیکولر ہی ہونا چاہیے تھا۔ ویسے الطاف گوہر، جسٹس منیر صاحب کی دلجوئی میں دور کی کوڑی لائے، ورنہ موت کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ایمان بالغیب مطلوب ہے۔ جب غیب، غیب نہ رہا تو پھر ایمان کس پر۔ میدان حشر میں تو سب غلط کار پچھتائیں گے اور طرح طرح کے بہانے تراشیں گے۔ پچھتاوا مبارک ہے، مگر اس زندگی میں۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 7 جولائی 2000ء)(حوالہ صفحہ 375 پر)

جہاں تک مسلمانوں میں فرقہ بندی کا تعلق ہے، یہ سب فروعی اختلافات ہیں۔ ضروریات دین پر سب مسالک ایمان رکھتے ہیں اور پوری طرح متفق ہیں۔ خود جماعت احمدیہ میں بھی فرقہ بندی

ہے۔ جماعت احمدیہ کے ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ میں نہ صرف بنیادی اور اعتقادی اختلافات ہیں بلکہ وہ ''نظریہ ضرورت'' کے تحت ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے بھی جاری کرتے رہتے ہیں۔ دونوں فریقوں نے ایک دوسرے پر (جو سب کے سب مرزا غلام احمد صاحب کے بہترین ساتھی اور صحبت یافتہ تھے) سنگین الزامات کی جو بوچھار کی، وہ نہایت چشم کشا اور ہوش ربا ہیں۔ ان میں اخلاقی اعتبار سے زنا، لواطت، چوری، بدکاری، قتل و غارت، تعلّی و تکبر، حرام خوری، خودغرضی، فریب کاری، مغالطہ اندازی اور بددیانتی کے الزامات اور دینی لحاظ سے کفر و شرک، ارتداد و نفاق اور تحریف و تلبیس وغیرہ کے الزامات سرفہرست ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ ''مباحثہ راولپنڈی'' ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ اس دستاویز میں دونوں گروپوں کے بنیادی اختلافات پوری طرح کھل کر سامنے آگئے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں ''چندے'' کو بنیادی اہمیت اور حیثیت حاصل ہے۔ ایک شخص جماعت کے ساتھ خواہ کتنا ہی مخلص اور فدائی کیوں نہ ہو، اگر وہ غربت یا کسی اور وجہ سے چندہ ادا کرنے سے قاصر ہے تو جماعت کے لیے ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ ایک عام احمدی سے جتنے اصرار سے چندے کا تقاضا کیا جاتا ہے، کسی اور اہم پہلو پر اصرار شاید اس کے عشر عشیر بھی نہیں۔

جماعت احمدیہ کے مبلغوں اور کارکنان کی اکثریت معاشی احتیاج کی وجہ سے جماعت میں شامل رہنے پر مجبور ہے۔ معاش کے لحاظ سے بھی ان کی حالت کچھ بہتر نہیں ہے۔ تنخواہیں بہت تھوڑی ہوتی ہیں۔ اس میں سے بھی کئی قسم کے چندوں کی کٹوتی ہو جاتی ہے۔ آخر میں صرف اتنا بچتا ہے کہ بمشکل ان کا گزارا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ان چندوں سے مستثنٰی ہیں۔ لیکن یہ خوش قسمت لوگ زیادہ تر مرزا صاحب کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

مجھے ایک دلچسپ بات یاد آگئی کہ جماعت احمدیہ میں ہر سال ''چندہ سالانہ جلسہ'' کے نام سے ایک مخصوص چندہ حاصل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ 1983ء کے بعد ربوہ میں جماعت احمدیہ کا کوئی سالانہ جلسہ منعقد نہیں ہوا۔ اس کے باوجود ہر سال جماعت احمدیہ کے افراد سے یہ چندہ حاصل کیا جاتا ہے۔ مزید براں آپ لوگوں سے جنت کا وعدہ اس کام کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے کہ اپنی جائیداد کا دس فیصد جماعت احمدیہ کے نام وقف کر دو۔

جماعت احمدیہ میں اس وقت 50 سے زائد قسم کے چندے رائج ہیں جن کی ادائیگی کے لیے وقتاً فوقتاً تاکید کی جاتی ہے۔ میں ان سب چندوں کے نام اور ان کی مختصراً تفصیل دینا چاہتا تھا مگر مضمون کے طویل ہو جانے کے خوف سے ایسا نہیں کر پا رہا۔ میری کتاب '' قادیانیت سے اسلام تک'' میں جرمنی کے معروف سابق احمدی جناب شیخ راحیل احمد صاحب کے قبول اسلام کے مضمون میں ان

سب چندوں کی تفصیل آگئی ہے۔ اگر کوئی احمدی دوست اس مضمون کو پڑھنے میں دلچسپی رکھتے ہوں تو براہ کرم مجھے خط لکھ دیں۔ میں انہیں یہ کتاب تحفۃً پیش کرتے ہوئے خوشی محسوس کروں گا۔

آخر میں، میں احمدی دوستوں سے ایک نہایت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں:

(168) ''آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لیے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے دین کو تازہ کرے گا۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 193 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 200 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 376 پر)

مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں۔ اور چونکہ آخری زمانہ جس میں آخری مجدد کو آنا تھا، یہی صدی ہے، اس لیے میں مسیح موعود بھی ہوں۔ لیکن اب چودہویں صدی ختم ہو کر پندرہویں صدی شروع ہوگئی ہے۔ اس لیے ارشاد نبوی کے مطابق اس صدی میں بھی کسی مجدد کا آنا ضروری ہے اور مرزا غلام احمد صاحب کا یہ دعویٰ کہ چونکہ وہ چودھویں صدی کے مجدد ہیں اس لیے مسیح موعود بھی ہیں، غلط ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ مسیح موعود تو آخری مجدد ہوگا جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔

راقم السطور ان تمام احباب سے گزارش کرتا ہے جنہوں نے غلط فہمی سے مرزا صاحب کو مسیح موعود مان لیا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں غور فرمائیں:

- ❑ آیا نئی صدی کے لیے کوئی مجدد آئے گا یا نہیں؟
- ❑ اگر آئے گا اور ضرور آئے گا تو مرزا صاحب آخری مجدد نہ ہوئے؟

اور جب زمانے نے ثابت کر دیا کہ وہ آخری مجدد نہیں تو مسیح موعود بھی نہ ہوئے کیونکہ

(169) ''یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 193 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 201 از مرزا صاحب) (حوالہ صفحہ 377 پر)

اور جب مسیح موعود نہ ہوئے تو نبی بھی نہ ہوئے۔

احمدی دوستو!

[illegible]

ان کا ماننا [illegible] آپ کی مرضی پر [illegible] [illegible] صاحب تو [illegible] [illegible] نقصان [illegible]

کی توہین کرنے والے [illegible] ہیں۔ ان میں چند لاکھ کا اور اضافہ سہی۔ یاد رکھیے! ہر شخص کو جلد ہی اپنا

قبر میں جانا اور اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا ہے۔ خدا کی قسم! ہم خون کے آنسو روتے ہیں جب ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا بھائی یا دوست محض دنیاوی مفاد کی خاطر ہم سے کٹ کر الگ ہو گیا ہے۔ خدا کے لیے اپنی جانوں اور ایمانوں پر رحم کریں اور اس تحریر بالخصوص حوالہ جات کو ہر قسم کے تعصب، ضد یا خود غرضی سے علیحدہ ہو کر دیکھیں، پڑھیں، سوچیں اور پھر اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ کہیں آپ صراط مستقیم سے ہٹ تو نہیں گئے؟ اس کتاب میں موجود مختلف حوالہ جات کی عکسی نقول من وعن اصل کتب سے پیش خدمت ہیں۔ احمدی دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ مذکورہ بالا حوالہ جات کی تصدیق کے لیے مرزا صاحب کی اصل کتب تک خود رسائی حاصل کریں اور سیاق وسباق کے ساتھ ان حوالہ جات کا مطالعہ کریں تاکہ آپ کسی بہتر نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

آخر میں احمدی دوست پوچھ سکتے ہیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے؟ میں ان کی خدمت میں بڑے احترام کے ساتھ عرض کروں گا کہ ان کے پاس دو راستے ہیں۔

پہلا یہ کہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن اور ٹھنڈے دل کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراط مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل وشعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: "العقل اصل دینی" عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "حکمت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔" مزید ارشاد فرمایا: "عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گھمنڈ سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔" قرآن مجید میں ہے: "یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گونگے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔" "اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔" براہ کرم جماعت احمدیہ کے عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شان کریمی آپ کے آنسو موتی سمجھ کر چن لے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الحق احق ان ایتبع (یونس:35) مطلب یہ کہ حق ہی اس لائق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، باطل تو ترک کر دینے ہی کے لائق ہے۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا وآخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاع گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بدقسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت

کو ''اسلام'' سمجھ کر اس کے دام فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمت خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آ جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے ''جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔'' انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہاں میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر اپنی ہدایت کی دعا مانگیں۔ اس کے عفو و کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

دوسری بات جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ احمدیت، اسلام کے متوازی ایک نیا خودساختہ دین، نبوت محمدیہ کے متوازی ایک نئی جعلی نبوت، قرآن کریم کے متوازی نئی جھوٹی وحی، اسلامی شعائر کے متوازی بے اساس احمدی شعائر، امت محمدیہ کے متوازی ایک نئی مصنوعی امت، مکہ مکرمہ کے مقابلہ میں سیلف میڈ (Self-Made) مکہ اسیح، مدینہ منورہ کے مقابلہ میں مدینہ المسیح، حقیقی اسلامی حج کے مقابلہ میں ظلی حج، اسلامی خلافت کے مقابلہ میں خانہ ساز خلافت، امہات المومنین کے مقابلہ میں احمدیہ ام المومنین، صحابہ کرام کے مقابلہ میں مرزا صاحب کے ساتھی صحابہ کرام، جنت البقیع کے مقابلہ میں بہشتی مقبرہ، اہل بیت کے مقابلہ میں مرزا صاحب کا خاندان اہل بیت ہے۔ خدارا! اپنی حالت زار پر رحم کیجیے! جہاں ایک نئی نبوت کھڑی کرنے کا اتنا زبردست اور منظم اہتمام کیا ہے، وہاں تھوڑی سی زحمت مزید گوارا کیجیے اور اسلامی مروجہ اصطلاحات کے بجائے نئی اصطلاحات بھی تراش لیجیے۔ مسلمانوں پر ترس کھاتے ہوئے ان کی دل آزاری نہ کریں۔ اسلامی مقدس شخصیات اور شعائر اسلامی کو پامال نہ کریں اور نہ اس کا حصہ بنیں۔

بعض احمدی دوستوں کو یہ شکایت ہے کہ مسلمان ان کے ساتھ سخت رویہ رکھتے ہیں۔ ان کا سماجی بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ انہیں مسلمانوں کے شادی بیاہ اور جنازوں میں شریک نہیں ہونے دیا جاتا۔ بعض دفعہ معاملہ لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتا ہے۔ اس بنا پر احمدی دوست خود کو مظلوم اور ستم رسیدہ قرار دینے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔ ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو خاص طور پر مخاطب بنا کر رواداری، روشن خیالی اور برداشت کے نام پر ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہیں۔

ہیومین رائٹس کمیشن، ایمنسٹی انٹرنیشنل، یورپی ممالک اور بالخصوص امریکہ کی طرف سے اکثر یہ ہدایات اور سفارشات آتی رہتی ہیں کہ احمدیوں کے تمام رویوں اور جملہ سرگرمیوں کو برداشت کیا جائے اور ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ لگائی جائے کیونکہ یہ آزادی اظہار کے خلاف ہے۔

میں بڑے احترام کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ خود احمدیوں کا پیدا کردہ ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کی جان، مال اور عزت کا اخلاقی اور سماجی تحفظ، آئین پاکستان کی شقوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ پاکستان کے ہر شہری اور بالخصوص حکومت کا فرض منصبی ہے کہ وہ ختم نبوت کے حوالے سے منظور شدہ پارلیمانی ترامیم، آرڈیننسوں اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا احترام کرے اور کروائے۔ آئین اور عدالتی فیصلوں کی اعتباریت کو برقرار رکھنا، آئین کی بالا دستی اور قانون کی عملداری پر یقین رکھنے والے ہر مہذب شہری کا فرض ہے۔ کوئی مسلمان ہو یا ''احمدی'' کسی بھی شہری کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور نہ ہی کسی شہری کو جمہوری تقاضوں اور پارلیمانی روایات کے مطابق مسلمہ اور منظور شدہ شقوں کا تمسخر اڑانے کا حق حاصل ہے۔ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں 7 ستمبر 1974ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے (مسلمانوں اور احمدیوں کا تفصیلی موقف سننے کے بعد) احمدیوں کو ان کے عقائد کی بناپر متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ احمدی حضرات آئین پاکستان کی اس شق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں بلکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور باقی لوگ (اہل اسلام) غیر مسلم ہیں کیونکہ وہ ایک نئے نبی (مرزا غلام احمد صاحب) کی نبوت کے منکر ہیں۔ دراصل ان کا یہ دعویٰ ہی فساد کا باعث بنتا اور فتنے کے دروازے کھولتا ہے۔ جو شخص پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کرتا، اس کے تحت متعین کی گئی اپنی حیثیت کو نہیں مانتا، اصولی طور پر وہ آئین کے اندر دیئے گئے اپنے حقوق کا مطالبہ بھی نہیں کرسکتا۔ یہ بات ہر احمدی دوست کو اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ مسلمان، احمدیوں سے جو اختلاف رکھتے ہیں، وہ ان کے خلاف تعصب، تنگ نظری، عناد یا کسی اور بنیاد پر نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، عقیدت اور آخری آسمانی کتاب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کردہ مقام محمدیت صلی اللہ علیہ وسلم کے نتیجہ میں ہے۔

ہزار بار بشوئم دہن بہ مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

حضور خاتم النبیین علیہ التحیہ و الثناء سے لامحدود اور غیر مشروط محبت و احترام ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے۔ وہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والدین، اولاد، عزیز رشتہ دار،

دولت و کاروبار حتیٰ کہ خود اپنی جان سے زیادہ عزیز ترین نہ جانے، مسلمان نہیں کہلوا سکتا۔ اس سے ذرہ برابر روگردانی، رتی بھر انحراف، معمولی لاپروائی اور ادنیٰ سی بے توجہی بھی ایک مسلمان کو احسن تقویم کی چوٹیوں سے اٹھا کر اسفل السافلین کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی کج فہم، کج نظر اور کج فکر مسلمانوں کے مرکز نگاہ اور محبوب ترین شخصیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی بھی توہین کرتا ہے تو غیرت وحمیت سے سرشار مسلمان کا تو تذکرہ ہی کیا بلکہ ایک عام مسلمان کا بھی خون کھول اٹھتا اور اس کے رگ وپے میں لاوا سا دوڑنے لگتا ہے۔ دیکھتی آنکھوں اس کا وجود غیظ وغضب کی کڑکتی بجلیوں کا روپ دھار لیتا ہے اور اسے اس وقت تک کسی پہلو قرار نہیں آتا جب تک وہ شاتم رسول کے ناپاک اور غلیظ وجود سے اس دھرتی کو پاک نہیں کر لیتا۔ اس ہدف تک رسائی کے لیے وہ رات دن بے تاب رہتا ہے۔ اس جاں گسل مہم کو سر کرنے کے لیے چاہے اسے لاکھ چٹانیں اور خون کے ان گنت سمندر ہی کیوں نہ عبور کرنا پڑیں، اس کے بے قابو جذبوں، ناقابل تسخیر جنوں اور کہسار صفت اخلاص ووفا کے سامنے کفر کی ہر طاقت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ راہ محبت کا یہ راہی اور لشکر عشق کا یہ سپاہی جانتا ہے کہ اس کی یہ جدوجہد ہی حاصل زندگی ہے، اسی میں اس کی بقا ہے اور یہ کہ یہ رہگزر شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور یہ راستہ اللہ کی خوشنودی کی طرف جاتا ہے۔

خود سپریم کورٹ کے فل بنچ نے اپنے نافذ العمل فیصلہ میں لکھا:

(170) ''ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔'' (''صحیح بخاری''، ''کتاب الایمان''، ''باب حب الرسول من الایمان'') کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

''ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر احمدیوں کے علانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہوسکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا علانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ''رشدی'' (یعنی گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی) تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی سرعام کسی بلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر

ہے یا دوسرے شعائرِ اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ علانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقضِ امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔"

(ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718ء)(حوالہ صفحہ 379 تا 380 پر)

سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا:

(171) "ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔"

(ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718ء)(حوالہ صفحہ 379 پر)

احمدی دوستو!

آخر میں، میں آپ کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے میری دردمندانہ، ہمدردانہ اور مخلصانہ گزارشات نہایت توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے آپ مذکورہ بالا تمام حقائق و واقعات پر غور و فکر فرمائیں گے۔ اس تحریر میں موجود کسی بھی حوالہ کی مزید تصدیق کے لیے آپ مجھے براہ راست خط لکھ کر اصل عکس منگوا سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی مکمل تسلی و تشفی کے لیے ہر ممکن کوشش کروں گا۔ مزید آپ سے درخواست ہے کہ آپ کسی دن چناب نگر (ربوہ) کی مرکزی خلافت لائبریری میں جا کر اس کتاب میں موجود تمام حوالہ جات کو سیاق و سباق کے ساتھ چیک کریں اور پھر اس تحریر کے غلط یا درست ہونے کا فیصلہ اپنے ضمیر سے لیں۔ انشاء اللہ آپ صحیح فیصلہ پر پہنچیں گے۔ دورانِ مطالعہ اگر کسی لفظ سے آپ کی کوئی دل آزاری ہوئی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔ میں آپ کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ اقدس سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جب کھل گئی بطالت پھر اس کو چھوڑ دینا
نیکوں کی ہے یہ سیرت، راہ ہدیٰ یہی ہے

حوالہ جات کے عکسی ثبوت

نقل ٹائیٹل بار اوّل

حصہ اوّل

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا

اِزالۂ اوہام

فیہ بأس شدید ومنافع للناس

الحمد والمنت کہ بماہ مبارک ذی الحجہ ۱۳۰۸ھ کتاب

جامع معارف قرآنی و شارح اسرار کلام ربانی از

تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی

جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مطبع ریاض ہند امرتسر میں باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع طبع گردید

تعداد جلد ۷۰۰

قیمت فی جلد عمر

دوم قرآن شریف قطعی طور پر عیسیٰ ابن مریم کی موت ثابت وظاہر کرچکا ہے صحیح بخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب سمجھی گئی ہے۔ اس میں فلما توفیتنی کے معنی وفات ہی لکھے ہیں اسی وجہ سے امام بخاری اس آیت کو کتاب التفسیر میں لایا ہے۔

سوم قرآن کریم کئی آیتوں میں تصریح فرما چکا ہے کہ جو شخص مرگیا وہ پھر دنیا میں کبھی نہیں آئے گا۔ لیکن نبیوں کے ہمنام اس امت میں آئیں گے۔

چہارم قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔

پنجم یہ کہ احادیث صحیحہ بصراحت بیان کر رہی ہیں کہ آنے والا مسیح ابن مریم اُمتیوں کے رنگ میں آئے گا۔ چنانچہ اس کو امتی کرکے بیان کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث امامکم منکم سے ظاہر ہے اور نہ صرف بیان کیا گیا بلکہ جو کچھ اطاعت اور پیروی اُمت پر لازم ہے وہ سب اس کے لازم حال ٹھہرائی گئی۔ ﷺ

ششم یہ کہ بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اصل مسیح ابن مریم کا اور حلیہ بتایا گیا ہے اور آنے والے مسیح ابن مریم کا اور حلیہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اب ان قرائن ستہ کے رو سے صریح اور صاف طور پر ثابت ہے کہ آنے والا مسیح ہرگز وہ مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ اس کا مثیل ہے اور اس وقت اُس کے آنے کا وعدہ تھا کہ جب کروڑہا افراد مسلمانوں میں سے یہودیوں کے مثیل ہوجائیں گے تا خدا تعالیٰ اس اُمت کی دونوں قسموں کی استعداد یں ظاہر کرے نہ یہ کہ اس اُمت میں صرف یہودیوں کی نجس صورت قبول کرنے کی استعداد ہو اور مسیح بنی اسرائیل میں سے آوے۔ بلاشبہ ایسی صورت میں اس مقدس اور روحانی معلم اور پاک نبی کی

ازالہ اوہام صفحہ 762 روحانی خزائن 3 صفحہ 511 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 22,21 پر درج ہے

(۱۹) اُنیسویں آیت یہ ہے وما ارسلنا قبلك من المرسلين الا انهم لياكلون الطعام ويمشون فى الاسواق (الجزو نمبر ۱۸ سورۃ الفرقان)[1] یعنی ہم نے تجھ سے پہلے جس قدر رسول بھیجے ہیں وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اور
۶۱۳ پہلے ہم بنصِ قرآنی ثابت کر چکے ہیں کہ دنیوی حیات کے لوازم میں سے طعام کا کھانا ہے سو چونکہ وہ اب تمام نبی طعام نہیں کھاتے لہٰذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب فوت ہو چکے ہیں جن میں بوجہ کلّیہ حضرت مسیح بھی داخل ہے۔

(۲۰) بیسویں آیت یہ ہے والذين يدعون من دون الله لا يخلقون شيئًا وهم يخلقون اموات غير احياء وما يشعرون ايان يبعثون (سورۃ النحل الجزو نمبر ۱۴)[2] یعنی جو لوگ بغیر اللہ کے پرستش کئے جاتے اور پکارے جاتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہیں۔ مر چکے ہیں زندہ بھی تو نہیں ہیں اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ دیکھو یہ آیتیں کس قدر صراحت سے مسیح اور اُن سب انسانوں کی وفات پر دلالت کر رہی ہیں جن کو یہود اور نصاریٰ اور بعض فرقے عرب کے اپنا معبود ٹھہراتے تھے اور اُن سے دعائیں مانگتے تھے۔ اگر اب بھی آپ لوگ مسیح
۶۱۴ ابن مریم کی وفات کے قائل نہیں ہوتے تو سیدھے یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہمیں قرآن کریم کے ماننے میں کلام ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں سنکر پھر وہیں ٹھہر نہ جانا کیا ایمانداروں کا کام ہے۔

(۲۱) اکیسویں آیت یہ ہے ماكان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين[3] یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں آ نہیں سکتا کیونکہ

[1] الفرقان: ۲۱ [2] النحل: ۲۱،۲۲ [3] احزاب: ۴۱

(ازالہ اوہام صفحہ 614 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 431 از مرزا غلام احمد صاحب)

یہ حوالہ صفحہ 22 پر درج ہے

حمامتنا تطير بريش شوق ... وفی منقارها تحف السلام
الی وطن النبی حبیب ربی ... وسید رسله خیر الانام

الرسالة
اللطيفة المشتملة علی معارف القرآن ودقائقه المسماة

حمامة البشرٰی
الیٰ
اهل مكة وصلحاء ام القرٰی

لحضرة احمد المسيح الموعود والمهدی المعهود
عليه وعلٰی مطاعه الصلوٰة والسلام

الطبعة الاولٰی فی رجب ۱۳۱۱ سنة الهجرية

فی حدیث ذکر رفع المسیح حیا بجسدہ العنصری بل تجد ذکر وفاۃ المسیح فی البخاری والطبرانی وغیرھما من کتب الحدیث، فلیرجع الی تلک الکتب من کان من المرتابین۔

واما ذکر نزول عیسٰی ابن مریم فما کان مؤمن ان یحمل ھذا الاسم المذکور فی الاحادیث علٰی ظاھر معناہ، لانہ یخالف قول اللہ عز وجل: ص۲۰
ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین، الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمّٰی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء، وفسرہ نبینا فی قولہ لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین؟ ولو جوزنا ظھور نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوۃ بعد تغلیقھا وھذا خُلف کما لا یخفی علی المسلمین۔ وکیف یجیئ نبی بعد رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاتہ وختم اللہ بہ النبیین؟ انعتقد کثیر من الجاھلین۔

واما الاختلافات التی توجد فی ھذہ الاحادیث فلا یخفی علی مھرۃ الفن تفصیلھا، وقد ذکرنا شطرًا منھا فی رسالتنا "الازالۃ" فلیرجع الطالب الیھا۔ وقد جاء فی حدیث ان المسیح والمھدی یجیئان فی زمن واحد؛ وجاء فی حدیث آخر انہ لا مھدی الا عیسٰی؛ وجاء فی حدیث ان المسیح والمھدی یتلاقیان ویشاور المھدی المسیح فی مھمات الخلافۃ ویکون زمانھما زمانًا واحدًا؛ وفی حدیث آخر ان المھدی یبعث فی وسط قرون ھذہ الأمۃ والمسیح ینزل فی آخرھا؛ وفی حدیث من البخاری ان المسیح یجیئ حکمًا عدلا فیکسر الصلیب، یعنی یجیئ فی وقت غلبۃ عبدۃ الصلیب فیکسر شوکۃ الصلیب ویقتل خنازیر النصاری؛ وفی حدیث آخر انہ یجیئ فی وقت غلبۃ الدجال علی وجہ الارض فیقتلہ بحربتہ۔ فاعلم ان ھذا المقام مقام حیرۃ وتعجب للناظرین۔ وتفصیلہ ان مجیئ المسیح لکسر صلیب النصاری وقتل ص۲۱
خنازیرھم یشھد بصوت عالٍ علی ان المسیح الموعود لا یجیئ الا فی وقت غلبۃ النصاریٰ

(حمامۃ البشریٰ صفحہ 34 روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 200 از مرزا صاحب)

یہ حوالہ صفحہ 22 پر درج ہے

مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد اوّل

از ۱۸۷۸ء تا ۱۸۹۳ء

الناشر
الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ ربوہ

(۹۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شعار و حضرات علمائے نامدار

اے اخوان مومنین اے برادران سکنائے دہلی و متوطنان این سرزمین بالا بعد سلام مسنون و دعائے درویشانہ آپ سب صاحبوں پر واضح ہو کہ اس وقت یہ حقیر غریب الوطن چند ہفتہ کے لئے آپ کے اس شہر میں مقیم ہے اور اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ملائک کا منکر بہشت و دوزخ کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے۔ لہذا میں اظہاراً للحق عام و خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افترا ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 230 تا 231 از مرزا غلام احمد صاحب)	یہ حوالہ صفحہ 23,22 پر درج ہے

اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ اٰمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت واٰمنت بکتاب اللہ العظیم القراٰن الکریم۔ واتبعت افضل رسل اللہ وخاتم انبیاء اللہ محمدا المصطفیٰ و انا من المسلمین۔ واشھد ان لا الٰہ الّا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ رب احینی مسلمًا وتوفنی مسلمًا واحشرنی فی عبادك المسلمین۔ وانت تعلم ما فی نفسی ولا یعلم غیرك وانت خیر الشاھدین۔ اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے اور خداوند علیم وسمیع اول الشاہدین ہے کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان کہلانے لگتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں اور مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعوٰے نہیں اور نہ میں تناسخ کا قایل ہوں۔ بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہت ایسا ہی میری رُوحانی حالت مسیح ابن مریم کی رُوحانی حالت سے اشد درجہ کی مناسبت رکھتی ہے۔ غرض میں ایک مسلمان ہوں۔ ایہا المسلمون انا منکم واما مکم منکم بامر اللہ تعالےٰ خلاصہ کلام یہ کہ میں محدث اللہ ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور باانیہمہ مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں جو صدی چاردہم کے لئے مسیح ابن مریم کی خصلت اور رنگ میں مجدد دین ہو کر رب السمٰوٰت والارض کی طرف سے آیا ہوں۔ میں مفتری نہیں ہوں۔ وقد خاب من افترٰے۔ خدا تعالیٰ نے دنیا پر نظر کی اور اس کو ظلمت میں پایا اور مصلحت عباد کے لئے ایک اپنے عاجز بندہ کو خاص کر دیا۔ کیا تمہیں اس سے کچھ تعجب ہے کہ وعدہ کے موافق صدی کے سر پر ایک مجدد بھیجا گیا اور جس نبی کے رنگ میں چاہا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 230 تا 231 از مرزا غلام احمد صاحب)

یہ حوالہ صفحہ 23,22 پر درج ہے

مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد دوم

از ۱۸۹۴ء تا ۱۸۹۷ء

الناشر
الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ ربوہ

سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انتہائی میعاد اثر مباہلہ کی ایک برس رکھا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے وحی پا کر اپنے مباہلہ کا اثر بہت جلد مباہلین پر وارد ہونے والا بیان فرمایا ہے۔ سو اس سے برس کی میعاد منسوخ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حدیث میں جو ایک برس کی قید ہے اس سے بھی یہ مراد نہیں ہے کہ برس کا پورا گذر جانا ضروری ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ برس کے اندر عذاب نازل ہو۔ گو دو منٹ کے بعد نازل ہو جائے۔ سو میں بھی اس بات پہ ضد نہیں کرتا کہ ضرور برس پورا ہو جائے۔ شاید خدا تعالےٰ بہت جلد اس تکفیر اور تکذیب کی پاداشن میں آسمانی عذاب نازل کرے۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ برس کے کس حصہ میں یہ عذاب نازل ہوگا۔ آیا ابتدا میں یا درمیان میں یا اخیر میں۔ اور میں مامور ہوں کہ مباہلہ کے لئے برس کی میعاد پیش کروں۔ اور مولوی صاحب موصوف اور ہر یک شخص خوب جانتا ہے کہ برس کی میعاد مسنون ہے۔ کیونکہ لما حال الحول کا وہ لفظ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلا ہے۔ اگر مباہلہ کے لئے فوراً عذاب نازل ہونا شرط ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حَوْل کا لفظ مونہہ سے نہ نکالتے کیونکہ اس صورت میں کلام میں تناقض پیدا ہو جاتا ہے۔

ہاں یہ بات صحیح اور درست ہے کہ اگر مولوی غلام دستگیر صاحب مباہلہ میں کاذب اور کافر اور مفتری پر بمقابلہ مومن اور راستباز کے فوری عذاب نازل ہونا ضروری سمجھتے ہیں تو بہت خوب ہے۔ وہ اپنا فوری عذاب ہم پر نازل کر کے دکھلاویں۔ ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ " میں تو نبوت کا مدعی نہیں کہ تا فوری عذاب نازل کروں " ان پہ واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں ... ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 297 از مرزا غلام احمد صاحب) | یہ حوالہ صفحہ 23 پر درج ہے

تــــذكــرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جن کے آنکھ، کان، فہم وغیرہ سب جاتے رہتے ہیں اور حجارہ میں داخل ہیں۔ وہ بھی جہنم میں داخل ہوں گے جو کہ سمجھے ہوئے تو ہیں مگر بعض تعلقاتِ دُنیاوی کی وجہ سے وہ قبول نہیں کرتے۔ معلوم ہوتا ہے اس میں کوئی تجویز ہے اور اس کو ابھی مخفی رکھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ترقی ہونے والی ہے اور اللہ کریم کچھ چشم نمائی کرنیوالے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہمارے ارادہ میں ہے وہ ہو چکا اَب ٹل نہیں سکتا۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰،۱۱)

۱۹۰۲ء

"طاعون کا تذکرہ ہو پڑا۔ فرمایا ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ

خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدہ کے موافق

اور پھر یہ بھی تھا۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ[1]"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱۔ الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ اوّل)

۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء

(الف) **"نتیجہ خلافِ مُراد ہُوا یا نِکلا**

آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں اور یہ بھی پختہ پتہ نہیں کہ یہ الہام کس امر کے متعلق ہے۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۶)

(ب) **"نتیجہ خلافِ اُمید ہے"**

(الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)

۶ر نومبر ۱۹۰۲ء

"۶ر نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا کہ ایک قصیدہ مقام مُدّ کے مباحثہ کے متعلق بناؤں۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۸۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۲)

۱۹۰۲ء

"فَقَدْ سَرَّنِيْ فِيْ هٰذِهِ الْقَوْرِ صُوْرَةٌ[2]
لِيَدْ فَعَ رَبِّيْ كُلَّمَا كَانَ يَخْشُرُ"

---

[1] (ترجمہ از مرتب) سوائے مومنوں اور نیک عمل کرنے والوں کے۔

[2] "هٰذَا الشِّعْرُ مِنْ وَحْيِ اللهِ تَعَالٰى جَلَّ شَانُهٗ" (اعجاز احمدی صفحہ ۴۴ حاشیہ۔ رُوحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵۶)
(ترجمہ از مرتب) یہ شعر اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہے۔

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 358 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 23 پر درج ہے

ٹائیٹل طبع اوّل

رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْن

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

ہے

دَافِعُ البَلاءِ وَمِعْيَارُ اَهْلِ الْاِصْطِفَاءِ

بمقام

قادیان دارالامان

باہتمام حکیم فضلدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

تعداد جلد ۵۰۰

اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

تو کچھ تعجب نہیں کہ اس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کرے۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہیئے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کردیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑیگی۔ کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور انکی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کردیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الہٰی بخش اکونٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں انکے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کرکے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبد الجبار اور عبد الحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کردیں۔ اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دلی ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دلی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیگی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اس مہلک مرض سے محفوظ ہوجائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سبکدوشی ہوجائیگی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے ملہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چپ رہے تو ثابت ہوجائے گا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلادیگی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد رہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت امن یجیب المضطر[1] لکھی ہے اور اس سے قبولیت دعا کی اُمید کی ہے۔ یہ اُمید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الہٰی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کردیا۔ اور

[1] النمل: ٦٣

دافع البلاء صفحہ 11 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 23 پر درج ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

[illegible]

[illegible]

ٹریکٹ موسومہ

اسلامی قربانی

نمبر (۳۴) [illegible]

مؤلفہ

قاضی یار محمد صاحب بی۔ او۔ ایل پلیڈر

نور پور

ضلع کانگڑہ

جنوری ۱۹۲۰ء

ریاض ہند پریس امرتسر میں باہتمام شیخ نور احمد پرنٹر کے چھپا

اور

قاضی یار محمد پلیڈر نے نور پور ضلع کانگڑہ سے شائع کیا۔

ظاہر ہے کہ یہ اجمل فی سم الخیاط اشارے کے طور پر ہے۔ اور مدارج میں سے ایک درجے کی علامت کنایہ مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی۔ کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے پس جن لوگوں کو میرا وہ رقعہ جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھا تھا اور اس میں اپنی کشفی حالت ظاہر کی تھی میرے جنون کی دلیل نظر آتا ہے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں اور قرآن کے الفاظ ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن ومن دونہما جنتٰن ہ کی کسوٹی پر اپنے ایمان کو پرکھیں بیان اللہ تعالےٰ ڈرنے والے کو دو جنت عطا فرمانے کا وعدہ فرماتا ہے جس کی تعریف درمیانی فقرات ہیں۔ یعنے ان میں چشمے ہونگے۔ لولو اور مرجان ہونگے سرائے ہونگے وغیرہ وغیرہ اخیر میں فرماتا ہے کہ ان دو جنتوں سے ورے دو جنت اور بھی ہیں یعنے جیسے مرنے کے بعد ان کو دو جنت ملیں گے ایسے ہی اسی ورلی زندگی میں بھی دو جنت ملیں گے اور الفاظ من کان فی ھذہ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی۔ اس کی تشریح ہے۔

اب میاں صاحب اور مولوی محمد علی صاحب مہربانی فرما کر کھول کر لکھیں کہ ان کو دو جنت کون سے حاصل ہیں۔ یونہی اعتراض کر دینا تو بڑا آسان ہے خود کسی صنعت کے موصوف بنکر بتا دیں۔ اب میں مختصر طور پر ان خوابوں اور کشفوں کو ظاہر کرتا ہوں جو بطور پیشگوئی ظاہر ہوئے اور ہونے والے ہیں ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پشاور کے گرد کسی مسلمان بادشاہ کی چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے انجام کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ مگر تاہم میں نے

اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34 صفحہ 12 از قاضی یار محمد	یہ حوالہ صفحہ 24 پر درج ہے

ایک غلطی کا ازالہ

از:۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پبلشر:۔ ناظر تالیف و تصنیف
ربوہ ضلع جھنگ

دو ہزار

تعداد طبع

عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اسکے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔ جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلّوں میں (دیکھو براہین احمدیہ ص۵۰۴) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللّٰہ والذین معہٗ اشدّآء علی الکفّار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو ص۵۵۷ براہین میں درج ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا" اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرتؐ تو خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین[1] اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف ہیں۔ اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔ اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے

[1] الاحزاب : ۴۱

ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 3 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 24 پر درج ہے

میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے اُنکے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے یعنی یہ کہ خاتم النبیین کی مہرِ ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہرِ ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اُس کا اسم آنجنابؐ کے اسم سے مطابق ہوگا۔ یعنی اس کا نام بھی محمدؐ اور احمدؐ ہوگا اور اُس کے اہلبیت میں سے ہوگا* اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رُو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوگا اور اسی کی رُوح کا روپ ہوگا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا۔ یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کا یشوع بروز تھا۔ اور بروز

* حاشیہ۔ یہ بات میرے آباؤاجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ عَلٰی مَشْرَبِ الْحَسَنِ میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم۔ اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہونگی۔ ایک اندرونی جو اندرونی بغض اور شحناء کو دور کریگی۔ دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کرکے اور اسلام کی عظمت

لہ الجمعۃ : ۴

ٹائٹل طبع بار اوّل

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے ۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ
وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ (سورة صافات)

وَكَفَانِي مِمَّا أُوحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْوَحْيُ الْمُبَشِّر

قال ربك إنه نازل من السماء ما يرضيك وما نتنزل إلا بأمر ربك
ما أرسل نبي إلا أخزى به الله قوما لا يؤمنون. إن الله مع الذين اتقوا
والذين هم محسنون. وبشر الذين آمنوا أن لهم الفتح. والله متم
نوره ولو كره الكافرون كتب الله لأغلبن أنا ورسلي لا تخف إني لا يخاف
لدي المرسلون

حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جس میں ہر ایک قسم کے
حقائق اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان درج ہیں محض اسی کے
فضل اور کرم اور خاص اُسکی توفیق اور تائید سے مرتب تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینیجر مطبع کے چھپی

تعداد ایک ہزار جلد

تاریخ اشاعت ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء

اسکے نور کو نابود نہ کر سکی۔ سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اِس زمانہ کے لئے سب سے
پہلے میرا نام عیسٰی ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح
قوم کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھاؤں اور کافر اور ملعون اور دجّال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں
سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا مگر مَیں خدا کے دفتر میں صرف عیسٰی ابن مریم کے نام
سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ
میں میرے ہاتھ سے لکھا دیئے ہیں اور دُنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔
سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ مَیں آدمؑ ہوں۔ مَیں نوحؑ ہوں۔ مَیں ابراہیمؑ ہوں
مَیں اسحاقؑ ہوں۔ مَیں یعقوبؑ ہوں۔ مَیں اسمٰعیلؑ ہوں۔ مَیں موسٰیؑ ہوں۔ مَیں داؤدؑ ہوں۔ ۸۵
مَیں عیسٰیؑ ابن مریم ہوں۔ مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے
اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء
فرمایا یعنے خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے
اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے
ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو مَیں نے اپنی قوم سے وہ سب دُکھ اُٹھائے جو ابن
مریم نے یہود سے اُٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اُٹھائے۔ یہ سب کچھ ہُوا مگر پھر خدا نے کسر صلیب کے
لئے میرا نام مسیح قائم رکھا تا جس صلیب نے مسیح کو توڑا تھا اور اُسکو زخمی کیا تھا دوسرے وقت
میں مسیح اُسکو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ۔ کیونکہ خدا کے
نبی مغلوب نہیں رہ سکتے۔ سو سنہ عیسوی کی بیسویں صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کو
مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے۔ لیکن جیسا کہ مَیں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں
اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو مُلک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو
رُدّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنے فنا کرنیوالا اور پرورش کرنیوالا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے
پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن مَیں ہی ہوں

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 85 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 521 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 25 پر درج ہے

انّ ھٰذا الکتاب یدفع وساوس الخنّاس۔ وفیہ
شفاءٌ للنّاس۔ وھو یھب السکینۃ
ویجلو الکروب۔ وسمیتہ۔

تریاق القلوب

تصنیف

امام ربّانی حضرت میرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی
مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام۔

حوالہ نمبر 12

بدیں تعطاب مرا ہرگز التفات نبود	چہ جرمِ من چو چنیں حکم از خدا باشد
بتاج و تختِ زمیں آرزو نمیدارم	نہ شوقِ افسرِ شاہی بدل مرا باشد
مرا بس است کہ ملکِ سما بدست آید	کہ ملک و ملک زمیں را بقا کجا باشد
حوالتم بفلک کردہ اند روز نخست	کنوں نظر بمتاعِ زمیں چرا باشد
مرا کہ جنتِ علیاست مسکن و ماوا	چرا بمزبلۂ ایں نشیب جا باشد
اگر جہاں ہمہ تحقیرِ من کند چہ غمے ؟	کہ با من ست قدیرے کہ ذوالعُلیٰ باشد
منم مسیحِ زمان و منم کلیمِ خدا	منم محمدؐ و احمدؐ کہ مجتبیٰ باشد
نہ بلعم است کہ بدتر ز بلعم آں ناداں	کہ جنگِ او بکلیمِ حق از ہوا باشد
ازاں قفس بپریدم بروں کہ دنیا نام	کنوں بکنگرۂ عرش جلوۂ ما باشد
مرا بگلشنِ رضوانِ حق شدست گذر	مقامِ من چمنِ قدس و اصطفا باشد
کمالِ پاکی و صدق و صفا کہ گم شدہ بود	دوبارہ از سخن و وعظِ من بپا باشد
مرنج از سخنم ایکہ سخت بے خبری	کہ اینکہ گفتہ ام از وحیِ کبریا باشد
کسیکہ گم شدہ از خود بنورِ حق پیوست	ہر آنچہ از دہنش بشنوی بجا باشد
نیامدم نپئے جنگ کارزار و جہاد	غرض ز آمدنم درسِ اتقا باشد
بخاکِ ذلت و لعنِ کساں رضا دادیم	بدیں غرض کہ بر نیستی بقا باشد
درونِ من ہمہ پُر از محبتِ نوریست	کہ در زمانِ ضلالت ازو ضیا باشد
بجز اسیریِ عشقِ رخش رہائی نیست	بدردِ او ہمہ امراض را دوا باشد
عنایت و کرمش پرورد مرا ہر دم	بہ بینی اش اگرت چشمِ خویش وا باشد
بکارخانۂ قدرت ہزارہا نقش اند	مگر تجلیِ رحماں ز نقشِ ما باشد
بیامدم کہ رہِ صدق را درخشانم	بدلستاں برم آنرا کہ پارسا باشد
بیامدم کہ درِ علم و رُشد بکشایم	بخاک نیز نمائیم کہ در سما باشد

تریاق القلوب صفحہ 6 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 134 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 25 پر درج ہے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔ لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۴ بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء نمبر ۳ و ۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ

چندہ سالانہ ۲؍

[illegible]

فہرست مضامین

حوالہ نمبر 13

سروکار نہیں۔ کیا کوئی احمدی کا نام لیوا اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ اگر اس زمانہ کا بڑا منکر تیرہ سو سال پہلے عرب میں پیدا کیا جاتا تو ابو جہل سے جہالت میں کم رہتا اور کیا اگر اس زمانہ کا مرتد پٹیالوی رسول عربی کے وقت کو پاتا تو مسیلمہ کذاب کی طرح اپنے غداری نہ کرتا؟ دوستو! جہاں تم نے احمد کو محمد کا کامل بروز مانا ہے وہاں احمد سے علیحدہ لو محمد کے منکرین کا کامل بروز مانتے ہوئے تمھیں کونسی بات روکتی ہے۔ اور پھر اس پر بھی تو غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کی دو بعثتوں کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے جیسا کہ آتا ہے هو الذی بعث فی الامیین رسولاً یتلوا علیهم ایته ویزکیهم ویعلمهم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ٥ واخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم - اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ جس طرح نبی کریم کو اُمیوں یعنی مکے والوں میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اسی طرح ایک اور قوم میں بھی آپ کو مبعوث کیا جائے گا جو ابھی تک دنیا میں پیدا نہیں کی گئی۔ لیکن چونکہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے کہ ایک شخص جب فوت ہو جاوے تو اسے پھر دنیا میں لایا جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے متعلق قرآن کریم میں صاف فرما دیا ہے کہ انهم لا یرجعون پس یہ وعدہ اس صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ جب نبی کریم کی بعثت ثانی کے لئے ایک ایسے شخص کو چنا جاوے جس نے آپ کے کمالات نبوت سے پورا حصہ لیا ہو اور جو حسن اور احسان اور ہدایت خلق اللہ میں آپ کا مشابہ ہو اور جو آپ کی اتباع میں اس قدر آگے نکل گیا ہو کہ بس آپ کی ایک زندہ تصویر بنجاوے تو بلا ریب ایسے شخص کا دنیا میں آنا خود نبی کریم کا دنیا میں آنا ہے اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ صار وجودی وجوده (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریم نے فرمایا کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن کیا جاویگا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئیگا تا اشاعت اسلام

یہ حوالہ صفحہ 25 پر درج ہے	کلمۃ الفصل صفحہ 104، 105 مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ واپریل 1915ء صفحہ 104، 105 از مرزا بشیر احمد ایم اے

کا کام پورا کرے اور ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلّه کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچاوے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اُتارا تا اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے آخرین منھم لما یلحقوا بھم میں فرمایا تھا۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ مسیح موعودؑ نے خود خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۰ میں آیت آخرین منھم کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ "در کس طرح منھم کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم آخرین میں موجود نہ ہوں جیسا پہلوں میں موجود تھے" پس وہ جس نے مسیح موعودؑ اور نبی کریمؐ کو دو وجودوں کے رنگ میں دیکھا اس نے مسیح موعودؑ کی مخالفت کی کیونکہ مسیح موعودؑ کہتا ہے صار وجودی وجودہ اور جس نے مسیح موعودؑ اور نبی کریم میں تفریق کی اس نے بھی مسیح موعودؑ کی تعلیم کے خلاف قدم مارا کیونکہ مسیح موعودؑ صاف فرماتا ہے کہ من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی وما رأیٰ (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱) اور وہ جس نے مسیح موعودؑ کی بعثت کو نبی کریمؐ کی بعثت ثانی نہ جانا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آئیگا۔ پس ان سب باتوں کے سمجھ لینے کے بعد اس بات میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ وہ جس نے مسیح موعودؑ کا انکار کیا اس نے مسیح موعودؑ کا انکار نہیں کیا بلکہ اس نے اسکا انکار کیا جسکی بعثت ثانی کے وعدہ کو پورا کرنے کے لیے مسیح موعودؑ مبعوث کیا گیا۔ اس نے اسکا انکار کیا جس نے آخرین میں آنا تھا اور پھر اس نے اس کا انکار کیا جس نے اپنی قبر سے اُٹھکر حسب وعدہ پھر اپنی قبر میں جانا تھا پس اے نادان! تو مسیح موعودؑ کے انکار کو کوئی معمولی بات نہ جان کیونکہ محمدؐ نے اپنے ہاتھوں سے اپنی نبوت کی چادر اسپر ڈالی ہے اور اگر تیرا دل غیروں کے پنجے میں گرفتار ہے اور انکی محبت تجھے چین نہیں لینے دیتی تو جا پہلے آخرین منھم کی آیت قرآن سے نکال پھینک اور پھر جو تیرے دل میں آئے کہہ۔ کیونکہ جبتک یہ آیت قرآن کریم میں موجود ہے اسوقت تک تو مجبور ہے کہ مسیح موعودؑ کو محمد [illegible] میں قبول کرے اور یا مسیح موعودؑ سے انکار کی

کلمۃ الفصل صفحہ 104، 105 مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ واپریل 1915، صفحہ 104، 105 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 26 پر درج ہے

ھی الجماعۃ - یعنی میری اُمت تہتّر فرقوں پر منقسم ہو جائیگی وہ سب فرقے دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک کے - اور معاویہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ بہتّر فرقے دوزخ میں پڑینگے اور ایک جنّت میں جائیگا اور وہ جنّت میں جانے والا جماعت کا فرقہ ہوگا - اب کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں ہے - اگر ایسا ہے تو کیوں مسیح موعودؑ کی جماعت جنّت میں جائیگی اور مسیح موعودؑ کے منکر بقول نبی کریمؐ فی النار ہونگے - یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ بات جس پر نجات کا مدار ہے جزو ایمان ہوتی ہے کیونکہ نجات کا پہلا ذریعہ ایمان ہے پس اگر مسیح موعودؑ پر ایمان لانا جزو ایمان نہیں تو کیا وجہ ہے کہ مسیح موعودؑ کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہے اور کیوں مسلمانوں کے بہتّر فرقے آگ میں ڈالے جاویں گے ؟ اور پھر حدیث میں آتا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ایما رجل مسلم اکفر رجلاً فان کان کافراً والا کان ھو الکافر (ابو داؤد) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کافر کہا پس اگر وہ کافر نہیں تو وہ خود کافر ہو جائیگا - اس حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ ایک سچے مسلمان کو کافر قرار دینے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے - اب جن لوگوں نے مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے ہم انکو کس طرح مومن جان سکتے ہیں - اور ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ شخص جو مسیح موعودؑ کو سچا نہیں جانتا وہ آپکو کافر قرار دیتا ہے کیونکہ اگر مسیح موعودؑ سچا نہیں ہے تو نعوذ باللہ مفتری علی اللہ ہے اور مفتری علی اللہ قرآن شریف کی رو سے کافر ہوتا ہے پس اس حدیث سے پتہ لگا کہ نہ صرف وہ لوگ کافر ہیں جو صاف طور پر مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں بلکہ ہر ایک شخص جو مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ آپ کو کافر قرار دیکر بموجب حدیث صحیح خود کافر ہو جاتا ہے۔ فتدبروا پھر ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ میری قبر میں دفن ہوگا جسکے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعودؑ کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہ مَیں ہی ہوں جو بروزی طور پر دنیا میں آؤنگا اور حدیث مذکورہ کے یہ معنی مَیںنے اپنی طرف سے نہیں کیے بلکہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے اسکی یہی تشریح فرمائی ہے ملاحظہ ہو کشتی نوح صفحہ ۱۵ - اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریمؐ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعودؑ کا انکار بھی کفر ہونا چاہیئے کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے

کلمۃ الفصل صفحہ 147-146 از مرزا بشیر احمد

یہ حوالہ صفحہ 26 پر درج ہے

بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعودؑ کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریمؐ کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعودؑ آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے آپ کا انکار کفر نہ ہو۔

باب پنجم

اس باب میں حضرت خلیفۃ اوّل کے فتاویٰ دربارہ مسئلہ کفرو اسلام درج کیئے جائیں گے تا اس بات کا پتہ لگے کہ مہدی علیہ السلام پر ایمان لانے کے دعوی میں کون سچا ہے اور کس کا دعویٰ نفاق اور مصلحت وقت پر مبنی ہے۔

سو واضح ہو کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ اوّل کے سوال پیش ہُوا کہ جو غیر احمدی مسلمان ہم سے پوچھے کہ ہماری بابت تمھارا کیا خیال ہے اسے کیا جواب دیا جاوے۔ فرمایا "لا الٰہ الاّ اللہ کے ماننے کے نیچے خدا کے سارے ماموروں کے ماننے کا حکم آجاتا ہے۔ اللہ کو ماننے کا یہی حکم ہے کہ اسکے سارے حکموں کو مانا جاوے۔ اب سارے ماموروں کو ماننا لا الٰہ الاّ اللہ کے معنوں میں داخل ہے حضرت آدمؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت مسیحؑ ان سب کا ماننا اسی لا الٰہ الاّ اللہ کے ماتحت ہے حالانکہ انکا ذکر اس کلمہ میں نہیں ہے۔ قرآن مجید کا ماننا سیدنا حضرت محمدؐ خاتم النبیّن پر ایمان لانا۔ قیامت کا ماننا سب مسلمان جانتے ہیں کہ اس کلمہ کے مفہوم میں داخل ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں لیکن وہ **اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں** خدا تعالیٰ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذباً او کذب بالحق لما جاءہ۔ دنیا میں سب سے بڑھکر ظالم دو ہی ہیں ایک وہ جو اللہ پر افترا کرے۔ دوم جو حق کی تکذیب کرے۔ پس **یہ کہنا کہ مرزا نیک تھے اور دعاوی میں جھوٹا گویا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہی جو ناممکن ہے۔"** یہ مضمون چھپ چکا ہے (دیکھو بدر نمبر ۱۹ جلد ۱۰ مورخہ ۹۔ مارچ ۱۹۱۱ء)

پھر ایک دفعہ اور مدہ ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہُوا کہ بعض غیر احمدی

کلمۃ الفصل صفحہ 147-146 از مرزا بشیر احمد	یہ حوالہ صفحہ 26 پر درج ہے

مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہوگیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا پس اب جو ظلی نبی ہوتا ہے وہ نبوت کی مہر کو توڑنے والا نہیں کیونکہ اسکی نبوت اپنی ذات میں کچھ چیز نہیں بلکہ وہ محمدؐ کی نبوت کا ظل ہے نہ کہ مستقل نبوت۔" اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے یہ محض ایک نفس کا دھوکا ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ ظلی نبوت کے لیئے یہ ضروری ہے کہ انسان نبی کریم صلعم کی اتباع میں اسقدر غرق ہو جاوے کہ من تو شدم تو من شدی کے درجہ کو پالے ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر اترتا پائیگا حتی کہ ان دونوں میں قرب اتنا بڑھیگا کہ نبی کریم صلعم کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائیگی تب جاکر وہ ظلی نبی کہلائیگا پس جب ظل کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاءؑ کا اتفاق ہے تو وہ ناداں جو مسیح موعودؑ کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اسکے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے کیونکہ اس نے اس نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سرتاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت صلعم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے انکے لیئے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم صلعم میں رکھے گئے بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم۔ مگر مسیح موعودؑ کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہوگیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعودؑ کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اسقدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ عیسیٰ کے لیئے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ نبی کریمؐ کے تمام کمالات حاصل کر لینے کے بعد نبی بنایا جاتا۔ داؤدؑ اور سلیمانؑ کے لیئے یہ ضروری نہ تھا کہ انکو نبی کا خطاب تب دیا جاتا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات سے پورا حصہ لے لیتے اور پھر میں تو یہ بھی کہوں گا کہ موسیٰؑ کے لیئے بھی یہ ضروری نہ تھا

معترض کا یہ خیال ہے کہ کلمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اس غرض سے رکھا گیا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں تبھی تو یہ اعتراض کرتا ہے کہ اگر محمدؐ رسول اللہ کے بعد کوئی اور نبی ہے، تو اس کا کلمہ بناؤ نادان اتنا نہیں سوچتا کہ محمدؐ رسول اللہ کا نام کلمہ میں تو اس لیئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النبیین ہیں اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے ہاں حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے تو محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء شامل تھے مگر مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو گئی لہٰذا مسیح موعودؑ کے آنے سے نعوذ باللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے (غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لیئے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعودؑ کی آمد نے محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے اور بس. علاوہ اسکے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لیئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی وبین المصطفٰے فما عرفنی وما رأی اور یہ اس لیئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت اٰخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح موعودؑ خود محمدؐ رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے. اس لیئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمدؐ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی - فتدبروا

اب بھی ✓

چھٹا اعتراض یہ ہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ کے لفظ رسل کے مفہوم میں صرف وہی رسول شامل ہیں جو محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذر چکے ہیں اور اس کا ثبوت یہ دیا جاتا ہے کہ سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع میں متقی کی شان میں

حوالہ نمبر 17

اخبار بدر نمبر ۳ جلد ۲

۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء

شعروسخن

نظم

(از اکمل آف گولیکے)

امام اپنا عزیزو اس زمان میں … غلام احمد ہوا دارالامان میں

غلام احمد ہے عرش رب اکرم … مکان اس کا ہے گویا لامکان میں

غلام احمد رسول اللہ ہے برحق … شرف پایا ہے نوع انس وجان میں

غلام احمد مسیحا سے ہے افضل … بروز مصطفیٰ ہوکر جہان میں

غلام احمد کا خادم ہے جو دل سے … بلاشک جائیگا باغ جنان میں

تسلی دل کی ہو جاتی ہے جامس … یہ ہے اعجاز احمد کی زبان میں

بھلا اس معجزے سے بڑھکے کیا ہو … خدا اک قوم کا مارا - جہان میں

قلم سے کام جو کرکے دکہایا … کہاں طاقت تھی یہ سیف وسنان میں

محمد پھر اتر آئے ہیں - ہم میں … اور آگے سے ہیں بڑھکر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل … غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

غلام احمد مختار ہو کر … یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہان میں

تری مدحت سرائی مجھسے کیا ہو … کہ سب کچھ لکھدیا رازنہان میں

خدا ہے تو - خدا مجھ سے ہی واللہ

ترا رتبہ نہیں آتا بیان میں

انصار بدر

حکیم فضل دین صاحب قادیانی حال وارد بھیرہ - بدر اخبار کے حال پر ہمیشہ مہربانی کی نظر

کیا کرتے ہیں … اور انکے واسطے … [illegible]

اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء	یہ حوالہ صفحہ 28,27 پر درج ہے

حوالہ نمبر 18

روزنامہ الفضل قادیان دارالامان ۲۳ اگست ۱۹۴۴ء

کیا مولوی محمد علی صاحب اس شعر کو غلط طور پر اپنے اوپر چسپاں کرنے کا الزام واپس لیں گے

اخبار الفضل ۱۶ اگست ۱۹۴۴ء میں یہ وضاحت بتائی گئی ہے کہ جس شعر کے مفہوم کو مولوی محمد علی صاحب اپنی طرف ... [illegible]

[illegible]

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر اسلام کیلئے جائیدادیں وقف کرنیوالوں کی ...

(واقفین جائیداد کی ... فہرست)

[illegible]

اخبار روزنامہ "الفضل" 23 اگست 1944ء صفحہ 4

یہ حوالہ صفحہ 28 پر درج ہے

حوالہ نمبر 19

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(۲۳ جون ۲۲ء عصر)

ایک عجیب تغیر رویاء فرمایا کہ آج رویاء میں ایک عجیب تغیر ہو گیا۔ آج بیعت کی جو شرائط ہیں ان کے متعلق ملی ہیں یہ اصل الفاظ نہیں بلکہ ان کا خلاصہ ہے۔ جو میری زبان پر جاری تھا۔

ہر جگہ کے لوگ خود مباحثہ کیا کریں فرمایا فیروز پور میں منشی فرزند علی صاحب اور مولوی ثناء اللہ کے درمیان ایک مباحثہ ہوا ہے (مسکرا کر فرمایا) بات تو یہی ہے ہر جگہ کے مقامی لوگ مباحثوں میں حصہ لیا کریں۔ اور مولویوں کا پیچھا چھوڑیں تاکہ یہ کام بڑھے اور زیادہ مفید کام ہو سکے۔

ایک نیا طریق تبلیغ فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ اس بات کا تجربہ کیا جائے۔ کہ ایک علاقہ منتخب کر کے تمام زور اسی پر صرف کر دیا جائے۔ اور جب تک وہ پورے طور پر مسلمان نہ ہو جائے اس کو نہ چھوڑا جائے۔ اس جنگ کے میدان میں ایک جرنیل نے یہ طریق ایجاد کیا تھا۔ کہ وہ تمام کا تمام توپخانہ ایک جگہ جمع کر دیتا تھا۔ اور آگے پیچھے کر کے اس ترتیب سے گولے پھینکواتا تھا کہ دس دس میل تک زمین ایسی ہو جاتی تھی جیسے غاریں پڑ جاتی ہیں۔ اس کا مقابلہ دوسرے نہیں کر سکتے تھے یہ جرنیل آخری وقت میں ملا تھا۔ اس لئے اس کے طریق جنگ کی پوری تحقیق نہیں ہو سکی کہ مفید ہے یا غیر مفید۔ ولایت کے اخباروں میں اس کے متعلق بڑے بڑے مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔ اگر اس طریق پر تبلیغ کی جائے تو شاید مفید ہو یہاں کے لوگ بھی ہوں اور باہر سے بھی لوگ بلائے جائیں جو تبلیغ کر سکتے ہوں۔ اور وہ سب ایک ضلع میں پھیل جائیں۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ کے فضل سے موجودہ صورت کی نسبت زیادہ مفید نتیجہ برآمد ہو۔

صاف ستھرے شخص کے ہاتھ کا کھانا ایک صاحب نے عرض کیا کہ کیا ہر شخص کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے۔ اگر وہ صاف ستھرا ہو۔ اور کوئی نجاست یا گندہ چیز اس کے جسم اور لباس پر نہ ہو۔ فرمایا سات قوموں کے ہاتھ سے چیز کھانا جائز ہے البتہ غیر اہل کتاب کے ہاتھ کی پکی ہوئی کھانی منع ہے۔

سوال ہوا۔ کہ ہندو اور سکھ کے ہاتھ کی پکی ہوئی کھانا جائز ہے۔ فرمایا ہندو اہل کتاب ہیں۔ سکھ کیونکہ وہ مسلمانوں ہی کا بگڑا ہوا فرقہ ہیں۔

سوال ہوا کہ سکھ جھٹکا کرتے ہیں۔ فرمایا وہ ناجائز ہے۔ اہل کتاب کے ساتھ کھانے کے یہ معنے نہیں کہ جو چیزیں شریعت اسلام میں ناجائز ہیں وہ انکے ساتھ کھانے سے جائز ہو جاتی ہیں۔

(۲۴ جون ۲۲ء ظہر)

بعض مشہور کتب کے متعلق رائے فرمایا فتوحات مکیہ بہت [illegible] کتاب ہے۔ حافظ روشن علی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے کہ اس کا ایک حصہ بھی کسی نے نہیں سمجھا۔ فرمایا یہ ٹھیک ہے کہ بعض حصے اس کے سمجھ میں نہیں آتے۔ لیکن وہ دوسرے مقامات میں جا کر ان کی تشریح خود ہی کر دیتے ہیں۔

فرمایا ابن جنی کی کتاب خصائص بڑی لطیف کتاب ہے۔ اور کتاب الفقہ اللغۃ العربیۃ بھی بہت ہی اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ اس کے مصنف نے عربی زبان اور دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ اور طبری تاریخ میں بہت اعلیٰ درجہ [illegible] جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ دین اور [illegible] ایک ہی ہیر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اسی طرح فقہ اسلام [illegible] طبری کا مصلح دونوں ایک ہیں۔ [illegible] نقص ہے کہ وہ لمبی محنت نہیں کر سکتا۔

مسلمان اور عیسائی مورخین اس کی کتاب کے بعض حصے پڑھنے سے [illegible] اثر ہوتا ہے۔ لیکن اگر ساری کتاب پڑھی جائے۔ تو بڑی عمدہ [illegible] اثر پڑتا ہے۔ کہ [illegible] کا اعلیٰ درجہ [illegible] نہیں ہوتا۔ کہ پڑھنے والے پر برا اثر ہو کہ ہمارے اسلاف کی کچھ روایات ہیں جن کو بھی قائم رکھنا ہے۔ لیکن یورپین مورخوں نے اس بات کا خیال رکھا ہے وہ اپنی تاریخ لکھتے ہیں تو اپنے اسلاف کو اتنا بڑا کر کے دکھاتے ہیں۔ کہ پڑھنے والے پر ان کی عظمت کا رعب پڑتا ہے۔ اور خواہش پیدا ہوتی ہے کہ ہم بھی ویسا ہی بننا چاہئے مگر مسلمان مورخ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کے زمانہ کو چھوڑ کر تاریخ میں یہ دکھاتے ہیں۔ کہ ہمارے اسلاف بڑھے ہوئے تھے عیسائیوں نے جو طریق اختیار کیا وہ درست ہے۔ کیونکہ نظریکی طور پر جب تک آئندہ نسلوں پر یہ اثر نہ ڈالا جائے کہ تمہارے اسلاف کے بڑے کارنامے ہیں۔ اور ان کی یہ روایات ہیں اور تمہیں ان روایات کو محفوظ رکھنا ہے۔ اس وقت تک تاریخ کا فائدہ نہیں مرتب ہو سکتا۔

روحانی ترقی کا میدان یہ بالکل سچی بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑھ سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرت اس میدان میں سب سے آگے بڑھ گیا۔ اور خدا نے آئندہ کے متعلق بھی گواہی دے دی کہ آپ آئندہ آنے والی نسلوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ [illegible] رسول کریم کے [illegible] نہیں ہو سکتا ہے۔ اور مسیح موعود [illegible] ہیں۔ [illegible] لوگوں [illegible] سکتی ہے۔ مگر آئندہ زمانہ میں [illegible] ہو گی۔ کیونکہ اگر روحانی ترقی کی تمام راہیں بند ہیں تو اسلام کا [illegible] نہیں۔ اور پھر اس میں کوئی خوبی بھی نہیں۔ کہ ایک کو بڑھا دیا جائے اور دوسروں کو [illegible] دیا جائے۔ اس خوبی یہ ہے کہ موقع سب کو دیا جائے پھر آگے جو بڑھ جائے۔

(۲۷ جون ۲۲ء عصر)

طبری کے پڑھنے کا طریق شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے کہا طبری سے صحیح روایات معلوم کرنے کا کیا گر ہے۔ فرمایا جس طرح بائبل کے مصنف چار ہیں۔ اسی طرح طبری نے بھی چار سلسلے چلائے ہیں۔ جن میں سے دو بڑے سلسلے ہیں۔ [illegible] سے ایک تو یہ ہے کہ جس بات کو وہ ثابت کرنا چاہتا ہے

مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری، اخبار الفضل قادیان 5 جلد 10، 17 جولائی 1922ء

یہ حوالہ صفحہ 28 پر درج ہے

حوالہ نمبر 20

ضلع مظفر نگر میں مباحثہ

[illegible]

حضرت مسیح موعود کا ایک نامکتوب

[illegible]

نقل مطابق اصل

بنام لاہور ... بخدمت اخویم ...

مرزا غلام احمد عفی عنہ ۔ از قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ...

[illegible]

مرزا غلام احمد صاحب کا مکتوب، اخبار الفضل قادیان 22 فروری 1924ء

یہ حوالہ صفحہ 29 پر درج ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

سیرت المہدی

(حصہ دوم)

تالیف لطیف حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان دارالامان

نے

ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء میں شائع کیا

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام [illegible] پرنٹر کے چھپا

پھر اس قدر نامناسب زور دیا ہے اور اتنا مبالغہ سے کام لیا ہے کہ شریعت کی اصل روح سے وہ باتیں باہر ہو گئی ہیں۔ اب اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ نماز میں دو نمازیوں کے درمیان یونہی فالتو جگہ نہیں پڑی رہنی چاہئے بلکہ نمازیوں کو مل کر کھڑا ہونا چاہئے تاکہ اول تو بے فائدہ جگہ ضائع نہ جاوے۔ دوسرے بے ترتیبی واقع نہ ہو تیسرے بڑے آدمیوں کو یہ بہانہ نہ ملے کہ وہ بڑائی کی وجہ سے اپنے سے کم درجہ کے لوگوں سے ذرا ہٹ کر الگ کھڑے ہو سکیں وغیرہ ذالک۔ مگر اس پر اہل حدیث نے اتنا زور دیا اور اس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے کہ یہ مسئلہ ایک مضحکہ خیز بات بن گئی۔ اب گویا ایک اہل حدیث کی نماز ہو نہیں سکتی جب تک وہ اپنے ساتھ والے نمازی کے کندھے سے کندھا اور ٹخنہ سے ٹخنہ اور پاؤں سے پاؤں رگڑ تے ہوئے نماز ادا نہ کرے حالانکہ اس قدر قرب بجائے مفید ہونے کے نماز میں خواہ مخواہ پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔

(۳۴۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ستنلاء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی بھی آ گئے۔ اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب کو جوش آ گیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک دوسرے کے خلاف آوازیں بلند ہو گئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ (یعنی اے مومنو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبدالکریم صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے اور مولوی محمد احسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے اور حضرت اقدس وہاں سے اٹھکر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔

(۳۴۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں غلام نبی صاحب سیٹھی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ میں قادیان میں تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئینہ کمالات اسلام تصنیف فرما رہے تھے۔ حضرت صاحب نے جماعت کے ساتھ مشورہ فرمایا کہ علماء اور گدی نشینوں کو مسئلہ کی تبلیغ

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 30 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 29 پر درج ہے

ٹائیٹل بار اول

الحمد للہ و المنّہ

کہ تمام مخالفوں پر الٰہی حجّت پوری کرنے کیلئے

یہ رسالہ

جس کا نام ہے

اربعین

لاتمام الحجّة علی المخالفین

بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضل دین صاحب
مالک مطبع چھپکر
شائع ہوا

جلد ۰۰ ۷ قیمت ۵ ر

۱۵- دسمبر ۱۹۰۰ء

جو مہر علی گولڑوی نے میرے مقابل پر کی۔ کیا مَیں نے اس کو اِس لئے بلایا تھا کہ مَیں اُس سے ایک منقولی بحث کرکے بیعت کرلوں۔ جس حالت میں مَیں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کرکے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر مَیں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جبکہ مجھے <u>اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر</u> تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ مَیں اُن کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سُنکر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے اور وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں اور اب انکو رجوع اشد من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کونسا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا اور جس حالت میں مَیں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کرونگا تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی

کہ پہلے آپ اسلام سے مرتد ہو جائیں کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی حدیث ذھب وھلی کے رو سے غلط نکلا۔ لہٰذا اس غلطی کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی آپکے اصول کے رو سے کاذب ٹھہرے۔ پہلے اس سوال کا جواب دو پھر میرے پر اعتراض کرو۔ اسی طرح احمد بیگ کے داماد کے متعلق بھی شرطی پیشگوئی ہے اگر کچھ ایمان باقی ہے تو کیوں شرط کی انتظار نہیں کرتے اور یہ کیسی دیانت تھی کہ ساری کتاب میں لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی کا ذکر بھی نہیں کیا۔ کیا وہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں اور کیا احمد بیگ پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر مرگیا یا نہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ آپکے معزز دوست ڈپٹی فتح علیشاہ صاحب نے میرے استفسار پر بڑے یقین سے گواہی دی تھی کہ نہایت صفائی سے لیکھرام کے متعلق پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اب اسی جماعت میں ہوکر آپ تکذیب کرنے لگے۔ منہ

اربعین نمبر 4 صفحہ 112 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 454 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 29 پر درج ہے

أَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ. قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ
وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ. وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ. وَقَالُوْٓا إِنْ
هٰذَآ إِلَّا افْتِرَآءٌ. قُلْ إِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى. أَلَآ إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ.
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ. أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ
عَبْدَهٗ. فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا. وَاللّٰهُ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِيْنَ.
وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا. وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا. قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ تَمْتَرُوْنَ.
يَآ أَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰى شَفَتَيْكَ. إِنَّآ أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ. فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ.
إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ. يَأْتِيْ قَمَرُ الْأَنْبِيَآءِ وَأَمْرُكَ يَتَأَتّٰى. يَوْمَ يَجِيْءُ الْحَقُّ وَ

چاہا کہ شناخت کیا جاؤں۔ زمین و آسمان بندھے ہوئے تھے سو ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ اور تجھے انہوں نے ایک ہنسی کی جگہ بنا رکھا ہے۔ کیا یہی ہے جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا۔ کہہ میں ایک آدمی ہوں تم جیسا مجھے خدا سے الہام ہوتا ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔ اور تمام بھلائی قرآن میں ہے۔ اور میں اس سے پہلے ایک مدت سے تم میں ہی رہتا تھا۔ کیا تمہیں میرے حالات معلوم نہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ باتیں افترا ہیں۔ کہہ حقیقی ہدایت جس میں غلطی نہ ہو خدا کی ہدایت ہے۔ اور خبردار ہو کہ خدا کا گروہ ہی آخرکار غالب ہوتا ہے۔ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے تا تیرے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کئے جائیں۔ کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ سو خدا نے ان کے الزاموں سے اس کو بَری کیا۔ اور وہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے۔ اور خدا کافروں کے مکر کو سست کر دے گا۔ اور ہم اس کو لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے۔ اور رحمت کا نمونہ ہوگا۔ اور یہی مقدر تھا۔ یہ وہ سچا قول ہے جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ اے احمد! رحمت تیرے لبوں پر جاری ہو رہی ہے۔ ہم نے تجھے بہت سے حقائق اور معارف اور برکات بخشے ہیں۔ اور ذریت نیک عطا کی ہے۔ سو خدا کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ تیرا بدگو بے خیر ہے یعنی خدا اُسے بے نشان کر دے گا۔ اور وہ نامراد مرے گا۔ نبیوں کا چاند آئے گا

لہ "یہ الہام کہ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ اس وقت اِس عاجز پر خدا تعالیٰ کی طرف سے القا ہوا کہ جب ایک شخص نومسلم سعد اللہ نام نے ایک نظم گالیوں سے بھری ہوئی اِس عاجز کی طرف بھیجی تھی اور اس میں اِس عاجز کی نسبت اس ہندوزادہ نے وہ الفاظ استعمال کئے تھے کہ جب تک ایک شخص درحقیقت شقی، خبیث طینت، فاسد القلب نہ ہو ایسے الفاظ استعمال نہیں کر سکتا ..... سو یہ الہام اس کے اشتہار اور رسالہ کے پڑھنے کے وقت ہوا کہ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ۔ سو اگر اس ہندوزادہ بدفطرت کی نسبت ایسا وقوع میں نہ آیا اور وہ نامراد اور ذلیل اور رسوا نہ مرا تو سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں " (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۵۸، ۵۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۵۸، ۵۹)

یہ حوالہ صفحہ 30 پر درج ہے	تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 235 از مرزا غلام احمد صاحب

حوالہ نمبر 24

يُكْشَفُ الصِّدْقُ وَيَخْسَرُ الْخَاسِرُوْنَ۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ۔ اَنْتَ مَعِيْ وَاَنَا مَعَكَ
سِرُّكَ سِرِّيْ۔ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ يُخَوِّفُوْنَكَ
مِنْ دُوْنِهٖ۔ اَئِمَّةُ الْكُفْرِ۔ لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى۔ غَرَسْتُ لَكَ بِيَدِيْ رَحْمَتِيْ
وَقُدْرَتِيْ۔ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا۔ يَنْصُرُكَ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ۔
كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ۔ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهٖ۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَكَ الْمَسِيْحَ
ابْنَ مَرْيَمَ۔ قُلْ هٰذَا فَضْلُ رَبِّيْ وَاِنِّيْٓ اُجَرِّدُ نَفْسِيْ مِنْ ضُرُوْبِ الْخِطَابِ۔
يَا عِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ نَظَرَ اللّٰهُ اِلَيْكَ مُعَطَّرًا۔ وَقَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا
قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ وَقَالُوْا كِتَابٌ مُّمْتَلِئٌ مِّنَ الْكُفْرِ وَالْكِذْبِ۔ قُلْ
تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ
نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ سَلَامٌ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ صَافَيْنَاهُ وَ
نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ۔ تَفَرَّدْنَا بِذَالِكَ۔ يَا دَاوٗدُ عَامِلْ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَّاِحْسَانًا۔ تَمُوْتُ
وَاَنَا رَاضٍ مِّنْكَ۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ كَذَّبُوْا بِاٰيَاتِيْ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ۔

اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائے گا۔ اس دن حق آئے گا اور سچ کھولا جائے گا۔ اور جو خسران میں ہیں اُن کا خسران ظاہر ہو جائے گا۔ میری ہی یاد میں نماز کو قائم کر۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ہم نے تیرا وہ بوجھ اُتار دیا جس نے تیری کمر توڑ دی۔ اور تیرے ذکر کو ہم نے بلند کیا۔ تجھے خدا کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں۔ یہ کفر کے پیشوا ہیں۔ مت ڈر غلبہ تجھی کو ہے۔ میں نے اپنی رحمت اور قدرت کے درخت تیرے لئے اپنے ہاتھ سے لگائے۔ خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا کہ کافروں کا مومنوں پر کچھ الزام ہو۔ خدا تجھے کئی میدانوں میں فتح دے گا۔ خدا کا یہ قدیم نوشتہ ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ اس کے کلموں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ خدا جس نے تجھے مسیح ابنِ مریم بنایا۔ کہہ یہ خدا کا فضل ہے اور میں تو کسی خطاب کو نہیں چاہتا۔ اے عیسیٰ! میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اُٹھاؤں گا۔ اور تیرے تابعداروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ خدا نے تیرے پر خوشبودار نظر کی۔ اور لوگوں نے دلوں میں کہا کہ اے خدا! کیا تو ایسے مفسد کو اپنا خلیفہ بنائے گا۔ خدا نے کہا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں تمہیں معلوم نہیں۔ اور لوگوں نے کہا کہ یہ کتاب کفر اور کذب سے بھری ہوئی ہے۔ ان کو کہہ دے کہ آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے ہوں پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔ ابراہیم یعنی اِس عاجز پر سلام ہم نے اس سے دلی دوستی کی اور غم سے نجات دی۔ یہ ہمارا ہی کام تھا جو ہم نے کیا۔ اے داؤد! لوگوں سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔ تو اُس حالت میں مرے گا کہ میں تجھ سے راضی ہوں گا۔ اور خدا تجھ کو لوگوں کے

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 236 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 30 پر درج ہے

حوالہ نمبر 25

۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء "دیکھ میں آسمان سے تیرے لئے برساؤں گا اور زمین سے نکالوں گا۔ پر وہ جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائیں گے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۹۰۶ء "يَآ اَحْمَدُ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ۔ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ جو کچھ تُو نے چلایا وہ تُو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ

خدا نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی اسکے صحیح معنے تجھ پر ظاہر کئے تاکہ تُو اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تاکہ

سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ۔ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی معلوم ہو جائے کہ کون تجھ سے برگشتہ ہوتا ہے۔ کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ

کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ اور باطل بھاگنے والا ہی تھا۔ ہر ایک برکت محمد

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ۔ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی۔ اور کہیں گے کہ یہ

اِلَّا اخْتِلَاقٌ۔ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ۔ قُلْ

وحی نہیں ہے یہ کلمات تو اپنی طرف سے بنائے ہیں۔ اُنکو کہہ وہ خدا ہے جس نے یہ کلمات نازل کئے پھر انکو لہو ولعب کے خیالات میں چھوڑ دے اُنکو کہہ

اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامٌ شَدِيْدٌ۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

اگر یہ کلمات میرا افترا ہے اور خدا کا کلام نہیں تو پھر میں سخت سزا کے لائق ہوں اور اُس انسان سے زیادہ ترکون ظالم ہے

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

جس نے خدا پر افترا کیا اور جھوٹ باندھا۔ خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ۔ يَقُوْلُوْنَ اَنّٰى لَكَ

تا اُس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے۔ خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں کوئی اُن کو بدل نہیں سکتا۔ اور لوگ کہیں گے کہ

لہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الاستفتاء صفحہ ۷ مشمولہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۰۲ میں اِس الہام کا عربی میں ترجمہ فرماتے ہوئے اِس کی تاریخ "۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء" تحریر فرمائی ہے اِس لئے اِسے یہاں درج کیا گیا۔ (مرتّب)

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 538 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 30 پر درج ہے

مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۔ يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۔ يَنْصُرُكَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ ۔
کی راہ سے تجھے پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ وہ راہ لوگوں کی بکثرت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہرے ہو جائیں گے۔ اس کثرت سے
يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ ۔ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ۔
لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔ خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں
قَالَ رَبُّكَ اِنَّهٗ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَآءِ مَا يُرْضِيْكَ ۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا
ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ تیرا رب فرماتا ہے کہ ایک ایسا امر آسمان سے نازل ہوگا جس سے تو خوش ہو جائیگا۔ ہم
مُّبِيْنًا۔ فَتْحُ الْوَلِيِّ فَتْحٌ وَّقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا۔ اَشْجَعُ النَّاسِ ۔ وَلَوْ كَانَ
ایک کھلی کھلی فتح تجھ کو عطا کریں گے ولی کی فتح ایک بڑی فتح ہے اور ہم نے اس کو ایک ایسا قرب بخشا کہ ہمراز اپنا بنا دیا۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ
الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ ۔ اَنَارَ اللّٰهُ بُرْهَانَهٗ۔ كُنْتُ كَنْزًا
بہادر ہے۔ اور اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو وہ وہیں جا کر اس کو لے لیتا۔ خدا اس کی حجت روشن کرے گا۔ میں ایک خزانہ
مَّخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ۔ يَا قَمَرُ يَا شَمْسُ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا
پوشیدہ تھا پس میں نے چاہا کہ ظاہر کیا جاؤں۔ اے چاند اور اے سورج! تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں
مِنْكَ ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَانْتَهٰى اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَيْنَا وَتَمَّتْ كَلِمَةُ
تجھ سے۔ جب خدا کی مدد آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا تب کہا جائے گا کہ کیا یہ شخص جو بھیجا
رَبِّكَ[1] ۔ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ۔ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ
گیا حق پر نہ تھا؟ اور چاہیئے کہ تو مخلوق الٰہی کے ملنے کے وقت چیں بجبیں نہ ہو اور چاہیئے کہ تو لوگوں کی کثرت ملاقات سے تھک
مِنَ النَّاسِ ۔ وَوَسِّعْ مَكَانَكَ ۔ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ
نہ جائے اور تجھے لازم ہے کہ اپنے مکانوں کو وسیع کرے تا لوگ جو کثرت سے آئیں گے ان کو اترنے کیلئے کافی گنجائش ہو اور ایمانداروں کو
صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ مَّآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۔
خوشخبری دے کہ خدا کے حضور میں ان کا قدم صدق پر ہے۔ اور جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیرے پر وحی نازل کی گئی ہے وہ ان لوگوں کو سنا جو
اَصْحَابُ الصُّفَّةِ ۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَآ اَصْحٰبُ الصُّفَّةِ ۔ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ
تیری جماعت میں داخل ہوں گے صُفّہ کے رہنے والے۔ اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صُفّہ کے رہنے والے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے
تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ ۔ يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ ۔ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا
آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر دُرود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک منادی کرنے والے
يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ ۔ وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۔ يَآ اَحْمَدُ
کی آواز سنی ہے جو ایمان کی طرف بلاتا ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے۔ اے احمد!

[1] وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ۔ اور خدا کا وعدہ پورا ہوگا۔ (ترجمہ از مرتب)

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 541 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 30 پر درج ہے

حوالہ نمبر 28

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِىْ كَفَّرَ[1] اَوْقِدْلِىْ يَاهَامَانُ لَعَلِّىْٓ اَطَّلِعُ عَلٰٓى

پر ہے اور یاد کر وہ وقت جب تجھ سے وہ شخص مکر کرنے لگا جس نے تیری تکفیر کی اور تجھے کافر ٹھیرایا اور کہا کہ اے ہامان میرے لئے آگ بھڑکا تا میں

اِلٰهِ مُوْسٰى ؕ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ۔ تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ

موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں اور میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے

وَّتَبَّ[2] ۔ مَاكَانَ لَهٗٓ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهَآ اِلَّا خَآئِفًا ۔ وَمَآ اَصَابَكَ فَمِنَ اللّٰهِ ۔

اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا اس کو نہیں چاہئے تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے۔ اور جو کچھ تجھے رنج پہنچے گا وہ تو خدا کی

اَلْفِتْنَةُ هٰهُنَا ۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ ۔ اَلَآ اِنَّهَا فِتْنَةٌ مِّنَ اللّٰهِ ۔

طرف سے ہے۔ اس جگہ ایک فتنہ برپا ہو گا پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔ وہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو گا۔

لِيُحِبَّ حُبًّا جَمًّا۔ حُبًّا مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْاَكْرَمِ ۔ شَاتَانِ تُذْبَحَانِ ۔ وَكُلُّ مَنْ

تا وہ تجھ سے محبت کرے۔ وہ اس خدا کی محبت ہے جو بہت غالب اور بہت بزرگ ہے۔ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ اور ہر ایک

عَلَيْهَا فَانٍ ۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا ۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۔ اَلَمْ تَعْلَمْ

جو زمین پر ہے آخر وہ فنا ہو گا۔ تم کچھ غم مت کرو اور اندوہگیں مت ہو۔ کیا خدا اپنے بندے کیلئے کافی نہیں؟ کیا تو نہیں جانتا

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۔ وَاِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۔ اَهٰذَا الَّذِىْ

کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور تجھے انہوں نے ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے۔ وہ ہنسی کی راہ سے کہتے ہیں کیا یہی ہے

بَعَثَ اللّٰهُ ۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَىَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

جس کو خدا نے مبعوث فرمایا؟ ان کو کہہ کہ میں تو ایک انسان ہوں میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے

وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِى الْقُرْاٰنِ ۔ لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۔ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ

اور تمام بھلائی اور نیکی قرآن میں ہے کسی دوسری کتاب میں نہیں۔ اس کے اسرار تک وہی پہنچتے ہیں جو پاک دل ہیں۔ کہہ ہدایت

---

[1] مکفّر سے مراد مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی ہے۔ کیونکہ اسی نے استفتاء لکھ کر نذیر حسین کے سامنے پیش کیا اور اس ملک میں تکفیر کی آگ بھڑکانے والا نذیر حسین ہی تھا۔ عَلَيْهِ مَا يَسْتَحِقُّهٗ ۔ منہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۳)

[2] اس جگہ ابولہب سے مراد ایک دہلوی مولوی ہے جو فوت ہو چکا ہے اور یہ پیشگوئی ۲۵ برس کی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہ اس زمانہ میں شائع ہو چکی ہے جبکہ میری نسبت تکفیر کا فتویٰ بھی ان مولویوں کی طرف سے نکلا تھا۔ تکفیر کے فتوے کا بانی بھی وہی دہلی کا مولوی تھا جس کا نام خدا تعالیٰ نے ابولہب رکھا اور تکفیر سے ایک مدّت دراز پہلے یہ خبر دے دی جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ منہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۳)

یہ حوالہ صفحہ 30 پر درج ہے	تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 546 از مرزا غلام احمد صاحب

هُوَ الْهُدٰى ۔ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْ قَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ[1]
دراصل خدا کی ہدایت ہی ہے۔ اور کہیں گے کہ یہ وحیِ الٰہی کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوئی جو دو شہروں میں سے کسی ایک شہر کا باشندہ
وَقَالُوْا اَنّٰى لَكَ هٰذَا ۔ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ[2] ۔ يَنْظُرُوْنَ
ہے۔ اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوگیا۔ یہ تو ایک مکر ہے جو تم لوگوں نے مل کر بنایا۔ یہ لوگ تیری طرف دیکھتے ہیں
اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
مگر تُو انہیں دکھائی نہیں دیتا۔ ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔
عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۔ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۔ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِيْنَ
خدا آیا ہے تا تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم پھر شرارت کی طرف عود کرو گے تو ہم بھی عذاب دینے کی طرف عود کریں گے اور ہم نے جہنم کو
حَصِيْرًا ۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ۔ قُلِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ
کافروں کیلئے قید خانہ بنایا ہے اور ہم نے تجھے تمام دُنیا پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے انکو کہہ کہ تم اپنے مکانوں پر اپنے طور پر عمل کرو
اِنِّيْ عَامِلٌ ۔ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۔ لَا يُقْبَلُ عَمَلٌ مِّثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ
اور میں اپنے طور پر عمل کر رہا ہوں پھر تھوڑی دیر کے بعد تم دیکھ لوگے کہ کس کی خدا مدد کرتا ہے کوئی عمل بغیر تقویٰ کے ایک ذرہ
غَيْرِ التَّقْوٰى ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔
قبول نہیں ہوسکتا۔ خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں
قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ ۔ وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ
کہہ اگر میں نے اِفترا کیا ہے تو میری گردن پر میرا گناہ ہے۔ اور میں پہلے اس سے ایک مدت تک تم میں ہی رہتا
قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۔ وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً
تھا کیا تم کو سمجھ نہیں؟ کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور ہم اس کو لوگوں کے لئے
لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۔ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ
ایک نشان اور ایک نمونہ رحمت بنائیں گے۔ اور یہ ابتداء سے مقدر تھا۔ یہ وہی اَمر ہے جس میں تم
تَمْتَرُوْنَ ۔ سَلَامٌ عَلَيْكَ ۔ جُعِلْتَ مُبَارَكًا ۔ اَنْتَ مُبَارَكٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔
شک کرتے تھے۔ تیرے پر سلام۔ تُو مبارک کیا گیا۔ تُو دنیا اور آخرت میں مبارک ہے

---

[1] یعنی اس شخص کو مہدی موعود ہونے کا دعویٰ ہے جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان کا رہنے والا ہے کیوں مہدی معہود مکہ یا مدینہ میں مبعوث نہ ہوا جو سرزمین اسلام ہے۔ منہ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۰ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۵)

[2] الہام کے الفاظ فِی الْمَدِیْنَةِ کا ترجمہ ''شہر میں'' حقیقۃ الوحی کے پہلے ایڈیشن میں بھی موجود نہیں ہے۔ (مرتب)

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 547 از مرزا غلام احمد صاحب | یہ حوالہ صفحہ 30 پر درج ہے

أَوْلِيَآؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ إِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ۔ وَكُلَّمَا أَحْبَبْتَ
تمہارے متولی اور متکفل دُنیا اور آخرت میں ہیں جس پر تُو غضبناک ہو میں غضبناک ہوتا ہوں اور جس سے تُو محبت کرے
أَحْبَبْتُ۔ مَنْ عَادٰى وَلِيًّا لِّي فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ لِلْحَرْبِ۔ إِنِّي مَعَ الرَّسُوْلِ أَقُوْمُ
مَیں بھی محبت کرتا ہوں اور جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے میں لڑنے کیلئے اس کو متنبہ کرتا ہوں میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا
وَأَلُوْمُ مَنْ يَّلُوْمُهٗ۔ وَأُعْطِيْكَ مَا يَدُوْمُ۔ يَأْتِيْكَ الْفَرَجُ۔ سَلَامٌ عَلٰى
اور اس شخص کو ملامت کروں گا جو اس کو ملامت کرے۔ اور تجھے وہ چیز دوں گا جو ہمیشہ رہے گی کشائش تجھے ملے گی۔ اِس
إِبْرَاهِيْمَ۔ صَافَيْنَاهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ۔ تَفَرَّدْنَا بِذٰلِكَ۔ فَاتَّخِذُوْا مِنْ
ابراہیم پر سلام۔ ہم نے اس سے صاف دوستی کی اور غم سے نجات دی۔ ہم اِس امر میں اکیلے ہیں۔ سو تم اِس ابراہیم
مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى۔ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قَرِيْبًا مِّنَ الْقَادِيَانِ۔ وَبِالْحَقِّ
کے مقام سے عبادت کی جگہ بناؤ یعنی اِس نمونہ پر چلو۔ ہم نے اُس کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور عین ضرورت کے وقت
أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔
اُتارا ہے اور ضرورت کے وقت اُترا ہے۔ خدا اور اسکے رسول کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور خدا کا ارادہ پورا ہونا ہی تھا۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ
اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا ہے۔ وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا اور
هُمْ يُسْئَلُوْنَ۔ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ۔ آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا
لوگ پوچھے جاتے ہیں۔ خدا نے تجھے ہر ایک چیز میں سے چُن لیا۔ دُنیا میں کئی تخت اُترے پر تیرا
تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ۔ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ
تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔ ارادہ کریں گے کہ خدا کے نور کو بجھا دیں۔ خبردار ہو کہ انجام کار خدا کی جماعت ہی
هُمُ الْغَالِبُوْنَ۔ لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلٰى۔ لَا تَخَفْ۔ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ
غالب ہوگی۔ کچھ خوف مت کر تُو ہی غالب ہوگا۔ کچھ خوف مت کر کہ میرے رسول میرے قرب میں کسی
الْمُرْسَلُوْنَ۔ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ
سے نہیں ڈرتے۔ دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے مُنہ کی پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو پُورا کریگا

بقیہ حاشیہ:۔

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھیرا رکھا ہے اِس لئے مصلحتِ الٰہی نے یہ چاہا کہ اِس سے بڑھ کر الفاظ اِس عاجز کے لئے استعمال کرے تا عیسائیوں کی آنکھیں کُھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے مسیح کو وہ خدا بناتے ہیں اِس اُمّت میں بھی ایک ہے جس کی نسبت اُس سے بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ منہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۹)

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 549 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 30 پر درج ہے

۴ مئی ۱۹۰۶ء "اِنِّیْ مَعَ الْاَکْرَامِ۔ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ"[1]

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۵ مئی ۱۹۰۶ء رؤیا۔" ایک شخص نے ایک دوائی کو لا واس کی ایک بوتل دی جو سُرخ رنگ کی دوائی ہے اور بوتل بند کی ہوئی ہے اور اس پر کتیاں لپیٹی ہوئی ہیں۔ ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے مگر جس شخص نے دی ہے وہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دیتا ہوں۔ دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی تھی لیکن کہنے میں وہ شخص اس کا نام کتاب رکھتا ہے۔ اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس کا وقت آگیا ہے۔ اس کو نوکر رکھا جائے۔ اور میں نے اس کتاب پر دستخط کر دیئے ہیں۔ پھر الہام ہوا۔

یہ میری کتاب ہے اس کو کوئی ہاتھ نہ لگاوے مگر وہی جو میرے خاص خدمت گار ہیں۔

پھر الہام ہوا۔

اَللّٰهُ يُعْلِيْنَا وَلَا نُعْلٰى[2]

فرمایا۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ ہم دشمنوں پر غالب ہوں گے اور دشمن سے مغلوب نہ ہوں گے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۵ مئی ۱۹۰۶ء "پھر بہار آئی، تو آئے ثلج کے آنے کے دن

ثلج کا لفظ عربی ہے۔ اِس کے ایک تو یہ معنے ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدّتِ سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور بارش اس کے لوازم سے ہوتی ہے۔ اس کو عربی میں ثلج کہتے ہیں۔

اِن معنوں کی بناء پر اِس پیشگوئی کے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں آسمان سے ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کرے گا اور برف اور اس کے لوازم سے شدّتِ سردی اور کثرتِ بارش ظہور میں آئے گی اور دوسرے معنے اس کے عربی میں اطمینانِ قلب حاصل کرنا ہے یعنی انسان کو کسی امر پر ایسے دلائل اور شواہد میسّر آجاویں جس سے اس کا دِل مطمئن ہو جائے۔ اِسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلاں تقریر موجبِ ثلج قلب ہوگئی۔ یعنی ایسے دلائل قاطعہ بیان کئے گئے جن سے تسلّی اطمینان ہوگئی۔ اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینانِ قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی

---

[1] (ترجمہ) تحقیق میں بزرگوں کے ساتھ ہوں۔ اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

[2] (ترجمہ) اللہ تعالیٰ ہمیں اُونچا کرے گا ہم نیچے نہیں کئے جائیں گے۔

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

سیرت المہدی

حصہ سوم

مرتبہ فرمودہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

خاکسار

[illegible] محمد اسمٰعیل مولوی فاضل و منشی فاضل نے قادیان دارالامان سے

شائع کیا

ایڈیشن اول　　صفر ۱۳۵۸ھ　　اپریل ۱۹۳۹ء

تک میں نے ابھی بیعت نہ کی تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے قدیم تعلقات تھے جو غالباً حضرت خلیفہ اولؓ کے واسطے سے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے بیعت کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش الحانی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسحور کر لیتی تھی۔

۶۷۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔ صدقہ نہیں کھایا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ پیروں کی طرح مصلیٰ اور خرقہ نہیں رکھا۔ رائج الوقت درود و وظائف (مثلاً پنجسورہ۔ دعائے گنج العرش۔ درود تاج۔ حزب البحر۔ دعائے سریانی وغیرہ) نہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے بلحاظ مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ ایک تو آپ جہاد کے کام میں منہمک رہے دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی مخدوش تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی۔ کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج بدل کروا دیا۔ اعتکاف ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہونگے مگر ماموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر مصروفیت کے نہیں بیٹھ سکے کیونکہ یہ نیکیاں اعتکاف سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

۶۷۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اوپیا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آخر عمر تک باریک حروف بھی پڑھ لیتے تھے۔ اور عینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور داشتہ آنکھوں کی یہ حالت

شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیئے۔ ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہیگا۔ سو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بارِ شادی سے مجھے سُبکدوش رکھا اور مجھے بہت آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دُنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اُس نے میری کی۔ اور کوئی والدہ پوری ہوشیاری سے دن رات اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں رکھتی جیسا کہ اُس نے میری رکھی۔ اور جیسا کہ اُس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ یا احمد اسکن انت و زوجك الجنة۔ ایسا ہی وہ بجالایا۔ معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اُس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور خانہ داری کے مہمات کے لئے کوئی اضطراب اُس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔ ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور مَیں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنے ذیابیطس اور درد سر مع دورانِ سر قدیم سے میرے شاملِ حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنّج قلب بھی تھا۔ اِس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اِس لئے میری اِس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط جس کو مَیں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلا دیا ہے۔ جیسے اخویم مولوی نورالدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السُنّۃ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اِس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپکی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو مَیں اعتراض نہیں کرسکتا۔ کیونکہ مَیں اولیاء اللہ کے خوارق اور رُوحانی قوتوں کا منکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے، ایسا نہ ہو کہ

یہ حوالہ صفحہ 31 پر درج ہے

تریاق القلوب صفحہ 75 خزائن مندرجہ روحانی صفحہ 203 جلد 15 از مرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولقد لبثت فیکم عمراً من قبله أفلا تعقلون

الحمد للہ

سیرت المہدی علیہ السلام

حصہ اول

مرتبہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ

حسب فرمائش

مولانا المکرم معظم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل منشی فاضل اول مدرس مدرسہ احمدیہ۔ قادیان

خاکسار محمد فخر الدین احمدی (ملتانی) مہتمم احمدیہ کتاب گھر قادیان دارالامان کو شائع کرنیکا فخر حاصل ہے

سنہ ۱۹۳۵ء

قیمت فی جلد عہ مجلد عہ

حنیف احمد کو بسی تحریر نمود

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ مَیں نماز پڑھا رہا تھا۔ کہ مَیں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اُٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر مَیں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اسکے بعد سے آپ کو باقاعدہ دَورے پڑنے شروع ہوگئے خاکسار نے پوچھا۔ دَورہ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے۔ اور سر میں چکر ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دَورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اسکے بعد کچھ تو دَوروں کی ایسی سختی نہیں رہی۔ اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہُوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھاتے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دَوروں کے بعد چھوڑ دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ مسیحیت کے دعویٰ سے پہلے کی بات ہے۔

(اس روایت میں جو حضرت مسیح موعود کے دَوران سر کے دوروں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس سے وہ بیماری مراد نہیں ہے۔ جو علم طب کی رُو سے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔ بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں دَورانِ سر اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ جیسے کہ حصہ دوم کی روایت نمبر ۳۲۵ و ۳۶۹ میں تشریح کی جا چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود کو حقیقتاً ہسٹیریا نہیں تھا چنانچہ خود حضرت مسیح موعود نے جہاں کہیں بھی اپنی تحریرات میں اپنی اس بیماری کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اسکے متعلق کبھی بھی ہسٹیریا وغیرہ کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی علم طب کی رو سے دَورانِ سر کی بیماری کسی صورت میں ہسٹیریا یا مراق کہلا سکتی ہے۔ بلکہ دَورانِ سر کی بیماری کے لیئے انگریزی میں غالباً ورٹیگو

سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 31 پر درج ہے

سمجھتا ہوں گذشتہ مجددین اُمت محمدیہ میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سیّد عبدالقادر صاحب جیلانی کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی۔ اور فرماتے تھے کہ میری روح کو ان کی روح سے خاص جوڑ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۵۷۴
کو غالباً ۱۸۹۱ء میں ایک دفعہ خارش کی تکلیف بھی ہوئی تھی۔ اس واقعہ کے بہت عرصہ بعد ایک دفعہ ہنس کر فرمانے لگے کہ خارش والے کو کھجانے سے اتنا لطف آتا ہے کہ بعض لوگوں نے لکھا ہے۔ کہ ہر بیماری کا اجر انسان کو آخرت میں ملے گا۔ سوائے خارش کے۔ کیونکہ خارش کا بیمار دُنیا میں ہی اس سے لذّت حاصل کر لیتا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خارش کی تکلیف مرزا عزیز احمد صاحب کی پیدائش پر ہوئی تھی۔ جو غالباً ۱۸۹۱ء کا واقعہ ہے۔ اس کا ذکر روایت ۲۶۲ میں بھی ہو چکا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مکرم منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا۔ ۵۷۵
کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ رزق کی تنگی بسا اوقات ایمان کی کمزوری کا موجب ہو جاتی ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ کہ دنیا میں مصائب اور مشکلات سے کوئی خالی نہیں یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام اور صلحا کے اولیاء کرام بھی اس سے خالی نہیں رہتے۔ مگر انبیاء اور اولیاء کی تکالیف کا سلسلہ رُوحانی ترقیات کا باعث ہوتا ہے۔ اور دنیاداروں پر جو مصائب اور مشکلات کا سلسلہ آتا ہے وہ ان کی شامت اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نیز فرمایا کہ جب تک مصائب و آلام بصورت انعام نظر نہ آنے لگیں۔ اور ان سے ایک لذّت اور سرور حاصل نہ ہو۔ اس وقت تک کوئی شخص حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بذریعہ تحریر ذکر کیا۔ کہ ایک ۵۷۶
دفعہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قصر نماز کے متعلق سوال کیا۔ حضور نے فرمایا۔ جس کو تم پنجابی میں واندھا کہتے ہو۔ بس اس میں قصر ہونا چاہیئے۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ کیا کوئی میلوں کی بھی شرط ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ بس جس کو تم واندھا کہتے ہو۔ وہی سفر ہے جس میں قصر جائز ہے۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ مَیں سیکھواں سے قادیان آتا ہوں کیا اس وقت نماز قصر کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ بلکہ میرے نزدیک اگر ایک عورت قادیان سے ننگل جائے تو وہ بھی قصر کر سکتی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ سیکھواں قادیان سے غالباً چار میل کے فاصلہ پر ہے اور ننگل تو شاید ایک میل سے بھی کم ہے۔ ننگل کے متعلق جو حضور نے قصر کی اجازت فرمائی ہے۔ اس سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ

سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 53 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 31 پر درج ہے

حوالہ نمبر 37

۲۰۲

ایک شریف خاندان میں وہ میری شادی کریگا اور وہ قوم کے سید ہونگے ٭ اور اُس بیوی کو خدا مبارک کریگا۔ اور اس سے اولاد ہوگی۔ اور یہ خواب اُن ایام میں آئی تھی کہ جب مَیں بعض اعراض اور امراض کی وجہ سے بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گذر چکا تھا جبکہ مجھے دِق کی بیماری ہو گئی تھی اور بباعث گوشہ گزینی اور ترکِ دُنیا کے اہتمامات تاہّل سے دِل سخت کارہ تھا اور عیالداری کے بوجھ سے طبیعت متنفر تھی۔ تو اِس حالت پُر ملالت کے تصوّر کے وقت یہ الہام ہُوا تھا۔ **ہرچہ باید نوعروسے را ہمہ ساماں کنم**۔ یعنے اِس

٭ نوٹ:۔ ہمارا خاندان جو ایک ریاست کا خاندان تھا۔ اس میں عادۃ اللہ اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ بعض بزرگ دادیاں ہماری شریف سادات کی لڑکیاں تھیں چنانچہ خدا تعالیٰ کے بعض الہامات میں بھی اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اِس عاجز کے خون کی بنی فاطمہ کے خون سے آمیزش ہے۔ اور درحقیقت وہ کشف براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳ کا جس میں لکھا ہے کہ مَیں نے دیکھا کہ میرا سر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مادرِ مہربان کی طرح اپنی ران پر رکھا ہُوا ہے۔ اِس سے بھی یہ اشارہ نکلتا ہے۔ الہام مندرجہ براہین صفحہ ۴۹۰ میں یہ بشارت دی تھی۔ سبحان اللّٰہ تبارك وتعالیٰ زاد مجدك۔ ینقطع آباؤك و یبدء منك۔ یعنے سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے۔ اُس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ اَب سے تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہوگا اور ابتدا خاندان کا تجھ سے کیا جائیگا۔ یعنے جس طرح ابراہیم علیہ السلام اپنے نئے خاندان کا بانی ہُوا۔ ایسا ہی تُو بھی ہوگا۔ کیونکہ الہام میں بار بار اِس عاجز کا نام ابراہیم رکھا گیا ہے جیسا کہ براہین صفحہ ۵۶۱ میں یہ الہام ہے۔ سلام علیٰ ابراھیم صافیناہ و نجّیناہ من الغم۔ تفرّدنا بذالك فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی۔ یعنے اے ابراہیم تجھ پر سلام ہم نے ابراہیم سے صافی محبت کی اور اسکو غم سے نجات دی۔ ہم ہی اِس بات سے خاص ہیں۔ پس اگر تم مقام اصطفاء چاہتے ہو تو تم اس مقام پر اپنا قدم عبودیت رکھو جو ابراہیم یعنے اِس عاجز کا مقام ہے۔ منہ

تریاق القلوب صفحہ 74 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 202 از مرزا غلام احمد

یہ حوالہ صفحہ 31 پر درج ہے

تے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اُٹھے اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں۔ تاکہ ان کا شک دُور ہو مگر وہ اِس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا۔ پرے پرے کھچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے اسلئے دُور ہٹتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھچتے تھے اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اسلئے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے

(٦٥) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے۔ کہ ابا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رُومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے۔ اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اسلئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی۔ تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی ۔

(٦٦) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپکے پاس آکر بیٹھے۔ اور کہنے لگے کہ دُنیا میں یہی حال ہے سبھی نے مرنا ہے۔ کوئی آگے گزر جاتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لئے

سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 31 پر درج ہے

(۳۶۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا۔ ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیر ذالک۔ یہ اعصاب کی ذکاوت حس یا تکان کی علامات ہیں اور ہسٹیریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی معنوں میں حضرت صاحب کو ہسٹیریا یا مراق بھی تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دوسری جگہ جو مولوی شیر علی صاحب کی روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ یہ جو بعض انبیاء کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو ہسٹیریا تھا یہ ان کی غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ حس کی تیزی کی وجہ سے ان کے اندر بعض ایسی علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو ہسٹیریا کی علامات سے ملتی جلتی ہیں اسلئے لوگ غلطی سے اسے ہسٹیریا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب جو کبھی کبھی یہ فرما دیتے تھے کہ مجھے ہسٹیریا ہے یہ اسی عام محاورہ کے مطابق تھا ورنہ آپ علمی طور پر یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہسٹیریا نہیں بلکہ اس سے ملتی جلتی علامات ہیں جو ذکاوت حس یا شدت کار کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہیں نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ایک بہت قابل اور لائق ڈاکٹر ہیں چنانچہ زمانہ طالب علمی میں بھی وہ ہمیشہ اعلےٰ نمبروں میں کامیاب ہوتے تھے اور ڈاکٹری کے آخری امتحان میں تمام صوبہ پنجاب میں اوّل نمبر پر رہے تھے اور ایام ملازمت میں بھی ان کی لیاقت و قابلیت مسلّم رہی ہے۔ اور چونکہ بوجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت قریبی رشتہ دار ہونے کے ان کو حضرت صاحب کی صحبت اور آپ کے علاج معالجہ کا بھی بہت کافی موقعہ ملتا رہتا تھا اس لئے ان کی رائے اس معاملہ میں ایک خاص وزن رکھتی ہے جو دوسری کسی رائے کو کم حاصل ہے۔

(۳۷۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں گھر کے بچے کبھی شب برات وغیرہ کے موقع پر یونہی کھیل تفریح کے

سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 31 پر درج ہے

(۴۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے گورداسپور جاتے ہوئے بٹالہ ٹھیرے وہاں کوئی مہمان جو آپ کی تلاش میں قادیان سے ہوتا ہوا بٹالہ واپس آیا تھا آپ کے پاس کچھ پھل بطور تحفہ لایا ۔ پھلوں میں انگور بھی تھے ۔ آپ نے انگور کھانے ۔ اور فرمایا انگور میں ترشی ہوتی ہے ۔ مگر یہ ترشی نزلہ کے لیے مضر نہیں ہوتی ۔ پھر آپ نے فرمایا ابھی میرا دل انگور کو چاہتا تھا ۔ سو خدا نے بھیج دیئے ۔ فرمایا ۔ کئی دفعہ میں نے تجربہ کیا ہے ۔ کہ جس چیز کو دل چاہتا ہے ۔ اللہ اُسے مہیا کر دیتا ہے ۔ پھر ایک واقعہ سنایا ۔ کہ میں ایک سفر میں جارہا تھا ۔ کہ میرے دل میں پونڈے گنّے کی خواہش پیدا ہوئی ۔ مگر وہاں راستہ میں کوئی گنّا میسر نہیں تھا ۔ مگر اللہ کی قدرت کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص ہم کو مل گیا جس کے پاس پونڈے تھے ۔ اس سے ہم کو پونڈے ملگئے ۔

(۴۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت دورہ پڑا ۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دیدی اور وہ دونوں آگئے ۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دورہ پڑا ۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں ۔ اس وقت میں نے دیکھا ۔ کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے ۔ مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا ۔ اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی اِدھر بھاگتا تھا ۔ اور کبھی اُدھر ۔ کبھی اپنی پگڑی اُتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا ۔ اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا ۔ اور گھبراہٹ میں اسکے ہاتھ کانپتے تھے ۔

(۴۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اُٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اسکے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے خاکسار نے پوچھا۔ دورہ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے۔ اور سر میں چکر ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اسکے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی۔ اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھاتے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ مسیحیت کے دعویٰ سے پہلے کی بات ہے۔

(اس روایت میں جو حضرت مسیح موعود کے دوران سر کے دوروں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس سے وہ بیماری مراد نہیں ہے۔ جو علم طب کی رُو سے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔ بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں دورانِ سر اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ جیسے کہ حصہ دوم کی روایت نمبر ۳۲۵ و ۳۶۹ میں تشریح کی جا چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود کو حقیقتاً ہسٹیریا نہیں تھا چنانچہ خود حضرت مسیح موعود نے جہاں کہیں بھی اپنی تحریرات میں اپنی اس بیماری کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اسکے متعلق کبھی بھی ہسٹیریا وغیرہ کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی علم طب کی رو سے دورانِ سر کی بیماری کسی صورت میں ہسٹیریا یا مراق کہلا سکتی ہے۔ بلکہ دورانِ سر کی بیماری کے لئے انگریزی میں غالباً ورٹگو

سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 31 پر درج ہے

دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زینہ چڑھکر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنے ظاہر حالت پر امید نہیں ہوتی کہ زینہ کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھنے تک میں زندہ رہوں گا۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مرضوں کے انجام کی نظریں بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افترا پر جرأت کرسکتا ہے اور وہ کس صحت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اسی برس کی عمر ہوگی۔ حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجہ میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں۔ ایسی مرضوں والے مدقوق کی طرح گداز ہوکر جلد مر جاتے ہیں یا کاربنکل یعنی سرطان سے اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر جس زور سے میں ایسی حالت پُرخطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے۔ جب میں بدن کے اوپر کے حصہ میں ایک بیماری۔ اور بدن کے نیچے کے حصہ میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ ۵

میں محض نصیحتاً للہ مخالف علماء اور ان کے ہمخیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہوکر یا الگ الگ میرے پر بدعائیں کریں

یہ حوالہ صفحہ 32 پر درج ہے

اربعین نمبر 4 ضمیمہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 471 از مرزا غلام احمد صاحب

(ٹائٹل بار اوّل)

وُہ خدا جس نے تمام رُوحیں اور ذرہ ذرہ عالم علوی اور سفلی کا پیدا کیا اُسی نے
اپنے فضل و کرم سے اِس رسالہ کا مضمون ہمارے دل میں پیدا کیا۔

اور

اس کا نام

ہے

نسیمِ دعوت

نام اس کا نسیمِ دعوت ہے
دلِ بیمار کا یہ درماں ہے
کفر کے زہر کو یہ ہے تریاق
غور کر کے اسے پڑھو پیارو
خاکساری سے ہم نے لکھا ہے
قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو
سخت دل کیسے ہو گئے ہیں لوگ
ایک دُنیا ہے مر چکی اب تک

آریوں کے لئے یہ رحمت ہے
طالبوں کا یہ یارِ خلوت ہے
ہر ورق اس کا جامِ صحت ہے
یہ خدا کے لئے نصیحت ہے
نہ تو سختی نہ کوئی شدت ہے
آخر اس کی طرف ہی رحلت ہے
سر پہ طاعون ہے پھر بھی غفلت ہے
پھر بھی توبہ نہیں یہ حالت ہے

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی
بتاریخ ۲۸؍ فروری ۱۹۰۳ء چھپ کر شائع ہوا

نسیم دعوت صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 348، 349 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 32 پر درج ہے

حوالہ نمبر 44

رکھتے ہیں ان کی مثال پتھروں کی سی ہے کہ سخت۔ نرم۔ سیاہ۔ سفید پتھر جمع کرکے اکٹھے رکھ دیئے جائیں
مگر ہماری کتاب ایک لذیذ اور شیریں چیز ہوگی۔ جس میں حقائق اور معارف قرآنی کے اجزاء ترکیب دیئے
گئے ہیں۔ جو بات روح القدس کی تائید سے لکھی جائے اور جو الفاظ اُسکے القاء سے ظاہر ہوتے ہیں۔
وہ اپنے ساتھ ایک حلاوت رکھتے ہیں اور اس حلاوت میں ملی ہوئی شوکت اور قوت ہوتی ہے۔ جو
دوسروں کو اُس پر قادر نہیں ہونے دیتی غرض یہ کتاب بہت بڑا نشان ہوگا۔
حضرت مسیح کے بارہ میں جو ہم یہودیوں اور مغربی متفکروں کی نکتہ چینیوں کے جوابات دینا چاہتے ہیں
اس طرز کے اختیار کرنے سے ہمارا مدعا یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح کی خدائی باطل کی جائے۔ مسیح کی خدائی کا عقیدہ
ایک ظلم عظیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہتک ہے۔ کہ شروع سے ہی جبکہ میں ایک طالب علم تھا۔ اس
عقیدہ کی تردید کا ایک جوش مجھے خدا تعالیٰ نے دے رکھا تھا۔ گویا میری سرشت میں ہی یہ بات
رکھدی گئی تھی۔ چنانچہ پادری فنڈر صاحب نے اپنی کتابیں رد اسلام میں شائع کیں تو
۱۸۵۵ء یا ۱۸۵۶ء کا ذکر ہے۔ کہ مولوی گل علی شاہ صاحب کے پاس جو ہمارے والد صاحب نے
خاص ہمارے لئے استاد رکھے ہوئے تھے پڑھا کرتا تھا۔ اور اسوقت میری عمر سولہ سترہ برس کی ہوگی
جب میں نے اس کی کتاب میزان الحق دیکھی۔ ایک ہندو نے جو میرا ہم مکتب تھا اُسکی فارسی کو دیکھکر
اُسکی بڑی تعریف کی مگر میں نے اُسکو بہت ملزم کیا۔ اور بتایا۔ کہ اس کتاب میں بجز نجاست کے اور کچھ نہیں
ہے۔ تو میری زبان پر جاتا ہے۔ اُسوقت سے خدا تعالیٰ نے اس جوش میں ترقی دی ہے۔ اور میرے
رگ و ریشہ میں یہ بات بھری ہوئی ہے کہ اس افترا کے جال کو تباہ کیا جائے۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ
آجکل جو نمازیں جمع کرکے پڑھی جاتی ہیں۔ وہ بھی میری سخت مصروفیت دینی کے باعث سے ہیں۔ اور
چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ہی فرمایا ہوا تھا۔ کہ مسیح موعود کے لئے نمازیں جمع
کی جائینگی۔ اس لئے اس طرح یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اسکے
کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں۔ تاہم آجکل کی مصروفیت کا یہ حال ہے۔ کہ رات کو مکان کے
دروازے بند کرکے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اِس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق
کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ تاہم میں اس بات کی پروا نہیں
کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔ چونکہ دن چھوٹے ہوتے ہیں۔ مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا
کہ دن کدھر جاتا ہے۔ اسی وقت خبر ہوتی ہے۔ جب شام کی نماز کے وضو کے لئے پانی کا لوٹا رکھدیا
جاتا ہے۔ تو اسوقت مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کاش اتنا لمبا دن اور ہو جاتا۔ باوجودیکہ مجھے اسہال

نسیم دعوت صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 348، 349 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 32 پر درج ہے

کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں۔ مگر جس وقت پاخانہ کی بھی حاجت ہوتی ہے۔ تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔ اسی طرح جب روٹی کھانے کے لئے کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کرکے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں۔ مگر میں سچ کہتا ہوں۔ کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھا رہا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔

پس یہ تصنیف جو میں کر رہا ہوں بڑی ضروری چیز ہے۔ اور خدا نے چاہا تو یہ ایک نشان ہوگا جس کی نظیر لانے پر کوئی قادر نہ ہوگا۔ اگرچہ یہ کتاب بظاہر کوئی عجیب اور اعجاز نظر نہ آتی ہو۔ مگر اس کی اشاعت پر دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ کیسی لاجواب ہے۔ جب ہم نے مہوتسو کے لئے مضمون لکھنا شروع کیا۔ تو ہمارے ایک دوست نے اپنے خیال کے موافق کچھ خوشی ظاہر نہ کی۔ مگر خدا تعالےٰ نے الہاماً خوشخبری دی۔ کہ وہ مضمون بالا رہا۔ چنانچہ یہ اشتہار جلسہ سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا۔ آخر جب وہ جلسہ میں پڑھا گیا تو اس کی عظمت اور اس کے حقائق کو سب نے تسلیم کیا۔ یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اردو اخبارات نے اس کے بالا رہنے کا اعتراف کیا۔ اسی طرح پر جب یہ کتاب شائع ہو کر باہر نکلے گی تب پتہ لگیگا۔ میں نے ایک بار ایک شخص کو دہلی سے عطر لانے کے لئے کہا۔ وہ کہنے لگا۔ کہ جب میں عطار کی دکان پر گیا۔ تو جو عطر وہ دکھاتا تھا میں اُسے رد ہی واپس کر دیتا تھا۔ آخر عطار نے کہا۔ کہ میاں تم یہاں دکان میں بیٹھے ہو۔ سو تمہیں پتہ نہیں لگتا۔ جب دکان سے باہر لیکر جاؤ گے تب اس عطر کی حقیقت معلوم ہوگی۔ چنانچہ جب وہ عطر لیکر آیا۔ تو اُس نے بیان کیا۔ کہ جو گاڑیاں ہمارے پیچھے آتی تھیں اُن کے سوار کہتے تھے۔ کہ کس کے پاس عطر ہے۔ گویا اُس کی اتنی خوشبو تھی (الحکم جلد ۵ ص [illegible])۔

۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء۔ صبح کی سیر میں فونوگراف کی ایجاد اور اس میں اپنی ایک تقریر عربی بند کرنے کی تجویز کی گئی جس کے ذریعہ سے عربی ممالک میں تبلیغ ہو سکے۔ سیر سے واپسی پر قاضی یوسف علی صاحب نعمانی کی بیمار پرسی کی اور اندر تشریف لے گئے۔ ظہر کے وقت باہر تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے اما ہر رہا میں آج حکیم محمد اجمل خاں صاحب دہلی کا خط معہ کاغذات متعلقہ حاذق الملک میموریل فنڈ آپ کو ملا۔ جس پر آپ نے ایک تبلیغی خط بطور جواب کے روانہ کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا (الحکم جلد ۵ ص [illegible])۔

یکم نومبر ۱۹۰۱ء۔ بوجہ جمعۃ المبارک آپ صبح کی سیر کے لئے تشریف نہ لے گئے۔ بعد نماز مغرب آپ نے گذشتہ دن کے سلسلہ تقریر میں فرمایا۔ کہ مسیح کی شان میں جس قدر اطرا کیا گیا ہے۔ اور پھر

شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیئے۔ اور تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہیگا۔
سو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے وعدہ کے
موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بارِ شادی سے مجھے سبکدوش رکھا اور مجھے بہت
آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دُنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اُس نے میری
کی۔ اور کوئی والدہ پوری ہوشیاری سے دن رات اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں رکھتی جیسا
کہ اُس نے میری رکھی۔ اور جیسا کہ اُس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ
کیا تھا کہ یا احمد اسکن انت و زوجك الجنة۔ ایسا ہی وہ بجالایا۔
معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور
خانہ داری کے مہمات کے لئے کوئی اضطراب اُس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔
ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور
دماغ سخت کمزور تھا اور مَیں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنے
ذیابطیس اور دردِ سر مع دورانِ سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ
بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اِس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی۔ اور
پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اِس لئے میری اِس شادی پر میرے بعض
دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط جس کو مَیں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز
لوگوں کو دکھلا دیا ہے۔ جیسے اخویم مولوی نور الدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین
وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ نے ہمدردی کی راہ سے میرے
پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ
آپ بباعث سخت کمزوری کے اِس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپکی روحانی
قوت سے تعلق رکھتا ہے تو مَیں اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مَیں اولیاء اللہ کے
خوارق اور رُوحانی قوتوں کا منکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ

تریاق القلوب صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 32 پر درج ہے

حوالہ نمبر 46

آدمی تھا۔ اور کچھ پڑھا لکھا بھی تھا۔ اسکے لڑکے میاں دین محمد مرحوم عرف میاں بگا کو ہمارے اکثر دوست جانتے ہونگے۔ قوم کا کشمیری تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ہمارے ساتھ والد صاحب کے بہت کم تعلقات تھے یعنی میل جول کم تھا۔ وہ ہم سے ڈرتے رہتے تھے۔ اور ہم اُن سے ڈرتے رہتے تھے وہ ہم سے الگ الگ رہتے تھے۔ اور ہم اُن سے الگ الگ رہتے تھے کیونکہ ہر دو کا طریق اور مسلک جدا تھا) اور چونکہ تایا صاحب مجھے بیٹوں کی طرح رکھتے تھے اور جائداد وغیرہ بھی سب انہی کے انتظام میں تھی۔ والد صاحب کا کچھ دخل نہ تھا۔ اسلئے بھی ہمیں اپنی ضروریات کے لیئے تایا صاحب کے ساتھ تعلق رکھنا پڑتا تھا۔ (۱۹۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ والد صاحب کی ایک بہن ہوتی تھیں اُن کو بہت خواب اور کشف ہوتے تھے۔ مگر دادا صاحب کی اونکے متعلق یہ رائے تھی۔ کہ اُنکے دماغ میں کوئی نقص ہے۔ لیکن آخر انہوں نے بعض ایسی خوابیں دیکھیں۔ کہ دادا صاحب کو یہ خیال بدلنا پڑا۔ چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ کوئی سفید ریش بڈھا شخص اُنکو ایک کاغذ جس پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ بطور تعویذ کے دے گیا ہے۔ جب آنکھ کھلی تو ایک بھوج پتر کا ٹکڑا ہاتھ میں تھا۔ جس پر قرآن شریف کی بعض آیات لکھی ہوئی تھیں۔ پھر انہوں نے ایک اور خواب دیکھا کہ وہ کسی دریا میں چل رہی ہیں جس پر انہوں نے ڈر کر پانی پانی کی آواز نکالی اور پھر آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو اُن کی پنڈلیاں تر تھیں اور تازہ ریت کے نشان لگے ہوئے تھے۔ دادا صاحب کہتے تھے۔ کہ ان باتوں سے خلل دماغ کو کوئی تعلق نہیں۔ (۱۹۹)

(۲۰۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ ایکدفعہ والد صاحب سخت بیمار ہو گئے۔ اور حالت نازک ہو گئی اور حکیموں نے ناامیدی کا اظہار کر دیا اور نبض بھی بند ہو گئی۔ مگر زبان جاری رہی۔ والد

سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 221، 222 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 32 پر درج ہے

صاحب نے کہا کہ کپڑا لا کر میرے اوپر اور نیچے رکھو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ اور اس سے حالت رو باصلاح ہو گئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ کہ یہ مرض قولنج زحیری کا تھا۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو دکھایا تھا کہ پانی اور ریت منگا کر بدن پر ملی جاوے۔ سو ایسا کیا گیا تو حالت اچھی ہو گئی۔ مرزا سلطان احمد صاحب کو ریت کے متعلق ذہول ہو گیا ہے۔

(۲۰۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ حضرت صاحب ایک دفعہ غیر معمولی طور پر غرب کی طرف سیر کو گئے۔ تو راستہ سے ہٹ کر عیدگاہ والے قبرستان میں تشریف لے گئے اور پھر آپ نے قبرستان کے جنوب کیطرف کھڑے ہو کر دیر تک دُعا فرمائی۔ خاکسار نے دریافت کیا۔ کہ کیا آپنے کوئی خاص قبر سامنے رکھی تھی؟ مولوی صاحب نے کہا مَیں نے ایسا نہیں خیال کیا۔ اور مینے اسوقت دلمیں سمجھا تھا کہ چونکہ اس قبرستان میں حضرت صاحب کے رشتہ داروں کی قبریں ہیں اسلیئے حضرت صاحب نے دُعا کی ہے خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ شیخ یعقوب علی صاحب نے لکھا ہے کہ وہاں ایک دفعہ حضرت صاحب نے اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر دعا کی تھی۔ مولویصاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ جب حضرت صاحب کی لڑکی امۃ النصیر فوت ہوئی تو حضرت صاحب اُسے اسی قبرستان میں دفنانے کے لیئے لے گئے تھے اور آپ خود اُسے اُٹھا کر قبر کے پاس لے گئے۔ کسی نے آگے بڑھ کر حضور سے لڑکی کو لینا چاہا۔ مگر آپنے فرمایا کہ میں خود لیجاؤنگا۔ اور حافظ روشن علی صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ اُس وقت حضرت صاحب نے وہاں اپنے کسی بزرگ کی قبر بھی دکھائی تھی۔

(۲۰۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ میرے چچا مولوی شیر محمد صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ اوائل میں بعض اوقات حضرت مسیح موعود بھی حضرت مولوی نور الدین صاحب کے درس میں چلے جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی صاحب نے درس میں بدر کی جنگ کے موقع پر فرشتے نظر آنے کا واقعہ بیان کیا اور پھر اسکی کچھ تاویل کرنے لگے تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ نہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ فرشتوں کے دیکھنے میں نبی

سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 221، 222 از مرزا بشیر احمد ایم اے | یہ حوالہ صفحہ 32 پر درج ہے

ہوا تھا۔

(۳۳۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ پر نالے کو پنالہ فرمایا کرتے تھے اور کلام کے دوران میں کبھی کبھی جوش کی حالت میں اپنی ٹانگ پر ہاتھ بھی مارا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی صاحب کی یہ روایت درست ہے مگر یہ لکنت صرف کبھی کبھی کسی خاص لفظ کے تلفظ میں ظاہر ہوتی تھی ورنہ ویسے عام طور پر آپ کی زبان بہت صاف چلتی تھی۔ اور ٹانگ پر ہاتھ مارنے کے صرف یہ معنی ہیں کہ کبھی کبھی جوش تقریر میں آپ کا ہاتھ اُٹھ کر آپ کی ران پر گرتا تھا۔

(۳۳۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اور عبد الرحیم خان صاحب پسر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت کے گھر سے آیا تھا۔ ناگاہ میری نظر کھانے میں ایک مکھی پر پڑی۔ چونکہ مجھے مکھی سے طبعًا نفرت ہے میں نے کھانا ترک کر دیا۔ اس پر حضرت کے گھر کی ایک خادمہ کھانا اُٹھا کر واپس لے گئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اسوقت حضرت اقدس اندرون خانہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ خادمہ حضرت کے پاس سے گذری تو اسنے حضرت سے یہ ماجرا عرض کر دیا۔ حضرت نے فورًا اپنے سامنے کا کھانا اُٹھا کر اس خادمہ کے حوالہ کر دیا کہ یہ لے جاؤ۔ اور اپنے ہاتھ کا لقمہ بھی برتن میں ہی چھوڑ دیا۔ وہ خادمہ خوشی خوشی ہمارے پاس وہ کھانا لائی اور کہا کہ لو حضرت صاحب نے اپنا تبرک دیدیا ہے۔ اسوقت مسجد میں سید عبد الجبار صاحب بھی جو گذشتہ ایام میں کچھ عرصہ بادشاہ سوات بھی رہے ہیں، موجود تھے۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے۔

(۳۳۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ۱۹۰۴ء میں جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور میں قیام فرما تھے ایک دفعہ رات کو بارش ہونی شروع ہو گئی۔ اسوقت حضرت اقدس مکان کی چھت پر تھے جہاں پر کہ ایک برساتی بھی تھی۔ بارش کے آنے پر حضور اس برساتی میں داخل ہونے لگے۔ مگر اس کے عین دروازے میں مولوی عبد اللہ صاحب متوطن ٹھٹھہ ضلع کیمبل پور

مگر چوڑان ماتھے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں۔ اور پھر یہ خوبی کہ چین جبیں بہت کم پڑتی تھی۔ سر آپکا بڑا تھا۔ خوبصورت بڑا تھا۔ اور علم قیافہ کی رو سے ہر سمت سے پورا تھا۔ یعنی لمبا بھی تھا۔ چوڑا بھی تھا۔ اونچا بھی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہموار اور پیچھے سے بھی گولائی درست تھی۔ آپ کی کنپٹی کشادہ تھی اور آپ کی کمال عقل پر دلالت کرتی تھی۔

لب مبارک آپ کے لب مبارک پتلے نہ تھے۔ مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ بُرے لگیں۔ دہانہ آپ کا متوسط تھا۔ اور جب بات نہ کرتے ہوں تو مُنہ کھلا نہ رہتا تھا بعض اوقات مجلس میں جب خاموش بیٹھے ہوں تو آپ عمامہ کے شملہ سے دہان مبارک ڈھک لیا کرتے تھے۔ دندان مبارک آپ کے آخر عمر میں کچھ خراب ہوگئے تھے یعنی کیڑا بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اسکو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

پیر کی ایڑیاں آپکی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔

اگرچہ گرم کپڑے سردی گرمی برابر پہنتے تھے۔ تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجاتا تھا مگر آپکے پسینہ میں کبھی بو نہیں آتی تھی خواہ کتنے ہی دن بعد کرتہ بدلیں۔ اور کیسا ہی موسم ہو۔

گردن مبارک آپ کی گردن متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی۔ آپ اپنے مطاع نبی کریم صلعم کی طرح ان کے اتباع میں ایک حد تک جسمانی زینت کا خیال ضرور رکھتے تھے۔ غسل جمعہ۔ حجامت۔ حنا۔ مسواک۔ روغن اور خوشبو۔ کنگھی اور آئینہ کا استعمال برابر مسنون طریق پر آپ فرمایا کرتے تھے۔ مگر ان باتوں میں انہماک آپ کی شان سے بہت دُور تھا۔

لباس سب سے اول یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ آپ کو کسی قسم کے خاص لباس کا شوق نہ تھا۔ آخری ایّام کے کچھ سالوں میں آپکے پاس کپڑے سادے اور سلے سلائے بطور تحفہ کے بہت آتے تھے۔ خاص کر کوٹ صدری اور پاجامہ قمیص وغیرہ جو اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب لاہوری ہر عید بقرعید کے موقعہ پر اپنے ہمراہ نذر لاتے تھے وہی آپ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مگر علاوہ ان کے کبھی کبھی آپ خود بھی بنوا لیا کرتے تھے۔ عمامہ تو اکثر خود ہی خرید کر باندھتے تھے جس طرح

اور ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی اے اور حافظ عبد العلی صاحب اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب مَیں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کیلئے کھڑا ہوگیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوّت دی گئی۔ اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے مُنہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور مَیں نہیں خیال کرسکتا کہ ایسی تقریر جسکی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اوّل کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بجز خاص الہام الٰہی کے بیان کرسکے جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا لوگوں میں سُنائی گئی اُس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سَو کے قریب ہوگی سُبحان اللہ ۳۶۳
اُس وقت ایک غیبی چشمہ کُھل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ مَیں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے بنائے فقرے میرے مُنہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔ اِس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کرسکے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دِکھلایا اور کوئی اِس کی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔

۱۶۶۔ **نشان**۔ مجھے دو بیماریاں مدّت دراز سے تھیں۔ ایک شدید درد سر جس سے مَیں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس ۲۵ برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہوگیا اور طبیبوں نے لکھا کہ اِن عوارض کا آخر نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اِسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہوگئے اور اسی سے اُنکا انتقال ہوگیا۔ لہذا مَیں دُعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ اِن امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایکدفعہ

حقیقۃ الوحی صفحہ 376 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 376 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 32 پر درج ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرانی تحریروں کا سلسلہ نمبر (۲)

المکتوب نصف الملاقات

مکتوبات احمدیہ

جلد پنجم (۵) نمبر (۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات بنام حضرت چودھری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ

جنکو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کمترین خادم یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم وغیرہ نے

جمع کیا

اور

خاکسار محمود احمد عرفانی مجاہد مصری نے روز بازار الیکٹرک پریس امرتسر میں چھپوا کر شائع کیا

بار اول   تعداد پانصد (۵۰۰)   قیمت عہ

رسالہ سراج منیر طبع ہوگا۔ آٹھ سو روپیہ جمع تھا۔ وہ سب رسالہ سرمہ چشم آریہ پر خرچ ہوگیا۔ اس رسالہ میں کچھ تو بوجہ علالت طبع اس عاجز اور کچھ دیگر موانع سے مطبع وغیرہ سے توقف ہوئی۔ اب یہ رسالہ سرمہ چشم آریہ امید قوی ہے کہ پندرہ روز تک من کل الوجوہ تیار ہو کر میرے پاس پہنچ جائے گا۔ چونکہ یہ رسالہ ضخامت میں بہت بڑا ہوگیا ہے اور خرچ بھی اس پر بہت ہوا ہے اور ابھی دو سو روپیہ دینا ہے اس لئے قیمت اس کی ۱۲ مقرر ہوئی ہے جس نے میں یونہی تخمینہ سے ۸؍ قیمت مقرر کی گئی تھی اس زمانہ میں آپ نے ڈیڑھ سو رسالہ کا فروخت کرنا اپنے ذمہ لیا تھا۔ پس اس حساب سے معہ کا رسالہ آپ کے ذمہ فروخت کرانا ہے۔ لیکن اس سے قطع نظر کرکے اگر آپ محض للہ پوری پوری کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو رقم کثیر جمع کرنے میں سعی مبذول فرمادیں۔ تو نہایت ثواب کی بات ہے۔ منجملہ اس کے پانسو روپیہ منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ شملہ کا ہے جو بطور قرضہ طبع رسالہ کے لئے لیا گیا اور تین سو روپیہ چندہ کا ہے۔ اس میں بہت کوشش کرنی چاہیئے۔ تا سراج منیر کی طبع میں توقف نہ ہو۔ امید ہے کہ یہ کوشش موجب خوشنودی رحمٰن ہو آپ کے رفیق ہندو کو اس رسالہ کا پڑھنا مفید ہے اگر وہ غور سے پڑھے اور نجابت طبع رکھتا ہو۔ اور سعادت ازلی مقدر ہو تو ہدایت پانے کے لئے کافی ہے۔ منشاء اللہ القدیر دعا بھی کروں گا۔ کبھی کبھی یاد دلاتے رہیں۔ میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔ واللہ فی کل فعل حکمۃ۔ والسلام۔

(خاکسار غلام احمد از صدر انبالہ حاطہ ناگ پھنی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر (۲)

مکتوب نمبر (۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

[illegible] ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

[illegible] براہین احمدیہ حضرت جل جلالہٗ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ بنی [illegible] کی طرز پر بکمال مسکینی۔ اور فروتنی۔ اور غربت اور تذلل [illegible] اصلاح خلق کیلئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو [illegible] سے بیخبر ہیں۔ صراط مستقیم رجس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی [illegible] عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور مقبولیت اور محبوبیت کے انوار دکھائی [illegible] دعا ہے۔ خاکسار غلام احمد [illegible]

[illegible] یہ پہلا خط ہے جو حضرت حکیم الامت کے نام مجھے ملا ہے قیاس چاہتا ہے کہ اس سے

اس مخدوم سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب حال ہوتی ہیں۔ اور بعض دیگر کے نہیں مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کا ہلی اور سستی در طوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی۔ کہ صحبت کیوقت لیٹنے کی حالت میں نعوذ بکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اسکا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے۔ اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔ اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور ملائی کے ساتھ کچھ زیادہ قدر شربت کر کے استعمال کریں۔ تو میں خواہشمند ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنوں۔ کبھی کبھی دوا کی چھپی ہوئی تاثیر بھی ہوتی ہے۔ کہ وہ ہفتہ عشرہ کے بعد محسوس ہوتی ہے۔ چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے۔ اور میں نے زیادہ زیادہ کھائی ہے۔ اسلئے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے۔ تو دوبارہ تیار کیجائے لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے۔ جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا۔ ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسکو راست کرے۔ اس جہت سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا مگر

میں شکر گذار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض خطرناک عوارض سے مجھ کو مخلصی عطا کی۔ فالحمد للہ علی احسانہ

مجھے اس بات کے سننے سے افسوس ہوا کہ رسالہ امرتسر سے واپس منگوایا گیا۔ فیروزپور کو وہ خاص ترجیح کونسی تھی۔ بلکہ میری دانست میں حال کے زمانہ میں دنیوی واقف کاروں کے

(نقل مطابق اصل)

بغیر دستخط مہتمم کتب خانہ کے کتاب مسروقہ سمجھی جاویگی

قد فرغنا من الرد علی قوم یسمون آریہ فالحمد للّٰہ رب العالمین

انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین

(ترجمہ)

ہم آریوں کا رد لکھنے سے فراغت کرچکے سو اس خدا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے، ہم جب ایک قوم پر چڑھائی کرتے ہیں اور انکے صحن میں اترتے ہیں تو وہ صبح ان کی ایک بری صبح ہوتی ہے جو تباہی کی خبر دیتی ہے

یہ کتاب آریہ صاحبوں کے اس مضمون کے جواب میں ہے جسکو انہوں نے اپنے مذہبی جلسہ میں دسمبر ۱۹۰۷ء میں بمقام لاہور پڑھا جس میں قریباً چار سو معزز ہماری جماعت کے مسلمانوں کے خود انکو اپنے گھر میں بلاکر سنایا تھا جو ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور دشنام دہی سے پُر تھا جس میں دین اسلام پر جابجا توہین اور ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا تھا اور نہایت شوخی سے گندی گالیاں دے کر اور بے جا تہمتیں ہمارے مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاکر صدہا مسلمانوں کو خود مدعو کرکے نہایت دکھ دیا تھا اور اس کتاب کا نام ہے

چشمۂ معرفت

از مؤلفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود

جو ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی

باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مینیجر

دو ہزار جلد قیمت فی جلد ۱۲

اور قیمت مجلد تین روپیہ

۳۹۰

پھر نرچھ صحت نیت دل میں رکھ لیتا ہے کیونکہ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ دونوں طرف اُن کے پیارے ہوتے ہیں۔ بہر حال جاہلوں کے مقابل پر صبر کرنا بہتر ہے کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی۔

مگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اسلام میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہے تو پھر کیونکر اسلام صلح کاری کا مذہب ٹھہر سکتا ہے پس واضح ہو کہ قرآن شریف اور

۱۹ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ تہمت ہے اور یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ دین اسلام میں جبراً دین پھیلانے کے لئے حکم دیا گیا تھا۔ کسی پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں تیرہ[۱۳] برس تک سخت دل کافروں کے ہاتھ سے وہ مصیبتیں اٹھائیں اور وہ دُکھ دیکھے کہ بجز اُن برگزیدہ لوگوں کے جن کا خدا پر نہایت درجہ بھروسہ ہوتا ہے کوئی شخص ان دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا اور اس مدت میں کئی عزیز صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے اور بعض کو بار بار زدوکوب کر کے موت کے قریب کر دیا اور بعض دفعہ ظالموں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اس قدر پتھر چلائے کہ آپ سر سے پیر تک خون آلودہ ہو گئے اور آخر کار کافروں نے یہ منصوبہ سوچا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اس مذہب کا فیصلہ ہی کر دیں۔ تب اس نیت سے انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر کا **محاصرہ** کیا اور خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ۔ تب آپ اپنے ایک رفیق کے ساتھ جس کا نام **ابوبکر** تھا نکل آئے اور خدا کا یہ معجزہ تھا کہ باوجودیکہ صدہا لوگوں نے محاصرہ کیا تھا مگر ایک شخص نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور آپ شہر سے باہر آگئے اور ایک پتھر پر کھڑے ہو کر مکہ کو مخاطب کر کے کہا کہ "اے مکہ تو میرا پیارا شہر اور پیارا وطن

چشمہ معرفت صفحہ 18 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 390 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 33 پر درج ہے

ٹائیٹل پیج بار اوّل

جاء الحق وزھق الباطل

انّ الباطل کان زھوقا

بفضلہ تعالےٰ

یہ رسائل اربعہ جن کے نام بہ تفصیل ذیل ہیں

انجام آتھم

خدائی فیصلہ ۔ دعوت قوم

مکتوب عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام فائدہ
کے لئے شائع کئے گئے

بمقام قادیان

قیمت فی جلد عہ

ہزار ہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے سر نہ اُٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہذیان ہے۔
پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے الرحمٰن علّم القرآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اُس وعدہ کو ایسے طور سے

کی اولاد ہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو زہر کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ **بالکل جھوٹ نکلا**۔ کیونکہ آجکل زہر کے ذریعے سے یورپ میں بہت خودکشی ہو رہی ہے۔ ہزارہا مرتے ہیں۔ ایک پادری کو کیسا ہی موٹا ہو تین رتی اسٹرکنیا کھانے سے دو گھنٹے تک بآسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اُٹھ اور وہ اُٹھ جائے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے **بھلا** ایک پادری صرف بات سے ایک **اُلٹی جوتی کو سیدھا کرکے تو دکھلائے**۔
ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اُسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہونگے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔
آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے **خون** سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

حاشیہ

انجام آتھم صفحہ 7 روحانی خزائن 11 صفحہ 291 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 33 پر درج ہے

یہ کیسی خباثت تھی کہ آتھم کی موت کو جو عین الہام کے موافق بیباکی کے بعد بلا توقف ظہور میں آئی کسی نے اس کو نشانِ الٰہی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو آتھم کے مؤید تھے پیشگوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد ایسے تجاہل سے چُپ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ اب آنکھیں کھولو اور اُٹھو اور جاگو اور تلاش کرو۔ کہ آتھم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ ہر ایک منصف اس پیشگوئی کو تسلیم کریگا

جائیگا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرامکار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی رُوح تھی لوگوں میں مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائیگا بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفہ خواں کو یہی کہنا پڑتا تھا۔ کہ ہاں صاحب نظر آگیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں۔ بند بچا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔ کہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے اُستاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں۔ آپ کو یہ سوال سُنتے ہی اپنی جان کی فکر پڑگئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کو ایک لطیفہ سُنا کر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو۔ حالانکہ حضرت کا اپنا عقیدہ یہ تھا۔ کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہیئے نہ کہ مجوسی۔ اسی بنا پر ہتھیار بھی خریدے۔ شہزادہ بھی کہلایا مگر تقدیر نے یاوری نہ کی۔

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے۔

ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا

نقل مطابق اصل

انجام آتھم [حاشیہ] صفحہ 5 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 33 پر درج ہے

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۳

ہے کہ قد لبثت فیکم عمرًا۔

استغفار کے اصل معنے تو یہ ہیں کہ یہ خواہش کرنا کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو یعنی میں معصوم رہوں اور دوسرے معنے جو اس سے نیچے درجے پر ہیں کہ میرے گناہ کے بد نتائج جو مجھے ملنے ہیں میں اُن سے محفوظ رہوں۔[ل]

مسیح تو خود کنجریوں سے تیل ملواتا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی۔

(بعد از نماز مغرب)

پھر اس کے بعد اذان ہو کر نماز مغرب ہوئی اور حضرت اقدس حسب معمول شہ نشین پر جلوہ گر ہوئے اور فرمایا کہ

مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب سُنایا کرتے ہیں جس میں مشیعہ عورت کا اور مشیع یہودی عاشق سلومی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلومی مشیع کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس لئے اُس مشیع نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا گویا ایک عورت کے واقعہ نے اُن کی صلیب تک نوبت پہنچائی۔

جس طرح بدظنیاں ان لوگوں نے نکالی ہیں ویسے ہی ہمارا بھی حق ہے۔ اُن کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت عطر ملتی ہے تیل بالوں کو لگاتی ہے۔ بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ بہشت کی طرح بیٹھے ہوئے مزے سے سب کرواتے جاتے ہیں۔ یہ بھی پوچھو کہ گناہ ہے یا نہیں۔ ان کو لازم تھا کہ اعتراض نہ کرتے۔ جو واقعات اُن کے ہاتھوں کے لکھے ہیں۔ وہی پیش کرنے پڑتے ہیں۔ اور کیا جواب دیویں۔ یہ کوئی چھوٹا اعتراض نہیں ہے کہ اُن کو کنجریوں سے کیا تعلق تھا۔ اور اگر کہو کہ اس کنجری نے توبہ کی تھی تو کنجری کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی ہیں۔ ایک طرف پھر موڑھے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں۔

شراب کا نشہ اور یسوع مسیح

پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑھ ہے۔ اس کی تخم ریزی مسیح نے کی۔ شراب کے سبب

ل البدر جلد ۱ نمبر ۱ صفحہ ۵ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء

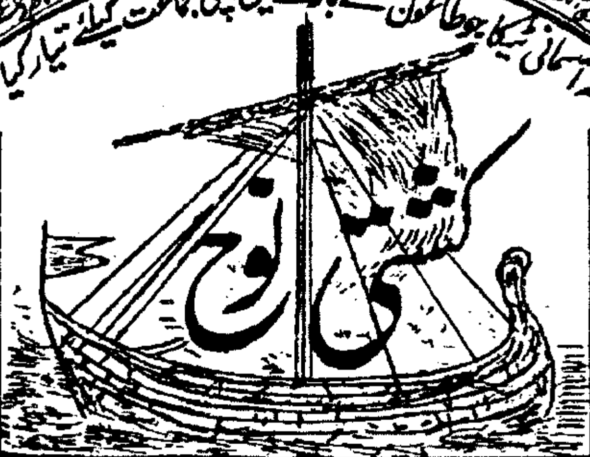
ملفوظات جلد 4 صفحہ 88 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 33 پر درج ہے

ٹائٹل پیج بار اول

واصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم

رسالہ آسمانی ٹیکا جو طاعون کے بارے میں اپنی جماعت کیلئے تیار کیا گیا



کشتی نوح

اور دوسرا نام

دعوت الایمان

اور تیسرا نام

تقویۃ الایمان

ارکبوا فیہا بسم اللہ مجریہا ومرسہا لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم

۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء

باہتمام حکیم فضل دین صاحب بھیروی مطبع ضیاء الاسلام

تعداد جلد ۵۰۰

شائع ہوا

کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے۔ سو وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔
ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا
تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں* اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔
پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ
عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔
حد سے زیادہ خدا یا اسکے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا
کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائیگا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا ہی
بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کرکے بکلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام
۷۲ کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کیلئے حلال ہے۔ غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح
کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور شہوات کے جوش میں بےحیائی کے
طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائیگا یہانتک کہ مریگا۔ اے عزیزو
تم تھوڑے دنوں کیلئے دنیا میں آئے ہو۔ اور وہ بھی بہت کچھ گذر چکے۔ سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو۔
ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو۔ اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم
سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ
تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کریگا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے
درپے ہے تم پر قابو نہیں پائیگا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر
یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

* یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔
شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔ مگر اے مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور
معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں۔ سو تم مسلمان کہلا کر کس کی پیروی کرتے ہو۔ قرآن انجیل کی طرح
شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا۔ پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو کیا مرنا نہیں ہے؟ منہ

کشتی نوح [حاشیہ] صفحہ 73 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 71 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 34 پر درج ہے

(ٹائیٹل طبع اول)

سِراجُ الدّیٖن

عیسائی

کے چار سوالوں کا

جواب

۲۲ / جون سنہ ۱۸۹۷

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین صاحب

کے چھپا

قیمت ۲/ 	تعداد ۷۰۰

غیر عورتوں کے دیکھنے سے اپنے تئیں بچانا پڑتا ہے۔ شراب اور ہر ایک نشے سے اپنے تئیں دور رکھنا پڑتا ہے۔ خدا کے مواخذہ سے خوف کر کے حقوق عباد کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اور ہر ایک سال میں برابر تیس یا انتیس روز خدا تعالیٰ کے حکم سے روزہ رکھنا پڑتا ہے اور تمام مالی و بدنی و جانی عبادت کو بجالانا پڑتا ہے۔ پھر جب ایک بد بخت جو پہلے مُسلمان تھا عیسائی ہوگیا تو ساتھ ہی یہ تمام بوجھ اپنے سر پر سے اُتار لیتا ہے۔ اور سونا اور کھانا اور شراب پینا اور اپنے بدن کو آرام میں رکھنا اس کا کام ہوتا ہے اور یکدفعہ تمام اعمالِ شاقہ سے دستکش ہو جاتا ہے اور حیوانوں کی طرح بجز اکل و شرب اور ناپاک عیاشی کے اور کوئی کام اُس کا نہیں ہوتا۔ پس اگر یسوع کے گذشتہ بالا فقرہ کے یہی معنے ہیں کہ میں تمہیں آرام دونگا تو بیشک ہم قبول کرتے ہیں کہ درحقیقت عیسائیوں کو اس چند روزہ سفلی زندگی میں بوجہ اپنی بے قیدی کے بہت ہی آرام ہے۔ یہانتک کہ ان کی دُنیا میں نظیر نہیں۔ وہ مکھی کی طرح ہر ایک چیز پر بیٹھ سکتے ہیں۔ اور وہ خنزیر کی طرح ہر ایک چیز کھا سکتے ہیں۔ ہندو گائے سے پرہیز کرتے ہیں اور مُسلمان سُور سے۔ مگر یہ بلانوش دونوں ہضم کر جاتے ہیں۔ سچ ہے "عیسائی باش ہر چہ خواہی بکن۔" سور کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں یہانتک کہ اُس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اسکی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اُس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا۔ مگر کیا اُس نے کبھی سُور بھی کھایا تھا؟ وہ تو ایک مثال میں بیان کرتا ہے کہ "تم اپنے موتی سُوروں کے آگے مت پھینکو۔ پس اگر موتیوں سے مُراد پاک کلمے ہیں تو سُوروں سے مُراد پلید آدمی ہیں۔ اس مثال میں یسوع صاف گواہی دیتا ہے کہ سُور پلید ہے کیونکہ مشبّہ اور مشبّہ بہ میں مُناسبت شرط ہے۔

غرض عیسائیوں کا آرام جو اُنکو ملا ہے وُہ بےقیدی اور اباحت کا آرام ہے۔

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ 47 روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 373

یہ حوالہ صفحہ 34 پر درج ہے

الحمد للہ والمنۃ

کہ یہ رسالہ مبارکہ جس میں اخوندزادہ سرآمد علماء
کابل اور شیخ اجل افغانستان اور رئیس اعظم خوست
مولوی محمد عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت کا
ذکر ہے اور نیز اُنکے شاگرد رشید میاں عبد الرحمٰن کے
شہید ہونے کے حالات مذکور ہیں تالیف ہوکر
نام اس کا مندرجہ ذیل رکھا گیا یعنے

تذکرۃ الشہادتین

مع رسالہ عربی وعلامات المقربین

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام
حکیم مولوی فضل الدین صاحب مالک مطبع
اکتوبر کے مہینہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا۔

تعداد جلد ۸۰۰ | قیمت فی جلد ۸ر

زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اُس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنیوالا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ مَیں ہی ہوں۔ اور مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک و شبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور اُن کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے اقرار کیلئے مجبور کیا کہ یہ اُسی وحدہٗ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور مَیں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و مبدّل ہوگئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعے مَیں نے اپنے خدا کو پایا۔ اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی۔ بلکہ ہر ایک حصہ اُس کا جب خدا تعالےٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا۔ تو اس کے مطابق ثابت ہوا۔ اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے۔ انہیں دنوں میں رمضان کے مہینہ میں سُورج اور چاند کا گرہن بھی ہوا جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا۔ اور انہیں ایام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دنوں میں مری بہت پڑیگی۔ اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اُس مری سے باہر نہیں رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے۔ اور خدا نے اُس وقت کہ اِس ملک میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا۔ قریباً بائیس[۲۲] برس طاعون کے پھوٹنے سے پہلے مجھے اُس کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ پھر اس بارہ میں الہامات بارش کی طرح ہوئے اور تکرار ان فقرات کا مختلف پیرایوں میں ہوا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل وحی میں اس طرح پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

۳ اتیٰ امر اللّٰہ فلا تستعجلوہ بشارۃ تلقاھا النبیون۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا

تذکرہ الشہادتین صفحہ 3 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 4 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 35 پر درج ہے

آیا ہے اور اس وقت آیا ہے جب کہ دنیا خدا کے راہ کو بھول چکی تھی اور جن بیماروں کیلئے آیا۔ اُن کو اُس نے چنگا کر کے دکھلا دیا اور نہ توریت اور نہ انجیل وہ اصلاح کر سکی جو قرآن شریف نے کی۔ کیونکہ توریت کی تعلیم پر چلنے والے یعنی یہودی ہمیشہ بار بار بت پرستی میں پڑتے رہے چنانچہ تاریخ جاننے والے اس پر گواہ ہیں اور وہ کتابیں کیا باعتبار علمی تعلیم کے اور کیا باعتبار عملی تعلیم کے سراسر ناقص تھیں اس لئے اُن پر چلنے والے بہت جلد گمراہی میں پھنس گئے۔ انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گذرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی یعنی حضرت عیسیٰ خدا بنائے گئے اور تمام نیک اعمال کو
۲۵۵ چھوڑ کر ذریعہ معافی گناہ یہ ٹھیرا دیا کہ اُن کے مصلوب ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان لایا جائے پس کیا یہی کتابیں تھیں جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ردّی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ اُن میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرّف مُبدّل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔ پس جب کہ بائبل محرّف مبدّل ہو چکی تھی اور جو بائبل کے حامی تھے وہ بقول پادری فنڈل اور دوسرے محقق عیسائیوں کے اس زمانہ میں نہایت درجہ بدچلن ہو چکے تھے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی تھی اور آسمان کے نیچے بجز معصیت اور مخلوق پرستی کے اور کوئی عمل نہ تھا اس طرف آریہ ورت بھی حوالہ نمبر تھا۔ اس کے لئے پنڈت دیانند کی گواہی ستیارتھ میں کافی ہے اور قرآن شریف نے خود اپنے آنے کی ضرورت پیش کی ہے کہ اس زمانہ میں ہر ایک قسم کی بدچلنی اور بداعتقادی اور بدکاری زمین کے رہنے والوں پر محیط ہو گئی تھی تو اب خدا کا خوف کر کے سوچنا چاہیئے کہ کیا باوجود جمع ہونے اتنی ضرورتوں کے پھر بھی خدا نے نہ چاہا کہ اپنے تازہ اور زندہ کلام سے

چشمہ معرفت صفحہ 255 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 266 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 35 پر درج ہے

ٹائیٹل بار اوّل

الحمد للہ والمنۃ

کہ

یہ رسالہ ایک عیسائی کی کتاب ینابیع الاسلام کے
جواب میں تالیف ہو کر اس کا نام مندرجہ ذیل رکھا گیا

یعنی

چشمۂ مسیحی

اور یہ

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام چوہدری
الٰہ داد صاحب ۹؍ مارچ ۱۹۰۶ء کو طبع ہو کر
شائع ہوا
تعداد جلد (۱۰۰۰)

مجھ کو خط پہنچا ہے۔ اور وہ اپنے خط میں کتاب ینابیع الاسلام کی نسبت جو ایک عیسائی کی کتاب ہے ایک خوفناک ضرر کا اظہار کرتے ہیں۔ افسوس کہ اکثر مسلمان اپنی غفلت کی وجہ سے ہماری کتابوں کو نہیں دیکھتے۔ اور وہ برکات جو خدا تعالیٰ نے ہم پر نازل کئے یہ لوگ بالکل اس سے بے خبر ہیں۔ اور نادان مولویوں نے ہمیں کافر کافر کہنے سے ہم میں اور عام مسلمانوں میں ایک دیوار کھینچ دی ہے۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اب وہ زمانہ جاتا رہا کہ جس میں عیسائیت کے مکر و فریب کچھ کام کرتے تھے۔ اور اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو فتح ہوگی۔ اور روشنی اور تاریکی میں یہ آخری جنگ* ہے جس میں روشنی مظفر اور منصور ہو جائیگی۔ اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔ اور کچھ ضرور نہ تھا کہ پادری صاحبوں کے ان بوسیدہ خیالات پر کچھ لکھا جاتا لیکن ایک شخص کے اصرار سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ مختصر رسالہ لکھنا پڑا۔ خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور لوگوں کی ہدایت کا موجب کرے۔ آمین

اور یاد رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی سمجھتے ہیں+

* اس جنگ کے لفظ سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ تلوار یا بندوق سے یہ جنگ ہوگا وجہ یہ کہ اب اس قسم کے جہاد خدا تعالیٰ نے منع کر دیئے ہیں کیونکہ ضرور تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں اس قسم کے جہاد منع کر دیئے جاتے جیسا کہ قرآن شریف نے پہلے سے یہ خبر دی ہے اور صحیح بخاری میں بھی مسیح موعود کی نسبت یہ حدیث ہے کہ یضع الحرب۔ منہ

+ ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے۔ اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں۔ افسوس کہ حضرات پادری صاحبان تہذیب اور خدا ترسی سے کام لیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی ان سے بیس حصے زیادہ ادب کا خیال رہے۔ منہ

چشمہ مسیحی صفحہ 4 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 336 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 35 پر درج ہے

(ٹائیٹل طبع اوّل) حصہ اوّل

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

بفضلِ عظیم حضرت ہادیٔ عالم و عالمیان و رحمتِ عمیم رہنمائے گمگشتگان کتابِ لاجواب موسوم بہ

براہینِ احمدیّہ

ملقّب بہ

اَلبَراہِینُ الاَحمَدِیّہ علی حقیّت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمّدیہ

جس کو فخرِ اہلِ اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکرینِ اسلام پر حجّتِ اسلام پوری کرنے کیلئے بوعدۂ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا

امرتسر پنجاب

سفیرِ ہند پریس میں در ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی دولہ پرنٹر

حوالہ نمبر 64

صفحہ ۴۹۹ **تمہید ہشتم۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اُس متبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمّت ہے اور یہ بدیہی اور**

صفحہ ۴۹۹ کہ قادر مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور خسران عاید نہیں ہوسکتا۔ اور جو ہریک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیونکر اُس چیز کا عین ہوسکتا ہے کہ جو

بدرجۂ یقینِ کامل پہنچکر پھر مُنکر رہیں۔ پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَانِ۔ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاہُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ۔ صَدَقَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ کَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا۔ یعنے ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورتِ حقّہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بضرورتِ حقّہ اُترا ہے۔ خدا اور اُسکے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پُوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدائے تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ[1]۔ یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبۂ کاملہ دینِ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دُنیا میں تشریف لائینگے تو صفحہ ۴۹۹ اُن کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اِس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکّل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدّی اتحاد ہے کہ نظرِ کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

[1] الصف : ۱۰

براہین احمدیہ جلد 1 صفحہ 499 روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 35 پر درج ہے

الہدیۃ المبارکہ

یعنی کتاب

تحفہ قیصریہ

بمقام قادیان

مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا

۲۵ر مئی ۱۸۹۷ء

رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے واصل ہے اور ان کاملوں میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔ صلا۲

اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے جو مَیں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔ یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔ اور اس سے باتیں کرکے اس کے اصل دعوے اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے۔ جو توجہ کے لائق ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفّارہ اور تثلیث اور ابنیّت ہے۔ ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے۔ وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہیں ہے۔ بلکہ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالبِ حق نیّت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے۔ اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے۔ تو میری توجہ اور دُعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے۔ ان سے باتیں بھی کرسکتا ہے اور ان کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ مَیں وہ شخص ہوں جس کی رُوح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی رُوح سکونت رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کے لائق ہے۔

دُنیا کے لوگ اِس بات کو نہیں سمجھیں گے۔ کیونکہ وہ آسمانی اسرار پر کم ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن تجربہ کرنے والے ضرور اس سچائی کو پائیں گے۔

میری سچائی پر اور بھی آسمانی نشان ہیں جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اس ملک کے لوگ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اب مَیں اِس آرزو میں ہوں کہ جو مجھے یقین بخشا گیا ہے۔ وہ دُوسروں کے دِلوں میں کیونکر اُتارا جائے۔ میرا شوق مجھے بیتاب کر رہا ہے

تحفہ قیصریہ صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 273 از مرزا صاحب | یہ حوالہ صفحہ 36 پر درج ہے

اے قادر خدا!

اس گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور اس سے نیکی کر جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔

آمین۔

کَشفُ الغطَاءِ

یعنی

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے

بحضور گورنمنٹ عالیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اطلاع اور نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنی مشن کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور نیز ان لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا ردّ جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلانا چاہتے ہیں

اور یہ مؤلف

تاج عزّت جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکّام کے باادب گزارش کرتا ہے کہ براہ غریب پروری و کرم گستری اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک پڑھا جائے یا سُن لیا جائے۔

یہ رسالہ تالیف ہو کر ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء کو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مالک مطبع کے مطبوع ہوا۔

محبوبِ حقیقی کو جا ملے اور کشمیر کے خطے کو اپنے پاک مزار سے ہمیشہ کے لئے فخر بخشا۔ کیا ہی خوش قسمت ہے سری نگر اور انمو زہ اور خان یار کا محلہ جس کی خاک پاک میں اس ابدی شہزادہ خدا کے مقدس نبی نے اپنا مطہر جسم ودیعت کیا۔ اور بہت سے کشمیر کے رہنے والوں کو حیاتِ جاودانی اور حقیقی نجات سے حصہ دیا۔ ہمیشہ خدا کا جلال اس کے ساتھ ہو۔ آمین

سو جیسا کہ وہ نبی شہزادہ دنیا میں غربت اور مسکینی سے آیا۔ اور غربت اور مسکینی اور حلم کا دنیا کو نمونہ دکھلایا۔ اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ اس کے نمونے پر مجھے بھی جو امیری اور حکومت کے خاندان سے ہوں اور ظاہری طور پر بھی اس شہزادہ نبی اللہ کے حالات سے مشابہت رکھتا ہوں ان لوگوں میں کھڑا کرے جو ملکوتی اخلاق سے بہت دُور جا پڑے ہیں۔ سو اس نمونے پر میرے لئے خدا نے یہی چاہا ہے کہ میں غربت اور مسکینی سے دنیا میں رہوں۔ خدا کے کلام میں قدیم سے وعدہ تھا کہ ایسا انسان دنیا میں پیدا ہو۔ اسی لحاظ سے خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا۔ یعنی ایک شخص جو عیسے مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہمرنگ ہے۔ خدا نے مسیح علیہ السلام کو رومی سلطنت کے ماتحت جگہ دی تھی اور اس سلطنت نے اُن کے حق میں عمداً کوئی ظلم نہیں کیا مگر یہودیوں نے جو ان کی قوم تھے بہت ظلم کیا اور بڑی توہین کی اور کوشش کی کہ سلطنت کی نظر میں اس کو باغی ٹھیرا دیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ ہماری یہ سلطنت جو سلطنت برطانیہ ہے خدا اس کو سلامت رکھے رومیوں کی نسبت قوانینِ معدلت بہت صاف اور اس کے حکام پیلاطوس سے زیادہ تر زیرکی اور فہم اور عدالت کی روشنی اپنے دل میں رکھتے ہیں اور اس سلطنت کی عدالت کی چمک رومی سلطنت کی نسبت اعلیٰ درجہ پر ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل کا شکر

۱۲ ہے کہ اس نے ایسی سلطنت کے ظلِ حمایت کے نیچے مجھے رکھا ہے جس کی تحقیق کا پلہ شبہات کے پلے سے بڑھ کر ہے۔

غرض مسیح موعود کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کے معنے

کشف الغطاء صفحہ 16 روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 192 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 36 پر درج ہے

حوالہ نمبر 67

یہ خدا کا کلام ہے اِس کے یہ معنے ہیں کہ اے جو خلقت کے لئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے۔ صـ۱۳
ہماری اِس مہلک بیماری کیلئے شفاعت کر۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اِس
مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ شفیع آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے جُدا نہیں ہے بلکہ اسکی شفاعت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی
شفاعت ہے۔ اَے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے
جو اُس مسیح سے بڑھکر ہے۔ اور اے قوم شیعہ! اِسپر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے
کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اُس حسین سے بڑھ کر ہے۔ اور اگر میں اپنی
طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میں ساتھ اِس کے خدا کی گواہی
رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اُس سے لڑنے والے ٹھہرو۔
اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اسوقت میری طرف دوڑتا ہے میں اسکو
اِس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے
نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا
سامان اُسکے پاس نہیں۔ سچا شفیع میں ہوں جو اُس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اُس کا
ظِلّ جس کو اِس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اُسکی بہت ہی تحقیر کی یعنی حضرت
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اِس لئے خدا نے اِسوقت اِس گناہ کا ایک ہی لفظ کے ساتھ
پادریوں سے بدلہ لے لیا کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسٰی بن مریم کو خدا بنایا اور ہمارے
سیّد و مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اِس لئے
اُس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اِس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔
جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے اور اُس نے اِس دُوسرے
صـ۱۴ مسیح کا نام غلام احمدؐ رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمدؐ کے
ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنے وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے

دافع البلاء صفحہ 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 233 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 36 پر درج ہے

(ٹائیٹل باراوّل)

الیس اللہ بکاف عبدہٗ الیس اللہ بکاف عبدہٗ الیس اللہ بکاف عبدہٗ

الحمد للہ والمنّۃ کہ ضمیمہ نزول المسیح جسکے ساتھ

دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے

حسب استدعا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے

محض پانچ دن میں ابتداء ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے

طیار ہوکر اس کا نام

اعجاز احمدی

رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر مہر علیشاہ صاحب و مولوی اصغر علی صاحب

و مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام

رسالہ میں مفصل درج ہے (تاریخ طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)

بمقام قادیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہوا

الیس اللہ بکاف عبدہٗ الیس اللہ بکاف عبدہٗ الیس اللہ بکاف عبدہٗ

تعداد اشاعت ۲۵۰۰

تناهی لسان الناس عن داب فحشهم	ومقولکم یجری ولا یتحسّر
تمام لوگوں نے بدزبانی کی عادت چھوڑ دی۔	اور تمہاری زبان ابتک لعنت بازی پر جاری ہو رہی ہے اور نہیں تھکتی۔
اشعتم طریق اللعن فی اهل سنة	فاجروا طریقتکم فان شئتم انظروا
تم نے لعنت بازی کے طریقوں کو اہل سنت و الجماعت میں شائع کر دیا	پس انہوں نے بھی یہ طریق جاری کر دیا اگر چاہو تو دیکھ لو
فیالیت متم قبل تلك الطرائق	ولم یك دین الله منکم یختسّر
پس کاش تم ان تمام طریقوں سے پہلے ہی مر جاتے۔	اور خدا کا دین تمہارے سبب سے تباہ نہ ہوتا۔
جعلتم حسینا افضل الرسل کلهم	وجزتم حدود الصدق والله ینظر
تم نے حسین کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا۔	اور سچائی کی حدوں سے آگے گذر گئے۔
وعند النوائب والاذی تذکرونه	کأن حسینا ربکم یا مزوّر
اور مصیبتوں اور دکھوں کے وقت تم اسی کو یاد کرتے ہو	گویا حسین تمہارا رب ہے اے بدبخت جھوٹ بولنے والے
وخرت له احبارکم مثل ساجد	فما جرم قوم اشرکوا او تنصروا
اور تمہارے علماء سجدہ کرنیوالوں کی طرح اسکے آگے گر گئے۔	پس اب مشرکوں یا نصرانیوں کا کیا گناہ ہے۔
نسیتم جلال الله والمجد والعلی	وما وردکم الا حسین اتنکر
تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔	اور تمہارا ورد صرف حسین ہو گیا تو انکار کرتا ہے۔
فهذا علی الاسلام احدی المصائب	لدی نفحات المسك قذر مقنطر
پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔	کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔
وان کان هذا الشرك فی الدین جائزا	فبالّلغو رسل الله فی الناس بعثروا
اور اگر شرک دین میں جائز ہے۔	پس خدا کے پیغمبر بیہودہ طور پر لوگوں میں بھیجے گئے
وای صلاح ساق جند نبینا	الی حرب حزب المشرکین فدمروا
اور کیا غرض تھی کہ ہمارے نبی کا لشکر مقابلہ کیلئے چلا گیا۔	مشرکوں کی لڑائی کے مقابل پر پس ان کو ہلاک کیا۔

حاشیہ۔ اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ جبکہ شرک جائز تھا اور کافروں کو اپنے معبودوں کی حمایت میں جو حسین کی طرح غیراللہ تھے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا جس پر آخر مسلمانوں کو اجازت ہوئی کہ اب تم بھی ان مشرکوں کا

اعجاز احمدی صفحہ 82 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 194 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 37 پر درج ہے

ٹائیٹل طبع اوّل

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

خدائے تعالیٰ کے بے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے۔
کہ کتاب مستطاب منبع ایقان و عرفان مسمّٰی بہ

صادقم و ز طرف مولیٰ باامام آمدم	صد در علم و ہدیٰ بر روئے من بکشادہ اند

نزول المسیح

فی آخر الزمان

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمین	ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

خود مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اسوقت کے اولوالالباب اولوالابصار نے برأی العین مشاہدہ کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر کمترین مہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی۔ ٹائیٹل پیج مطبع میگزین قادیان میں چھپ کر طیار ہوا۔

بار اوّل تعداد اشاعت ۲۹۰۰

۱۵ اگست ۱۹۰۹ء | شعبان المعظم ۱۳۲۷ھ

قیمت ۳؍

حوالہ نمبر 69

ص۹۹

آنچناں عشق تیز مرکب راند	کز ازیں مشت خاک ہیچ نماند	کشتۂ دلبر و دلآرامے	رستہ یکسر ز ننگ از نامے
پرز عشق و تہی ز ہر آزے	قصہ کوتاہ کرد آوازے	آں نشانِ یقیں کہ گوش شنید	کرد کارد ز غیرِ حق ببرید
رفتہ بیروں ز حلقۂ اغیار	دل بریدہ ز غیر آں دلدار	پاک گشتہ ز لوثِ ہستیٔ خویش	رستہ از بندِ خود پرستیٔ خویش
آنچناں یار در کمند انداخت	کہ ندانند بدیگرے پرداخت	قدمِ خود زدہ براہِ عدم	گم بیادش ز فرق تا بقدم
ذکرِ دلبر غذائے او گشتہ	ہمہ دلبر برائے او گشتہ	سوختہ ہر غرض بجز دلدار	دوختہ چشمِ دل ز غیرِ نگار
دل و جان بر رُخے فدا کردہ	وصلِ او اصلِ مدعا کردہ	مردۂ خویشتن فنا کردہ	عشق جوشید و کارہا کردہ
از خودی ہائے خود فتادہ جُدا	سیل پُر زور بود بُرد از جا	تن چو فرسود دلستاں آمد	دل چو از دست رفت جاں آمد
عشقِ دلبر بروئے او بارید	ابرِ رحمت بکوئے او بارید	از یقینے کہ شد ز گفتارے	در دلِ او برست گلزارے
ہر ظہورے یکے سبب دارد	داند آں کو بدل طلب دارد	پس چنیں شورشِ محبتِ یار	کہ بشوید ہم از خودی آثار
ایں میسر نے شود زنہار	جز سخن ہائے دلبرِ دلدار	عشق کو رو نماید از دیدار	تیز گرگہ برخیزد از گفتار
بالخصوص آں سخن کہ از دلدار	خاصیت دارد اندر ایں اسرار	کشتۂ او نیک نہ دو نہ ہزار	ایں قتیلانِ او بروں ز شمار
ہر زمانے قتیلِ تازہ بخواست	غازۂ روئے او دمِ شہداست	ایں سعادت چو بود قسمتِ ما	رفتہ رفتہ رسید نوبتِ ما
کربلائیست سیرِ ہر آنم	صد حسین است در گریبانم	آدمم نیز احمدِ مختار	در برم جامۂ ہمہ ابرار
کارہائے کہ کرد با من یار	برتر آں دفتر است از اظہار	آنچہ داد است ہر نبی را جام	داد آں جام را مرا بتمام
دلِ من زد و الفتِ خود دار	خود مرا شد بحق خود اُستاد	وحی او را عجب اثر دیدم	روئے آں مہر زاں قمر دیدم
دیدم از خلق رنج و مکروہات	و آنچہ چیز است پیش ایں لذات	دیدم از بہر خلق جلوۂ یار	کارِ دیگر برآمد از یک کار
آنچہ من بشنوم ز وحیِ خدا	بخدا پاک دانمش ز خطا	ہمچو قرآں منزہ اش دانم	از خطاہا ہمیں است ایمانم
من خدا را بدو شناختہ ام	دل بدیں آتشش گداختہ ام	بخدا ہست ایں کلامِ مجید	از دہانِ خدائے پاک و وحید
آنچہ بر من عیاں شد از داور	آفتابے است بادو صد انوار	ایں خطائے ست ربِّ اربابم	بکرو آرم از او تابم
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے	من بعرفاں نہ کمترم ز کسے	وارثِ مصطفیٰ شدم بیقیں	شدہ رنگیں برنگِ یارِ حسیں
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را	بر کلامے کہ شد برو القا	واں یقینِ کلیم بر تورات	واں یقینہائے سید السادات

نزول المسیح صفحہ 101 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 477 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 37 پر درج ہے

حوالہ نمبر 70

(۱۴)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

[illegible] ہیں۔ کیونکہ وہ بھی انسان تھے مگر [illegible] تھی۔ وہ ان کا دل تھا۔ اور وہ جانتو [illegible] ہے۔ اس لئے وہ بڑی سے بڑی [illegible] نہیں سمجھتے۔ کہ ابھی جانتے ہی [illegible] خدا تعالیٰ کی طرف ہمارا کچھ نہیں نکلتا۔ خدا تعالیٰ سے [illegible] ہے۔ مگر ہمارے پاس ابھی اپنی جان مال [illegible] ہیں۔ یہ وجہ تھی۔ جس کے باعث ان [illegible] کی قربانیاں کر کے کبھی شکایت پیدا نہ ہوئی [illegible] ابھی کچھ نہیں کیا۔ کچھ اور کیا جائے کیونکہ [illegible] خدا تعالیٰ کا ہی حق ہمارے ذمہ ہے [illegible] کہ ہم نے ابھی تک بیعت کا مفہوم [illegible] پورا ہو سکتا ہے کہ اپنا سب کچھ [illegible] کے دل

یقین اور ایمان

[illegible] وہ جانتے تھے۔ کہ بغیر قربانی کے ترقی [illegible] خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنا چاہئے [illegible] خدا تعالیٰ پر۔ اس وجہ سے ہر قربانی جو وہ [illegible] قربانی کا مطلب [illegible] لوگوں کے لئے [illegible] اسی طرح

اب بھی کئی ایسے لوگ ہیں

[illegible] قربانی کریں جن جماعت کا [illegible] سارا مال و دنیا [illegible] دنیا یا چندہ خاص دینا ہو کبھی لیا جاتا ہے [illegible] جماعت کا [illegible] چندہ اسی طرح سے ادا کرتا ہے [illegible] کے ماتحت نہیں۔ وہ ذرا بھی [illegible] ایسی حالت میں وہ لوگ جو [illegible] وہ بیعت کا مفہوم کیا ہے [illegible] کہ بیعت کے حقیقی مفہوم [illegible] اور جو لوگ کمزور ہیں ان کے [illegible]

ہمارے کارکن

[illegible] کے ذمہ ہے ہماری مشکلات [illegible] اور اگر کسی وقت اس حد تک پہنچ جائیں کہ [illegible] کچھ دو دو کر سکیں۔ تو ہمیں یہ خیال ہونا چاہئے

کہ یہ کام جاری ہیں۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت صحابہ نے

بغیر تنخواہ اور اجرت کے

کام کئے ہیں۔ اب ہماری جماعت کے کارکنوں کو بھی اس بات کے لئے [illegible] اور تیار رہنا چاہیئے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے بغیر کسی معاوضہ کی مدد کے کام کرنا پڑے تو کیا ہے وہ جو خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کرتے ہوئے فاقہ سے مرتا ہے اس سے بہتر کس کی موت ہو سکتی ہے۔ شہادت تلوار کی موت کو ہی نہیں کہتے اس کو بہت بڑی شہادت وہ ہے۔ جو سو سو تکلیف اٹھا کر میسر ہو کون کہہ سکتا ہے کہ احد کے شہدا سے بڑھ کر

رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شہادت کا مرتبہ

دیکھنا۔ احد کے شہدا کو ایک شہادت نصیب ہوئی مگر خدا تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے۔ فلعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔ کہ تو ہر گھڑی اس فکر اور غم میں جو موت سے بڑھ کر ہے کہ دنیا کیوں ایمان نہیں لاتی اس سے اگر دنیا میں کوئی

سب سے بڑا شہید

گذرا ہے تو وہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ کیونکہ آپ کو ایک ایک گھڑی میں شہادت حاصل ہوتی تھی۔ شہادت کا یہی مفہوم ہے جس کو مد نظر رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

کربلا ئیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

میرے گریبان میں سو حسین ہیں

لوگ اس سے یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ میں سو حسین کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں اس کا یہ مفہوم ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ دیکھو ہر ایک دنیا کے فکروں میں مبتلا ہے۔ وقت میں کھڑا ہوتا ہے۔ جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت [illegible] ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے [illegible] دنیا [illegible] اسلام کو قائم کرنے کے لئے [illegible] کی قربانی سو حسین کے برابر [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام امام حسین کے بارے میں [illegible] حضرت امام حسین پانی کے [illegible] تھا جو اسلام کو مٹنے [illegible] حضرت امام حسین [illegible] اسلام [illegible] شان [illegible] شرکت میں تھا ایسی حالت میں ان کو [illegible]

[illegible] ہو سکتا تھا۔ جو اس شخص کو ہو۔ جو ایسی حالات میں [illegible] جن حالات میں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت ہوئی تھی۔ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ حضرت امام حسین کی شہادت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شہادت سے بڑی تھی۔ نہیں۔ اس لئے کہ جو تکلیف آپ کو اسلام کے لئے اٹھانی پڑی وہ حضرت امام حسین کو نہیں اٹھانی پڑی اسی طرح

حضرت مسیح موعود کی شہادت

بھی بہت بڑی ہوئی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ [illegible] ہے۔ جیسے کہ امام حسین سے بڑھ کر تو میں کہتا ہوں کیا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی طرح فوت ہوئے جس طرح امام حسین فوت ہوئے نہیں۔ مگر کیا ہے جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قربانی حضرت امام حسین کی قربانی سے کم تھی۔ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک ایک گھڑی کی قربانی حضرت امام حسین کی ساری عمر کی قربانی سے بڑھ کر تھی۔ جس طرح محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قربانی بڑی تھی اسی طرح شخص جو جن حالات میں کھڑا ہو کہ جن میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے [illegible] اس کی قربانی بھی بہت بڑھ کر ہو گی۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا ہے۔

کربلا ئیست سیر ہر آنم ؛ صد حسین است در گریبانم

کہ میں ہر [illegible]

سو سو کربلا کی مصیبتیں

[illegible] ہر گھڑی کربلا کی سیر کر رہا ہوں۔ شہادت بہت [illegible] ہے ایک شہید وہ ہوتا ہے جو تلوار اٹھا کر دشمن کے سامنے جاتا ہے [illegible] موت کے ذریعہ اسے مارا جاتا ہے لیکن ایک شہید وہ ہے جو [illegible] سے دنیا کی بہبودی کا خیال دل میں ہو [illegible] اپنے قلب کو قتل کر لے

ہزار ہا طرح موت

قبول کرے اسلام و دین کے لئے قربانی کرے۔ بعض لوگ [illegible] اس کے مقابلہ میں ایک قربانی بہت بڑی ہوتی ہے۔ جو [illegible] ہر گھڑی قربانی ہو رہی ہے [illegible] کو پسند نہیں کرتا۔ [illegible] بس

قربانی اور شہادت

[illegible] جو ملنے والے کوکات [illegible] تیار رہنا چاہئے [illegible] تلوار کی شہادت کا [illegible] حکومت محمدیہ اور تمام عالم کے [illegible] کی شہادت کا مرتبہ

تلوار کی شہادت سے بہت بڑھ کر شہادت

[illegible] ہے۔ جو شخص کہ قربانی دے [illegible]

یہ حوالہ صفحہ 37 پر درج ہے

(حوالہ نمبر 71)

تکاد السموات العُلیٰ من کلامکم — تفطرن لولا وقتها متقرّر
قریب ہے کہ آسمان تمہاری کلام سے پھٹ جائیں اگر اُن کے پھٹنے کا وقت مقرر نہ ہو

أکان حسین افضل الرسل کلهم — أکان شفیع الانبیاء ومُؤثر
کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔ کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے برگزیدہ تھا۔

الا لعنة الله الغیور علی الذی — یمین باطراء ولا یتبصر ۲۹
خبردار ہو کہ خدائے غیور کی لعنت اُس شخص پر ہے جو مبالغہ آمیز باتوں سے جھوٹ بولتا ہے اور نہیں دیکھتا

واما مقامی فاعلموا انّ خالقی — یحمدنی من عرشه و یوقر
اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے

لنا جنة سُبل الهُدیٰ ازهارها — نسیم الصبا من شانها تتحیّر
ہمارے لئے ایک بہشت ہے کہ ہدایت کی راہیں اُسکے پھول ہیں اور نسیم صبا اس کی شان سے حیران ہو رہی ہے۔

تکدر ماء السابقین وعیننا — الیٰ آخر الایام لا تتکدّر
پہلوں کا پانی مکدر ہو گیا۔ اور ہمارا پانی اخیر زمانہ تک مکدر نہیں ہوگا۔

رأینا وانتم تذکرون رواتکم — وهل من نقول عند عین تبصّر
ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔ اور کیا قصے دیکھنے کے مقابل پر کچھ چیز ہیں۔

وشتان ما بینی و بین حسینکم — فانی اؤید کل آن وانصر
اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔

واما حسین فاذکروا دشت کربلا — الیٰ هذه الایام تبکون فانظروا
مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔ اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔

وانی بفضل الله فی حجر خالقی — اُربّی واُعصم من لیام تنمّروا
اور میں خدا کے فضل سے اسکے کنار عاطفت میں ہوں پرورش پا رہا ہوں اور ہمیشہ لئیموں کے حملہ سے جو پلنگ صورت ہیں۔ بچایا جاتا ہوں۔

وان یأتنی الاعداء بالسیف والقنا — فوالله انی اُحفظنّ واظفر
اور اگر دشمن تلوار وں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں پس بخدا میں بچایا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی۔

اعجاز احمدی صفحہ 77 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 181 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 38 پر درج ہے

حوالہ نمبر 72

ویوم تعلتم ما فعلتم بغدرکم | باخ الحسین وولدہ اذ اُحصروا
اور جبکہ تم نے وہ کام کیا جو کیا حسین کے بھائی مسلم کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ اور وہ قید کئے گئے

فظل الاُساری یلعنون وفاءکم | فررتم واھل البیت اوذوا ودمّروا
پس وہ قیدی یعنی اہلبیت تمہاری وفا پر لعنت کرتے تھے | تم بھاگ گئے اور اہلبیت دکھ دیئے گئے اور قتل کئے گئے

ھناک تراءی عجز من تحسبونہ | شفیع النبیّ محمّدٍ فتفکّروا
تب عجز اور ضعف اس شخص کا یعنی حسین کا ظاہر ہوگیا۔ | جسکو تم کہتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی قیامت کو وہی شفاعت کریگا

زعمتم حسینًا انہ سیّد الورٰی | وکل نبیّ منہ ینجو ویغفرُ
تم گمان کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے۔ | اور ہر ایک نبی اسی کی شفاعت سے نجات پائیگا اور بخشا جائیگا

فان کان ھٰذا الشرک فی الدّین جائزًا | فباللغو رسل اللہ فی النّاس بُعثروا
پس اگر یہ شرک دین میں جائز ہوتا۔ | تو تمام پیغمبر محض لغو طور پر مبعوث شمار کئے جاتے۔

وذٰلک بھتان وتوھین شانھم | لک الویل یا غول الفلا کیف تجسر منہ
اور یہ بہتان ہے اور انبیاء علیہم السلام کی کسرشان ہے | اے جنگلوں کے غول تجھ پر ویل یہ تو کیا دلیری کرتا ہے

طلبتم فلاحًا من قتیلٍ بخیبۃٍ | فخیّبکم ربّ غیور مُتبّرُ
تم نے اس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو نومیدی سے مرگیا | پس تم کو خدانے جو غیور ہے ہر ایک امید سے نومید کیا وہ خدا جو ہلاک کرنیوالا ہے

وواللہ لیست فیہ منّی زیادۃٌ | وعندی شھادات من اللہ فانظروا
اور بخدا اسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔ | اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو

وانی قتیل الحِبّ لکن حُسینکم | قتیل العدا فالفرق اجلی واظہر
اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین | دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے

حدرنا سفائنکم الی اسفل الثّرٰی | واوثانکم فی کلّ وقتٍ نکسّرُ
ہم نے تمہاری کشتیاں تحت الثرٰی کی طرف اتار دیں | اور تمہارے بت ہر وقت توڑ رہے ہیں۔

وواللہ انّ الدھر فی کلّ وقتہ | نصیحٌ لکُم فی نُصحہ لا یُقصّرُ
اور بخدا کہ زمانہ اپنے ہر ایک وقت میں | تمہیں نصیحت کر رہا ہے اور نصیحت میں کچھ قصور نہیں کرتا

اعجاز احمدی صفحہ 81 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 193 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 38 پر درج ہے

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱

حوالہ نمبر 73

میں تو بار بار یہی کہتا ہوں کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ نئے سرے سے مسلمان بنو۔ پھر اللہ تعالیٰ اصل حقیقت خود کھول دے گا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر وہ امام جن کے ساتھ یہ اس قدر محبت کا غلو کرتے ہیں زندہ ہوں، تو ان سے سخت بیزاری ظاہر کریں۔

جب ہم ایسے لوگوں سے اعراض کرتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا اعتراض کیا، جس کا جواب نہ آیا اور پھر بعض اوقات اشتہار دیتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم ایسی باتوں کی کیا پروا کر سکتے ہیں۔ ہم کو تو وہ کرنا ہے، جو ہمارا کام ہے۔

اس لیے یاد رکھو کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔[1]

۸ر دسمبر ۱۹۰۰ء

ایک الہام اور اپنی وحی پر یقین

فرمایا: "کل رات میری انگلی کے پوٹے میں درد تھا اور اس شدت کے ساتھ درد تھا کہ مجھے خیال آیا تھا کہ رات کیونکر بسر ہوگی۔ آخر ذرا سی غنودگی ہوئی اور الہام ہوا۔ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا۔ اور سلاما کا لفظ ابھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ معاً درد جاتا رہا ایسا کہ کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔"

نیز فرمایا کہ:

"ہم کو تو خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے۔ اس قدر یقین اور علیٰ وجہ البصیرت یقین ہے کہ بیت اللہ میں کھڑا کر کے جس قسم کی چاہو قسم دے دو۔ بلکہ میرا تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر میں اس بات کا انکار کروں، یا وہم بھی کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو معاً کافر ہو جاؤں۔"[2]

۱۳ر دسمبر ۱۹۰۰ء

نصرتِ الٰہی فیصلہ کن قاضی ہے

الٰہی بخش لاہوری مخالف کی کتاب "عصائے موسیٰ" تمام وکمال پڑھ کر حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کی لغویات کو چھوڑ کر چند گھنٹوں کا کام ہے اس کا جواب دے دینا لیکن میں

---

[1] الحکم جلد ۴ نمبر ۴۱ صفحہ ۲-۱ مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۰۰ء

[2] الحکم جلد ۴ نمبر ۴۴ صفحہ ۲ مورخہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۰ء

ملفوظات جلد اول صفحہ 400 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 38 پر درج ہے

چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمدؐ تک ہی محدود رہی یعنے بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالاتِ محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ اور اس کا اسم آنجنابؐ کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمدؐ اور احمدؐ ہوگا اور اسکے اہلبیت میں سے ہوگا* اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رُو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوگا اور اسی کی رُوح کا رُوپ ہوگا۔ اِسپر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے

* حاشیہ۔ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منا اھل البیت علیٰ مشرب الحسن۔ میرا نام سلمان رکھا یعنے دو سلم۔ اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہونگی۔ ایک اندرونی جو اندرونی بغض اور شحنا کو دُور کریگی۔ دُوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کرکے اور اسلام کی عظمت دکھا کر غیر مذاہب والوں کو اسلام کیطرف جھکا دیگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اُس سے بھی میں مُراد ہوں۔ ورنہ اُس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی۔ اور میں خدا سے وحی پاکر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں بموجب اُس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔ چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ منہ

یہ حوالہ صفحہ 39 پر درج ہے	ایک غلطی کا ازالہ (حاشیہ) صفحہ 11 پہلا ایڈیشن از مرزا غلام احمد صاحب

قول الحق

از

سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

پہن لیں۔ اور کونسی مصیبت باقی ہے جس کی انتظار میں تم لوگ بیٹھے ہو کاش اب بھی تم لوگ سمجھتے اور خدا کے غضب کو اور نہ بھڑکاتے مگر افسوس ہے جسے خدا اندھا کرے اسے کوئی دکھا نہیں سکتا۔

ہم کس مقام پر کھڑے ہیں خدا نے ہم کو اس مقام پر کھڑا نہیں کیا کہ ہم ان لوگوں کی دل آزاریوں اور تکلیف دہیوں سے گھبرا جائیں کیونکہ جیسا کہ ہمیشہ سے سنت ہے ضرور ہے کہ ان پر ہمیں ظاہری فتح بھی حاصل ہو جو فاتح قادیان کہلاتے ہیں اُس وقت ان کی اولاد اسی طرح ان کے نام سے شرمائے گی جس طرح ابو جہل کی اولاد شرماتی تھی۔ دنیا دیکھے گی کہ میری یہ باتیں جو لکھی اور چھاپی جائیں گی پوری ہونگی اور ضرور پوری ہونگی ان لوگوں کی نسلیں جو بعد میں آئیں گی وہ یہ کہنا پسند نہ کریں گی کہ محمد حسین یا ثناء اللہ کی اولاد ہیں وہ یہ کہنے سے شرمائیں گی ان کے نام سن کر ان کی گردنیں نیچی ہو جائیں گی اور مرتضیٰ حسن جو سید کہلاتا ہے اس کی یہ سیادت باطل ہو جائے گی اب وہی سید ہو گا جو حضرت مسیح موعود کی اِتباع میں داخل ہو گا اب پرانا رشتہ کام نہ آئے گا کہ ان رشتہ داروں نے اس کی ہتک کی۔ مسلمان کہلا کر اسلام کے نام لیوا کہلا کر انہوں نے لیکچر دیئے کیا احمدی آریوں سے بھی بدتر ہیں پس خدا کی کتاب سے ان کی سیادت مٹائی گئی اور یہ ذلیل اور حقیر کئے گئے اور کئے جائیں گے اگر انہوں نے توبہ نہ کی ان کے تمام دعویٰ باطل اور تمام خوشیاں ہیچ ہو جائیں گی کیا وہ اپنی اس وقت تک کی حالت پر نظر نہیں کرتے کسی امر میں بھی انہیں کامیابی اور خوشی نصیب ہوئی؟ ہرگز نہیں لیکن ان کے مقابلہ میں ہماری یہ حالت ہے اگر ہمیں ایک غم آیا تو خدا تعالیٰ نے چار خوشیاں دکھائیں پس ہم انکی مخالفتوں اور شرارتوں سے گھبراتے نہیں کیوں کہ خدا تعالیٰ کی تائید ہمارے ساتھ ہے پس اے عزیزو! اور دوستو! میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کے ہو کر خدا کے بن کر اسلام کی خدمت کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ تمہارے سامنے یہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم دیکھ سکتے ہو کہ ایک نبی کا انکار اور مخالفت کرنے سے ان کی حالت کیا سے کیا ہو گئی ہے پس تم خدا کے لئے ہو جاؤ اور پھر نہ ڈرو جو کچھ ہوتا ہے ہو جائے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے پھر وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔

(الفضل ۱۳، ۱۶ مئی ۱۹۲۴ء)

---

۱ یونس : ۳۱ ۲-آل عمران : ۵۶ ۳-البقرۃ : ۱۱۹ ۴-الحج : ۳۶

۵ تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۹۴ تفسیر سورۃ الحج زیر آیت وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ...... الخ

قول الحق صفحہ 32 مندرجہ انوار العلوم جلد 8 صفحہ 80 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 39 پر درج ہے

يُعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔ وَاسْتَيْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ۔ وَقَالُوْا لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ۔
فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ عَلَيْهِمْ۔ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔
وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ۔

کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک قوی جماعت ہیں۔ جو جواب دینے پر قادر ہیں۔ عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائیگی اور پیٹھ پھیر لیں گے۔ اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے حالانکہ اُنکے دِل اُن نشانوں پر یقین کر گئے ہیں اور دلوں میں اُنہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اَب گریز کی جگہ نہیں۔ اور یہ خدا کی رحمت ہے کہ تُو ان پر نرم ہُوا۔ اور اگر تُو سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے اور تجھ سے الگ ہوجاتے۔ اگرچہ قرآنی معجزات ایسے دیکھتے جن سے پہاڑ جنبش میں آجاتے۔

یہ آیات اُن بعض لوگوں کے حق میں بطور الہام القا ہوئیں جن کا ایسا ہی خیال اور حال تھا اور شاید ایسے ہی اَور لوگ بھی نکل آویں جو اس قسم کی باتیں کریں اور بدرجۂ یقین کامل پہنچ کر پھر منکر رہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۹۷، ۴۹۸ حاشیہ درحاشیہ نمبر ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۲-۵۹۳)

۱۸۸۳ء

پھر بعد اس کے فرمایا۔

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قَرِيْبًا مِّنَ الْقَادِيَانِ[2]۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَكَانَ[3] اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔

یعنی ہم نے اِن نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف وحقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے۔ اَور ضرورتِ حقّہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بضرورتِ حقّہ اُترا ہے۔ خدا اور اُس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی۔ اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔

یہ آخری فقرات اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اس سے اعراض کرتے۔ اور

[2] "اِس الہام پر نظر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیشگوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا ..... اَب جو ایک نئے الہام سے یہ بات بپایۂ ثبوت پہنچ گئی کہ قادیان کو خدائے تعالیٰ کے نزدیک دمشق سے مشابہت ہے تو اُس پہلے الہام کے معنے بھی اس سے کھل گئے ..... اس کی تفسیر یہ ہے کہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قَرِيْبًا مِّنْ دِمَشْقَ بِطَرَفٍ شَرْقِيٍّ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ۔ کیونکہ اِس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۳۔ ۷۵ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹)

[3] ازالہ اوہام میں یہ فقرہ یوں ہے وَكَانَ وَعْدُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۷۳)

قرار دیدیا۔ صاحبِ شریعت نبی جن کا قرآن میں ذکر ہے وہ دو ہی ہیں[ف] حضرت موسیٰؑ اور نبی کریمؐ۔ انکے سوا جتنے نبی ہیں وہ سب غیر شرعی ہیں۔ تو گویا معترض کے اصول کو لیکر سوائے دو نبیوں کے اللہ تعالیٰ کے باقی تمام نبیوں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ خدا تو کہتا ہے کہ مومن کا یہ قول ہونا چاہیئے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ لیکن ہم کو یہ سنایا جاتا ہے کہ نہیں صرف دو نبیوں کو ماننا ضروری ہے باقیوں کو نہ ماننے سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ اے کاش ہمارے مخالف اعتراض کرنے سے پہلے قرآن شریف پر تو غور کر لیتے۔ قرآن کھلے اور غیر تاویل طلب الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین یعنی مرسلین کے بھیجنے سے ہمارا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ ماننے والوں کو بشارتیں دیں اور نہ ماننے والوں کو عذاب الٰہی سے ڈرائیں پس جب ماموریں کے مبعوث کرنے کی بڑی غرض ہی انذار و تبشیر ہوتی ہے تو شرعی اور غیر شرعی کا سوال ہی بیجا ہے۔ اور پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر نبی کریمؐ کے بعد کسی اور کے آنے کی ضرورت نہیں تو کیوں خود نبی کریمؐ نے مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیا اور اس کے انکار کرنے والوں کو یہودی اور نصاریٰ ٹھہرایا۔ اگر مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کو ضروری قرار دینا غلطی ہے تو یہ غلطی سب سے پہلے خود نبی کریمؐ سے سرزد ہوئی نعوذ باللہ من ذٰلک۔ اور پھر یہ غلطی اللہ تعالیٰ سے سرزد ہوئی جس نے ایک ایسے شخص کی خاطر جس پر ایمان لانا ضروری نہیں دنیا کو عذابوں سے بھر دیا۔ ہمیں تعجب پر تعجب آتا ہے کہ نبی کریمؐ تو یہ فرما دیں کہ ایک وقت میری اُمت پر ایسا آئیگا کہ ان کے درمیان سے قرآن اُٹھ جائیگا اور لوگ قرآن کو پڑھیں گے مگر وہ انکے حلق سے نیچے نہیں اُتریگا لیکن ہم کو یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن کے ہوتے ہوئے کسی شخص کو ماننا ضروری کیسے ہو گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اُٹھ گیا ہے۔ اسی لیئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہؐ کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اُتارا جاوے۔ معترض کو چاہیئے کہ بعثت ماموریں کی اس غرض پر غور کرے کیونکہ یہ دھوکا قلت تدبر کی وجہ سے ہی پیدا ہوا ہے ہندوستان میں چونکہ اکثر لوگ لا مذہب ہیں اسلیئے

[ف] حاشیہ اسجگہ موسیٰ اور انکے بعد کے انبیاء کا ذکر ہے۔ منہ

اَمْرَاضُ النَّاسِ وَبَرَکَاتُہٗ۔[1] بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں
تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔

برمنار بلند تر محکم افتاد۔[2] پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کردے گا اور تیری ساری مُرادیں تجھے دے گا۔ ربّ الافواج اِس طرف توجہ کریگا۔ اِس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں۔

یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ
اے عیسیٰ مَیں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور مَیں تیرے تابعین کو تیرے منکروں
کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۔
پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ ان میں سے ایک پہلا گروہ ہو اور ایک پچھلا۔
مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کردے گا۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ۔ فَحَانَ
تُو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وہ وقت آگیا ہے
اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ عَرْشِیْ۔ اَنْتَ
کہ تُو مدد دیا جائے گا اور دُنیا میں مشہور کیا جائے گا۔ تُو مجھ سے بمنزلہ میرے عرش کے ہے۔ تُو
مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِیْ۔[3] اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةٍ لَّا یَعْلَمُهَا الْخَلْقُ۔ نَحْنُ
مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔ تُو مجھ سے بمنزلہ اُس انتہائی قُرب کے ہے جس کو دُنیا نہیں جان سکتی۔ ہم

---

[1] یہ خدا کا قول کہ تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔ روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے مریضوں پر مشتمل ہے۔ رُوحانی طور پر اس لئے کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزارہا لوگ بیعت کرنے والے ایسے ہیں کہ پہلے ان کی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کرنے کے بعد اُن کی عملی حالات درست ہوگئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور مَیں صدہا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہوگئی ہے کہ کس طرح وہ جذباتِ نفسانیہ سے پاک ہوں اور جسمانی امراض کی نسبت مَیں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض والے میری دعا اور توجہ سے شفایاب ہوئے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۳، ۸۴ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۶، ۸۷)

[2] (ترجمہ از مرتب) خوش خوش چل کہ تیرا وقت نزدیک آپہنچا ہے اور محمدی گروہ کا پاؤں ایک بہت اُونچے مینار پر مضبوطی سے قائم ہوگیا ہے۔

[3] خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں ایسے ایسے الفاظ سے نادان

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 548 از مرزا غلام احمد صاحب | یہ حوالہ صفحہ 40 پر درج ہے

اِس الہام الٰہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے
ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہ امر بارہا آزمایا گیا ہے کہ وحی الٰہی میں دلی تسلّی
دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور جڑھ اِس خاصیت کی وُہ یقین ہے جو وحی الٰہی
پر ہو جاتا ہے۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہیں کہ باوجود دعویٰ الہام کے یہ بھی کہتے
ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنّی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطانی ہیں یا رحمانی ایسے الہاموں کا
ضرر اُن کے نفع سے زیادہ ہے مگر میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اِن الہامات پر ص۲۱۱
اُسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح
میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اُسی طرح اِس کلام کو بھی جو میرے
پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الٰہی چمک اور نور دیکھتا ہوں
اور اُسکے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں۔ غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ الیس اللّٰہ
بکافٍ عبدہٗ تو میں نے اُسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کریگا۔ تب مَیں نے ایک
ہندو کھتری ملاوامل نام کو جو ساکن قادیان ہے اور ابھی تک زندہ ہے وُہ الہام لکھکر دیا اور
سارا قصّہ اُسکو سُنایا اور اُس کو امرتسر بھیجا کہ تا حکیم مولوی محمد شریف کلانوری کی معرفت اسکو
کسی نگینہ میں کھدوا کر اور مُہر بنوا کر لے آوے اور مَیں نے اس ہندو کو اس کام کیلئے محض اِس
غرض سے اختیار کیا کہ تا وُہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی
گواہ ہو جاوے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ سے وہ انگشتری بصرف (الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ)
مبلغ پانچروپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے
یہ اُس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض
ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور مَیں ایک گمنام
انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویۂ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اسکے خدا نے
اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دُنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے

حقیقۃ الوحی صفحہ 220 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 220 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 40 پر درج ہے

حالانکہ وہ بجائے خود اپنے تئیں معذور سمجھتے تھے کیونکہ اُن کی بائبل کے ظاہری الفاظ پر نظر تھی۔
افسوس کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اسی گرداب میں پڑے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح کی نسبت
یہودیوں کی طرح اُن کے دلوں میں بھی یہی خیال جما ہوا ہے کہ ہم انہیں سچ مچ آسمان سے اُترتے
دیکھیں گے اور یہ اعجوبہ ہم بچشم خود دیکھیں گے کہ حضرت مسیح زرد رنگ کی پوشاک پہنے ہوئے
آسمان سے اُترتے چلے آتے ہیں اور دائیں بائیں فرشتے اُن کے ساتھ ہیں اور تمام بازاری لوگ
اور دیہات کے آدمی ایک بڑے میلہ کی طرح اکٹھے ہو کر دور سے اُن کو دیکھ رہے ہیں اور

فیہ اختلافاً کثیرا۔ قل لو اتبع اللہ اھواءکم لفسدت السموات والارض
ومن فیھن ولبطلت حکمتہ وکان اللہ عزیزا حکیما۔ قل لو کان البحر
مدادًا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ
مددا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وکان اللہ غفورا
رحیما۔ پھر اس کے بعد الہام کیا گیا کہ ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ
میں ان کے چولہے ہیں میری پرستش کی جگہ میں اُن کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور
چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں (ٹھوٹھیاں وہ چھوٹی پیالیاں ہیں جن کو ہندوستان
میں سکوریاں کہتے ہیں۔ عبادت گاہ سے مراد اس الہام میں زمانہ حال کے اکثر مولویوں کے دل ہیں جو دنیا سے
بھرے ہوئے ہیں) اس جگہ مجھے یاد آیا کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا
ذکر ہے ہوا تھا اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے
قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ
انا انزلناہ قریبا من القادیان تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف
میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ
فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود
ہے تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا
کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ اور مدینہ اور قادیان یہ کشف تھا

ازالہ اوہام (حاشیہ) حصہ اول صفحہ 77 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 140 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 40 پر درج ہے

ٹائیٹل بار اوّل

As the Muslims of India entertain different beliefs with regard to "the coming Mehdi" and especially the nature of his appearance among the Muslims, according to some Muslims he will be a reformer and engenderer of new life, like a true lover of peace and tranquility and a person poor in heart, — the Muslims of his party considering his appearance as merely spiritual, while other Muslims, such as Maulvi Mohammad Hussain of Batala, editor of Isha-at-Ussunnah and leader and advocate of Ahl-i-hadis or Wahabis of his class, believe that the "coming Mehdi" will be Ghazi, general slaughterer and upsetter of the empires of the nations other than Muslims, especially the bitter opponent of the British Empire and speak of the terrible consequences resulting from the bloody deeds of this Mehdi, I have written this pamphlet to show which of these two Muslim parties is right in its beliefs with regard to "the coming Mehdi".

It will be better that our benign Government will get this pamphlet translated into English and hence make itself acquainted with these differences concerning "The coming Mehdi".

Haqiqat-ul-Mehdi

حقیقت المہدی

The true nature of Almehdi

بتاریخ ۲۱ فروری مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی طبع ہوا ۱۸۹۹ء

اور اعتراض کا نام و نشان نہ رہے گا۔
خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے جس کی نظیر پہلے انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں نہیں ہے۔ یہ جاہل اور بے تمیز لوگ چونکہ دین کے باریک علوم اور معارف سے بے بہرہ ہیں۔ اس لئے قبل اس کے جو عادۃ اللہ سے واقف ہوں بخل کے جوش سے اعتراض کرنے کے لئے دوڑتے ہیں اور ہمیشہ بموجب آیت کریمہ یتربصون بکم الدوائرؔ میری کسی گردش کے منتظر ہیں اور علیہم دائرۃ السوءؔ کے مضمون سے بے خبر۔ ان میں سے ایک نے علم جفر کا دعویٰ کر کے میری نسبت لکھا ہے کہ "بذریعہ جفر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص کاذب ہے۔" مگر یہ نادان نہیں سمجھتے کہ جفر ہی جھوٹا اور مردود علم ہے جس کے ذریعہ سے شیعہ یہ باتیں نکالا کرتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر نعوذ باللہ ظالم اور دائرۂ ایمان سے خارج ہیں پس ایسے جھوٹے طریق کا وہی لوگ اعتبار کریں گے جن کے دل سچائی سے مناسبت نہیں رکھتے۔ اگر اس قسم کے حساب سے کوئی ہندو یہ جواب نکالے کہ فقط ہندو مذہب ہی سچا ہے اور باقی تمام نبیوں کے مذاہب جھوٹے ہیں تو کیا وہ مذہب جھوٹے ہو جائیں گے؟ افسوس یہ لوگ مسلمان کہلا کر کن کینہ خیالات میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ کشف اور خواب بھی ہر ایک کے یکساں نہیں ہوتے۔ وہ کامل کشف جس کو قرآن شریف میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے۔ اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر ان کو بہت شرمندہ کرتا ہے۔ اظہار علی الغیب کی حقیقت یہ ہے کہ جیسے کوئی اونچے مکان پر چڑھ کر اردگرد کی چیزوں کو دیکھتا ہے۔ تو بلاشبہ آسانی سے ہر ایک چیز اس کو نظر آسکتی ہے لیکن جو شخص نشیب کے مکان سے ایسی چیزوں کو دیکھنا چاہتا ہے تو بہت سی چیزیں دیکھنے سے رہ جاتی ہیں۔ اور برگزیدوں سے خدا کی یہ عادت ہے کہ ان کی نظر کو اونچے مکان تک لے جاتا ہے۔ تب وہ آسانی سے ہر ایک چیز کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور انجام کی خبر دیتے ہیں۔ اور

لے التوبۃ ۹۸۱

حقیقت المہدی صفحہ 16 روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 442 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 41 پر درج ہے

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ

حقیقۃ الرؤیا

سنہ ۱۳۳۶ھ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی ایدہ اللہ
کی تقریر فلسفۂ خواب پر معہ ان دوسری تقریروں کے جو آپ نے سالانہ جلسہ ۱۹۱۷ء پر فرمائیں

مرتبہ

غلام نبی (بلانوی) ایڈیٹر الفضل قادیان

قیمت فی جلد ۱ر

آپ لوگ شاید یہ کہیں۔ کہ ہم سالانہ جلسہ پر جو آیا کرتے ہیں۔ ہمارا یہی آنا کافی ہے۔ مگر یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس موقعہ پر اجمالی باتیں بتائی جاتی ہیں اور کام کرنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ کچھ پڑھنے اور سکھانے کی فرصت ہوتی ہے۔ اس کے لئے جلسہ کے ایام کے علاوہ ہی موقعہ ہوتا ہے۔ اس لئے جلسہ کے علاوہ اور وقتوں میں بھی آنا چاہیئے۔ جو دوست اور دنوں میں آتے ہیں۔ انہوں نے چونکہ دیکھ لیا ہے۔ کہ تازہ اور ڈبوں کے دودھ میں کیا فرق ہے۔ اس لئے وہ کوئی چھٹی اور کوئی موقعہ ایسا نہیں جانے دیتے۔ کہ یہاں نہیں آجاتے۔ خرچ کی تنگی برداشت کرتے ہیں۔ گھر کے آرام و آسائش کو ترک کرتے ہیں۔ بیوی بچوں سے جدا رہتے ہیں۔ مگر آتے ضرور ہیں۔ اور انہیں فائدہ بھی بہت پہنچتا ہے۔ ان کا بار بار آنا ہی بتاتا ہے۔ کہ انہیں فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ وہ کیوں آئیں۔ تو یہاں آنا نہایت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے۔ مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھیگا۔ وہ کاٹا جائیگا۔ تم ڈرو۔ کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہیگا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔ اسی طرح ایک وہ وقت بھی آئیگا۔ خدا ہماری اولادوں اور ان کی اولادوں کی اولادوں سے بھی پرے اسے پھینک دے۔ جبکہ یہ دودھ سوکھ جائیگا۔ لیکن یہ وقت آئیگا ضرور۔ اس لئے تمہیں چاہیئے۔ کہ اس دودھ کو پیو۔ اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ سال میں صرف ایک دفعہ تمہارا آنا کوئی زیادہ مفید نہیں ہو سکتا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اکثر لوگ اس طرف خیال نہیں کرتے۔ پھر پوری اور فائدہ بخش تعلیم استاد اسی وقت دے سکتا ہے۔ جب کہ طالب علم سے اچھی طرح واقفیت بھی رکھتا ہو۔ اور اس کی عادات کو خوب جانتا ہو۔ مگر صرف جلسہ کے موقعہ پر آنے والے دوستوں سے ایسی واقفیت نہیں ہو سکتی بیسیوں لوگ ہونگے۔ جو مجھے چاروں جلسوں پر ملے ہونگے۔ اور انہوں نے اپنے نام بھی بتلائے ہونگے لیکن پھر بھی میں انہیں نہیں پہچان سکتا۔ کیونکہ اس قدر ہجوم میں کوئی پتہ نہیں رہتا۔ اور تعلیم بغیر پوری واقفیت کے دی نہیں جا سکتی۔ اور واقفیت اسی طرح ہو سکتی ہے۔ کہ دوست بار بار آئیں اور جلسہ کے ایام کے علاوہ اور اوقات میں آئیں۔ ایسی صورت میں معلوم ہو سکیگا۔ کہ فلاں کو کس طریق سے پڑھانے کی ضرورت ہے۔ اور فلاں کو کس علم کی حاجت۔ پھر اسی کے مطابق اس کی تعلیم کا انتظام کیا جائیگا۔ جو دوست یہاں آتے رہتے ہیں۔ ان کو کسی نہ کسی رنگ میں تعلیم دی جاتی ہے۔ اور انہیں بہت فائدہ ہوتا ہے۔ کوئی یہ نہ کہے۔ کہ ہمارے پاس حضرت مسیح موعود کی کتابیں جو موجود ہیں

یہ حوالہ صفحہ 41 پر درج ہے	حقیقۃ الرویاء صفحہ 46 از مرزا بشیر الدین محمود

آگ کو ٹھنڈا کر دینے کی خاصیت اسکے اندر قائم رہے گی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ایک نہایت ہی لطیف نکتہ ہے جسے نہ سمجھنے کی وجہ سے عیسائی اور ہندو مذہب تباہ ہو گئے اور لاکھوں مسلمان کہلانے والے انسان بھی بے دینی کا شکار ہو گئے۔

(۴۰۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک پر بعض فقرے کثرت کے ساتھ رہتے تھے مثلاً آپ اپنی گفتگو میں اکثر فرمایا کرتے تھے دست در کار دل بایار۔ خدا داری چہ غم داری۔ الاعمال بالنیات۔ انا عند ظن عبدی۔ آنچناں تنگ نویدکا آئینہ قسانو۔ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔ الطریقۃ کلھا ادب۔ ادب تا جیست از لطف الٰہی۔ بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی۔

(۴۰۷) بسم اللہ الرحمٰن۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اسکے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔

(۴۰۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بچہ نے گھر میں ایک چھپکلی ماری اور ہم اسے مذاقاً مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی چھوٹی اہلیہ پر پھینک دیا جس پر ان کی چیخیں نکل گئیں اور چونکہ مسجد کے قریب تھا ان کی آواز مسجد میں بھی سنائی دی۔ مولوی عبدالکریم صاحب جب گھر آئے تو انہوں نے غیرت کے جوش میں اپنی بیوی کو بہت کچھ سخت سست کہا حتی کہ انکی غصے کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیچے اپنے مکان میں بھی سن لی۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق اسی شب حضرت صاحب کو یہ الہام ہوا کہ "یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو" لطیفہ یہ ہوا کہ صبح مولوی صاحب مرحوم تو اپنی اس بات پر شرمندہ تھے۔ اور لوگ انہیں مبارکبادیں دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا ہے۔

(۴۰۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شہادت کے لئے ملتان تشریف لے گئے تو رستہ میں

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 78 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 43 پر درج ہے

اور علماء وقت اُن کو قبول کرتے رہے ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب عادت ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کا الہام ولایت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجمل مکاشفات نبویہ اور استعارات سربستہ قرآنیہ کی کوئی تفسیر کرے تو نظر انکار و استہزاء اس کو دیکھتے ہیں حالانکہ صحاح میں ہمیشہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کیلئے ظہر و بطن دونوں ہیں اور اس کے عجائبات قیامت تک ختم نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ اپنے مُنہ سے اقرار کرتے ہیں کہ اکثر اکابر محدثین کشوف و الہامات اولیاء کو حدیث صحیح کے قائم مقام سمجھتے رہے ہیں۔

ہم نے جو رسالہ فتح اسلام اور توضیح مرام میں اس اپنے کشفی و الہامی امر کو شائع کیا ہے کہ
منکا مسیح موعود سے مراد یہی عاجز ہے میں نے سنا ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افروختہ ہوئے ہیں اور انہوں نے اس بیان کو ایسی بدعات میں سے سمجھ لیا ہے کہ جو خارج اجماع اور برخلاف عقیدہ متفق علیہا کے ہوتی ہیں حالانکہ ایسا کرنے میں اُن کی بڑی غلطی ہے۔

اوّل تو یہ جاننا چاہیئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی اُس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔ اور پیشگوئیوں کے بارہ میں یہ ضروری نہیں کہ وہ ضرور اپنی ظاہری صورت میں ہی پوری ہوں بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں کہ قبل از ظہور پیشگوئی خود انبیاء کو ہی جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھ میں نہیں آسکتے چہ جائیکہ دوسرے لوگ ان کو یقینی طور پر سمجھ لیویں۔ دیکھو جس حالت میں ہمارے سید و مولیٰ آپ اس بات کا
ملکا اقرار کرتے ہیں کہ بعض پیشگوئیوں کو میں نے کسی اور صورت پر سمجھا اور ظہور اُن کا کسی اور صورت پر ہوا۔ تو پھر دوسرے لوگ گو غرض کے طور پر ساری اُمت ہی کیوں نہ ہو کب ایسا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں غلطی نہیں۔ سلف صالح ہمیشہ اس طریق کو پسند کرتے رہے ہیں

ازالہ اوہام صفحہ 140 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 171 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 43 پر درج ہے

تمہید ہشتم۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اُس متبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت ہے اور یہ بدیہی اور

ص ۴۹۹

ص ۴۹۹ کہ قادر مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور خسران عاید نہیں ہوسکتا۔ اور جو ہریک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اُس چیز کا عین ہوسکتا ہے کہ جو

بدرجۂ یقین کامل پہنچکر پھر منکر ہیں۔ پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَانِ۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا۔ یعنے ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورتِ حقّہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بضرورتِ حقّہ اُترا ہے۔ خدا اور اُسکے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پُوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرۂ بالا میں اشارہ فرماچکے ہیں اور خدائے تعالےٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرماچکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہوچکا ہے اور فرقانی اشارہ اِس آیت میں ہے ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ[1]۔ یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبۂ کاملہ دینِ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اِس دُنیا میں تشریف لائینگے تو ان کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اِس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اِس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظرِ کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر ص ۴۹۹

[1] الصف

براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593، از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 44 پر درج ہے

نے منع کیا ہے اور اُسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُس کے شارع نے دی ہے تو

برخلاف قسمِ دوم کے کہ اُس میں انفکاک جائز ہے اور جبتک ولایت کسی ولی کی قسمِ سوم تک
۵۰۵ نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطرات سے امن میں نہیں۔ وجہ یہ کہ جبتک انسان کی سرشت میں خدا
کی محبت اور اُسکے غیر کی عداوت داخل نہیں تب تک کچھ رگ و ریشہ ظلم کا اُسمیں باقی ہے کیونکہ اُس نے حقِ ربوبیت کو

خَلَقَ اٰدَمَ فَاَکْرَمَهٗ۔ پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اُس کا۔ جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ
جری اللہ نبیوں کے حُلّوں میں۔ اِس فقرہ الہامی کے یہ معنے ہیں کہ منصب ارشاد و
ہدایت اور موردِ وحیُ الٰہی ہونے کا دراصل حُلّہ انبیاء ہے اور اُن کے غیر کو بطور مستعار
ملتا ہے اور یہ حُلّہ انبیاء اُمّتِ محمدیّہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیلِ ناقصین عطا ہوتا ہے
اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ
کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ۔ پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام اُن کو سپرد
کیا جاتا ہے۔ وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْهَا۔ اور تھے تم ایک
گڑھے کے کنارہ پر سو اُس سے تم کو خلاصی بخشی یعنے خلاصی کا سامان عطا فرمایا
۵۰۵ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَ عَلَیْکُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ
لِلْکَافِرِیْنَ حَصِیْرًا۔ خدائے تعالیٰ کا ارادہ اِس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر
رحم کرے۔ اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی
طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس
مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور
نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائلِ واضحہ اور آیاتِ بیّنہ
سے کھل گیا ہے۔ اُس سے سرکش رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب
خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائیگا اور
حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور

براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 601، 602 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 45,44 پر درج ہے

وہ اِس صُورت میں بالکل اپنے نفس سے محو ہوکر اپنے شارع کی ذمّہ داری ۵۰۶

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

جیسا کہ چاہیئے تھا ادا نہیں کیا۔ اور لقاء تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے۔ لیکن جب اس کی سرشت میں محبّتِ الٰہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہوگئی۔ یہاں تک کہ خدا اُس کے کان ہوگیا جن سے وہ سُنتا ہے۔ اور اُس کی آنکھیں ہوگیا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کردیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور جلالِ الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلّی قہری سے نیست و نابود کردے گا۔ اور یہ زمانہ اس زمانہ کیلئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے یعنے اسوقت جلالی طور پر خدائے تعالےٰ اتمامِ حجّت کریگا۔ اب بجائے اسکے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اتمامِ حجّت کررہا ہے۔ تُوْبُوْا وَاَصْلِحُوْا وَاِلَى اللّٰهِ تَوَجَّهُوْا وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ توبہ کرو اور فسق اور فجور اور کفر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے حال کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجّہ ہو جاؤ اور اُسپر توکّل کرو اور صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ اُس سے مدد چاہو۔ کیونکہ نیکیوں سے بدیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ بُشْرٰى لَكَ يَا اَحْمَدِىْ۔ اَنْتَ مُرَادِىْ وَمَعِىْ۔ غَرَسْتُ كَرَامَتَكَ بِيَدِىْ۔ خوشخبری ہو تجھے اے میرے احمد۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ مَیں نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ۔ مؤمنین کو کہدے کہ اپنی آنکھیں نامحرموں سے بند رکھیں اور اپنی سترگاہوں کو اور کانوں کو نالائق اُمور سے بچاویں۔ یہی اُن کی پاکیزگی کیلئے ضروری اور لازم ہے۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہریک مومن کے لئے منہیات سے پرہیز کرنا اور اپنے اعضاء کو ناجائز افعال سے محفوظ رکھنا لازم ہے اور یہی طریق اس کی پاکیزگی کا مدار ہے۔

چشم و گوش و دیدہ بند اے حق گزین ۔۔۔ یاد کن فرمانِ قل للمؤمنین ۵۰۶

براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 601، 602 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 45,44 پر درج ہے

(حوالہ نمبر 87)

یونانی ، لاطینی ، انگریزی ، سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں ۲۴۹

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

بن کر ایک مسکین اور عاجز اور ذلیل آدمی کی طرح سیدھا ہماری طرف چلا آوے اور پھر صبر
اور برداشت اور اطاعت اور خلوص کو صادق لوگوں کی طرح اختیار کرے تا انشاء اللہ اپنے
مطلب کو پاوے۔ اور اگر اب بھی کوئی منہ پھیرے تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ ہے۔ ۲۴۹
بعض کوتاہ نظر لوگ جب دیکھتے ہیں کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کو بھی تکالیف پیش آتی
رہی ہیں۔ تو اخیر پر وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر اقتدارِ الوہیت کہ جو الہامی خبروں کا
نشان سمجھا گیا ہے۔ نبیوں کے شاملِ حال ہوتا تو اُن کو تکلیفیں کیوں پیش آتیں اور کیوں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

اسی زمانہ کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیلِ علم میں مشغول تھا
جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور اُس وقت اِس عاجز کے ہاتھ
میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اِس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔
خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب
کی تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے
جس کے کامل استحکام کو پیش کرکے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ غرض آنحضرت نے وہ
۲۴۹ کتاب مجھ سے لے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ
مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر
بقدر تربوز تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر
اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مُردہ کہ
جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکھڑا ہوا
اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا
ہے۔ اور آنحضرت بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح
کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصۂ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ حوالہ صفحہ 45 پر درج ہے	براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 275

اشدّ الانکار۔ وعلیٰ حیاته یصرّون وتلك کلمة بها یموتون۔ فاجتنب ذٰلك ان کنت من الذین یؤمنون بالفرقان ولا یکفرون۔ ولا تکن کمثل الذین ترکوا کلام اللّٰہ وراء ظهورهم فلا یبالون۔ ویقولون ان المسلمین اجمعوا علیٰ حیاته کلا بل هم یکذبون۔ واین الاجماع وفیهم المعتزلون۔ واذا قیل لهم الا تفکّرون فی قول ربکم فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي او به لا تؤمنون۔ فلیس جوابهم الا ان یحرّفوا اٰیات اللّٰہ ویقولوا انّ معنی التوفّی رفع الروح مع الجسم العنصری انظر کیف عن الحق یعدلون۔ ویعلمون انّ هٰذا القول قول یجیب به عیسٰی بحضرة العزّة یوم القیامة اذ یسئله اللّٰہ عن ضلالة الامّة وکذٰلك فی الفرقان تقرؤون۔ فعجبت واللّٰہ کل العجب من شانهم ومن عقلهم وعرفانهم۔ الا یعلمون انه ما کان لبشر ان یحضر یوم النشور۔ من قبل ان یقبض روحه ویکون من اصحاب القبور۔ مالهم لا یتدبّرون۔ وقد حثا الصحابة التراب فوق خیر البریة۔ ومزاره موجود الی هٰذا الوقت فی المدینة المنوّرة۔ فمن سوء الادب ٣٩
ان یقال ان عیسٰی ما مات وان هو الا شرك عظیم۔ یأکل الحسنات ویخالف الحصاة بل هو توفی کمثل اخوانه۔ ومات کمثل اهل زمانه۔ وانّ عقیدة حیاته قد جاءت فی المسلمین من الملّة النصرانیة۔ وما اتخذوه الٰهًا الا بهٰذه الخصوصیة۔ ثم اشاعها النصاریٰ ببذل الاموال فی جمیع اهل البدو والحضر۔ بما لم یکن احد فیهم من اهل الفکر والنظر۔ واما المتقدمون من المسلمین فلم یصدر منهم هٰذا القول الا علیٰ طریق العثار والعثرة۔ فهم قوم معذورون عند الحضرة بما کانوا خاطئین غیر متعمّدین۔ وما اخطأوا الا من وجه الطبائع الساذجة واللّٰہ یعفو عن کل مجتهد بصحة النیّة۔ ویؤدّی حق التحقیق من غیر خیانة علیٰ قدر الاستطاعة۔ الّا الذین جاءهم الامام الحکم مع البیّنات

ٹائٹل طبع بار اول

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ

الحمد لله الموفق انی کتبت هذه الرسالة والصحيفة الجالة لعلاج مرض المتنصرين الذی امتد مداه وعرقتهم مداه واكلتهم نار انكار الفرقان. والصول على كتاب الله القرآن. فاردنا ان ننجيهم من مخلب الحمام. ونريهم سوء داءهم ونهديهم الى دواء السقام. فالفنا هذا الكتاب مع انعام كثير لمن اجاب. وهو خمسة الاف من الدراهم لكل من اتى بمثله وارى العجائب. وهو بفضل الله حسن وطيب والطف وادق. وسميته الحصة الاولى من

نور الحق

"عسى ربكم ان يرحمكم
وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم
للكافرين حصيرا ان هذا القرآن
يهدي للتي هي اقوم ويبشر المؤمنين
الذين يعملون الصالحات ان لهم
اجرًا كبيرًا ٥"

قد طبع فی المطبع المصطفائی پریس فی لاهور سنه ۱۳۱۱ ہجری

بار اول جلد ۱۳۰۰

لهذه المناضلة ان كانوا من الصادقين و علمت من ربّي انهم من المغلوبين۔ و
والله انى لست من العلماء ولا من اهل الفضل والدهاء وكلّما اقول من انواع
حسن البيان او من تفسير القرآن فهو من الله الرحمان وكلما اخطأت فيه فهو
منّى وكلّما هو حق فهو من ربّى وان ربّى ارواني من كاس العرفان ومعذلك ما
ابرّء نفسى من السهو والنسيان وان الله لا يتركني على خطأ طرفة عين و
يعصمنى من كلّ مين ويحفظنى من سبل الشياطين۔ فيا اهل الاهواء و
الدعاوى والرياء ان كنتم تحسبون انفسكم من اولى العلم والفضل والدهاء
او من الصلحاء والاولياء والاتقياء او من الذين يسمع دعائهم كالاحباء
فاتوا بمثل ذلك الكتاب فى جميع الانحاء واروني علمكم وقدركم فى حضرة
الكبرياء وان لم تفعلوا ولن تفعلوا يا معشر السفهاء فتادبوا مع اهل الحق والنور
والضياء ولا تعتدوا كل الاعتداء وما هذا الا صنيعة الرب القوى لا فعل الغبى
والضعفاء وان الكرامات تظهر فى وقت توهين الاعداء وان عباد الله ينصرون
عند انتهاء الجور من اهل الجفاء واذا بلغ الظلم غايته فيدركهم رب السماء
فتوبوا من المعائب والعثرات وبادروا الى الحسنات والصالحات وان الحزامة
كل الحزامة فى قبول الكرامة فاقبلوها قبل الندامة واتقوا سواد الخزى و
الملامة ونكال القيامة فطوبى لكم ان جئتم كالتائبين المتندمين هذه خاتمة
النصيحة وخاتمة افحام العدا واتمام الحجّة والسّلام على من قبلنا قبل المذلة وترك
سبيل المجرمين۔ وآخر دعوانا ان الحمد لله ربّ العالمين ۔

الراقم الحقير
المفتقر الى الله الصمد غلام احمد عافاه الله وايّد
وكان هذا مكتوبا فى ذى القعدة سنه ۱۳۱۱
من هجرة نبى العهد مقبول الاحد صلى الله عليه وسلم
من الازل الى الابد

نورالحق حصہ دوئم صفحہ 86 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 45 پر درج ہے

ٹائیٹل طبع اوّل

هٰذا الكتاب ألّفته من تائيد ربّي المنّان

ووالله انّه من قوة ربّي لا من قوة الانسان

وانه لآية عظيمة لمن تذكّر وخاف الديّان۔

واني سمّيته

مواهب الرحمٰن

وانا عبد الله الاحد غلام احمد عافاه الله

وايّد وجعل قريتي هٰذه قاديان

دار الاسلام ومهبط الملئكة

الكرام

(آمين)

قد طبع في مطبع ضياء الاسلام قاديان باهتمام

الحكيم فضل الدين البهيروي لاربعة عشر خلون

من شوال سنة ١٣٢٠ھ مطابقًا لاربعة عشر خلون من

شهر جنوری سنه ١٩٠٣ء

التعداد ٢٠٠٠

وانّی ما تفوّهت قط بهذا فکیف الیّ هذا القول یُعزیٰ۔ یطلبنی فی ۵
و من گاہے این چنین کلمات بر زبان نراندہ ام پس چگونہ سوئے من منسوب کردہ شد۔ این کس مرا در بیابانی
نیاط وانا علی بساط و یبین ما فہت به بصورة اخریٰ۔ فاقول ملّ
می طلبد و من بر بساطے نشستہ ام و آن سخنہا میگوید کہ بصورت دیگر گفتہ بودم پس میگویم
رسلك یا فتی ولا تعزلی الی قول ما اتعزیٰ۔ ومن حسن خصائل
کہ آہستہ باش اے جوان و مرا سوئے آن سخن منسوب مکن کہ من خود را سوئے آن منسوب نمی کنم و از سیرت ہائے نیکو
المرءان یحقق ولا یعتمد علی کل ما یروی۔ فاتق الله یا من یجرح جلدتی
مردان این است کہ تحقیق کنند و بر ہر روایتے کہ بشنوند اعتماد نہ نمایند۔ پس بترس از خدا اے کہ پوست مرا مجروح
ویشهر منقصتی۔ وتعال اقص علیك قصتی۔ واسمع منی معذرتی۔
میکنی و منقصت من مشہور میکنانی و بیا کہ بر تو قصہ خود می خوانم - و عذر من بشنو
ثم اقض ما انت قاض واخط خطوة التقی۔ واسلك سبیل التقوی ولا تقف
باز ہر فیصلہ کہ میخواہی اختیار تست کہ کردہ باشی و بر جادۂ پرہیزگاران قدم بزن و راہ پرہیزگاری برو و پس آن چیزے مرو
ما لیس لك به علم ولا تتبع الهوی۔ انی امرء یکلمنی ربّی۔ ویعلمنی من لدنه
کہ ترا بر حقیقت آن اطلاع نداری و ہوا پرستی مکن من مردے ام کہ با من خدا گفتگو میکند و از خزانہ خاص خود مرا
ویحسن ادبی ویوحی الیّ رحمة منه فاتبع ما یوحی۔ وما کان لی ان اترك
تعلیم میدہد و بادب خود مرا تادیب میفرماید و از رحمت خود بر من وحی میفرستد پس من وحی او را پیروی میکنم و مرا چہ شد کہ
سبیله واختار طرقا شتی۔ وکلما قلت قلت من امره۔ وما فعلت شیئا
راہ او بگذارم و طریقہ ہائے متفرق اختیار کنم و ہر چہ گفتم از امر او گفتم و از خود چیزے
عن امری۔ وما افتریت علی ربّی الاعلیٰ وقد خاب من افتری۔ اتعجب
نکردہ ام و بر خداوند بزرگ خود دروغے نہ بستم و ہلاک شد نامراد است آنکہ مفتری است۔ عجب از ین
من هذا افلا تعجب من فعل القدیر الذی خلق الارض والسمٰوات العُلیٰ
کہ دارد تعجب میکنی پس بر کار آن قادر ہیچ تعجب نمی کنی کہ زمین و آسمانہائے بلند را پیدا کردہ است ـ

مواہب الرحمان صفحہ 5 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 221 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 46 پر درج ہے

معشار ما قلنا، وخانوا وحرفوا البيان و نحتوا البهتان و وقعوا فی حیص بیص
وظنوا ظن السوء، فتعساً لتلك الظانين۔ والله يعلم انی ما قلت الا ما
قال الله تعالیٰ ولم أقل كلمة قط يخالفه وما مسها قلمی فی عمری، و أما
قولهم ان المسيح كان خالق الطيور وكان خلقه كخلق الله تعالیٰ بعينه و
كان احياءه كاحياء الله تعالیٰ بعينه بلا تفاوت، وكان معصوماً تاماً ومحفوظاً
منہ من مس الشيطان، وليس كمثله فی هذه العصمة نبينا صلی الله عليه وسلم،
فهذا عندی ظلم و زور، كبرت كلمة تخرج من أفواههم و انهم فی هذه
الكلمات من الكاذبين، وأما افتراؤهم علیّ وظنهم كأنی لا أؤمن بالملائكة
فما أقول فی جواب هذه الظنون الفاسدة التی لا أصل لها ولا أثر، غير أنی أبتهل
فی حضرة الله سبحانه واقول رب العفو ان كنت قلت مثل هذا، والا فالعن

مرة ماءً، ثم يسيرون حتی ينتهوا الی جبل الخمر و هو جبل بيت المقدس فيقولون
لقد قتلنا من فی الارض هلمّ فلنقتل من فی السماء، فيرمون بنشابهم الی السماء
فيرد الله عليهم نشابهم مخضوبة دماء ويحصر نبی الله واصحابه حتی تكون
رأس الثور لاحدهم خيراً من مائة دينار لاحدكم اليوم، فيرغب نبی الله عيسیٰ
واصحابه الی الله فيرسل عليهم النغف فی رقابهم فيصبحون فرسی كموت نفس
واحدة، ثم يهبط نبی الله عيسیٰ واصحابه الی الارض فلا يجدون فی الارض موضع
شبر الا ملاءه زهمهم ونتنهم، فيرغب نبی الله عيسیٰ واصحابه الی الله فيرسل
الله طيراً كأعناق البخت فتحملهم فتطرحهم حيث شاء الله، ويستوقد المسلمون
من قسيهم ونشابهم وجعابهم سبع سنين، ثم يرسل الله مطراً لا يكن منه بيت
مدر ولا وبر فيغسل حتی يتركها كالزلفة، ثم يقال للارض أنبتی ثمرتك وردی
بركتك فيومئذ تأكل العصابة من الرمانة ويستظلون بقحفها ويبارك فی الرسل
حتی ان اللقحة من الابل لتكفی الفئام من الناس واللقحة من البقر لتكفی القبيلة
من الناس واللقحة من الغنم لتكفی الفخذ من الناس، فبينما هم كذلك اذ بعث الله

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

آنانکہ بر دعاویٔ ما حملہ ہا کنند — دز راہ جہل عربدہ ہا برپا کنند
گر یک نظر کنند بدیں نسخہ کتاب — ہستم یقیں کہ ترک عناد و ابا کنند
باور نمی کنم کہ نیایند عذر خواہ — ویں امر دیگر است کہ ترک حیا کنند

براہین احمدیہ

حصہ پنجم (۵)

ملقب

بالبراھین الاحمدیۃ علی حقیقۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیۃ

مؤلفہ

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

رہتے تھے اس ملک میں تو شاذ و نادر کوئی ایسا سال گذرتا ہوگا کہ زلزلہ نہ آتا ہو۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اس ملک میں ہمیشہ زلزلے آتے رہے ہیں اور سخت زلزلے بھی آتے رہے ہیں حضرت عیسٰی نے اپنی زندگی میں جب وہ اس ملک میں تھے اور ابھی کشمیر کی طرف سفر نہیں کیا تھا✚ کئی زلزلے خود دیکھے ہونگے۔ پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان معمولی حوادث کا نام پیشگوئی کیوں رکھا جائے۔ پس جس تمسخر کو آپ نے میری پیشگوئیوں میں تلاش کرنا چاہا اور نامراد رہے اگر آپ حضرت عیسٰی کی ان پیشگوئیوں میں تلاش کرتے تو بغیر کسی محنت کے فی الفور آپ کو مل جاتا۔ اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسٰی نے زلزلہ کا نام زلزلہ ہی رکھا کوئی تاویل نہیں کی۔ کیا آپ مجھے حضرت عیسٰی کا کوئی ایسا فقرہ دکھلا سکتے ہیں جس میں لکھا ہو کہ ان پیشگوئیوں میں زلزلے سے مراد درحقیقت زلزلہ ہے کوئی استعارہ نہیں۔ اور بغیر حضرت عیسٰی کی

ملا (margin)

✚ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت عیسٰی کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے بلکہ وہ صلیب سے بچکر پوشیدہ طور پر ایران اور افغانستان کا سیر کرتے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور ایک لمبی عمر وہاں بسر کی۔ آخر فوت ہو کر سری نگر محلہ خانیار میں مدفون ہوئے اور اب تک آپ کی وہیں قبر ہے۔ یُزار و یتبرک بہ۔ اور صلیب پر آپ فوت نہیں ہوئے۔ کچھ زخم بدن پر آئے تھے جن کا مرہم عیسٰی کے ساتھ علاج کیا گیا تھا۔ اور اس مرہم کا نام اسی وجہ سے مرہم عیسٰی رکھا گیا۔✲ منہ

✲ جس طرح ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی لڑائی میں مجروح ہوئے تھے اور کئی زخم تلواروں کے پیشانی مبارک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آئے تھے اور سرتا پا خون سے آلودہ ہو گئے تھے اسی طرح بلکہ اس سے بہت کم حضرت عیسٰی کو صلیب پر زخم آئے تھے پھر نہ معلوم نادان لوگوں کو حضرت عیسٰی سے کیسی مشرکانہ محبت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم تو قبول کرتے ہیں مگر حضرت عیسٰی کا مجروح اور زخمی ہونا ان کی شان سے بلند تر سمجھتے ہیں اور شور ڈالتے ہیں کہ ان کی نسبت ایسا کیوں کہتے ہو اور ان کو تمام دنیا سے الگ ایک خصوصیت دینا چاہتے ہیں۔ وہی آسمان پر چڑھ کر پھر زمین پر اُترنے والے۔ وہی اعتقاد لمبی عمر پانے والے۔ مگر خدا نے ان کو پیدائش میں بھی اکیلا نہیں رکھا بلکہ کئی حقیقی بھائی اور کئی حقیقی بہنیں ان کی ایک ہی ماں سے تھیں۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف اکیلے تھے۔ نہ کوئی دوسرا بھائی تھا نہ بہن۔ منہ

ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صفحہ 100 روحانی خزائن صفحہ 262 جلد 21 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 46 پر درج ہے

ٹائیٹل پیج طبع اوّل

الحمد للّٰہ والمنّۃ

کہ یہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور ان کے مریدوں اور ہمخیال لوگوں پر اتمام حجت کے لئے محض نصیحتاً للّٰہ شائع کیا گیا ہے اور بغرض اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہوجائے اس رسالہ کے ساتھ پچاس ۵۰ روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی دیا گیا ہے جو اسی ٹائیٹل پیج کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور یہ رسالہ موسوم بہ

تحفۂ گولڑویہ

ہوکر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب بھیروی مالک مطبع چھپکر یکم ستمبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا

قیمت ۱۰/ محصول ۲/ جلد ۷۰۰ ڈاک ۱/ کل ۱۳/

ہونے کا دعویٰ کرکے قوم کا مصلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے۔ اور محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتلانے کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی۔ اور یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملاتا ہے وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مرجاتا ہے۔ ایسا خبیث اس لائق نہیں کہ خدا اس کو یہ عزت دے کہ تو نے اگر میرے پر افترا کیا تو میں تجھے ہلاک کر دوں گا بلکہ وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلت کے قابل التفات نہیں کوئی شخص اُس کی پیروی نہیں کرتا کوئی اُس کو نبی یا رسول یا مامور من اللہ نہیں سمجھتا ماسوا اس کے یہ بھی ثابت کرنا چاہئے کہ اِس مفتریانہ عادت پر برابر تیئیس برس گذر گئے۔ ہمیں حافظ محمد یوسف صاحب کی بہت کچھ واقفیت نہیں مگر یہ بھی امید نہیں۔ خدا اُن کے اندرونی احوال بہتر جانتا ہے۔ اُن کے دو قول تو ہمیں یاد ہیں۔ اور سنتا ہے کہ اب وہ ان سے انکار کرتے ہیں (۱) ایک یہ کہ چند سال کا عرصہ گذرا ہے کہ بڑے بڑے جلسوں میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ مولوی عبد اللہ غزنوی نے میرے پاس بیان کیا کہ آسمان سے ایک نور قادیان پر گرا اور میری اولاد اس سے بے نصیب رہ گئی۔ (۲) دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے انسانی تمثل کے طور پر ظاہر ہو کر اُن کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے کیوں لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اب مجھے خیال آتا ہے کہ اگر حافظ صاحب ان دو واقعات سے اب انکار کرتے ہیں جن کو بار بار بہت سے لوگوں کے پاس بیان کر چکے ہیں تو نعوذ باللہ بے شک انہوں نے خدا تعالیٰ پر افترا کیا ہے*۔ کیونکہ جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مر بھی جائے تب بھی انکار نہیں کرسکتا

* میں ہرگز قبول نہیں کرونگا کہ حافظ صاحب ان ہر دو واقعات سے انکار کرتے ہیں۔ ان واقعات کا گواہ صرف میں ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت گواہ ہے اور کتاب "ازالہ اوہام" میں ان کی زبانی مولوی عبد اللہ صاحب کا کشف درج ہو چکا ہے۔ میں تو یقیناً جانتا ہوں کہ حافظ صاحب ایسا کذب صریح ہرگز زبان پر نہیں لائیں گے گو قوم کی طرف سے ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔ اُن کے بھائی محمد یعقوب نے تو انکار نہیں کیا تو وہ کیونکر کریں گے۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ منہ

لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ نخواہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں اور وہ حقیقت ص۲۹
جو الیاس نبی کو دوبارہ آنے کی تھی جو خود حضرت عیسےٰ کے بیان سے کھل گئی۔* اس سے کچھ
عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے۔ اُس کا
اُنہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور اُمتی بھی۔ مگر کیا مریم کا بیٹا اُمتی
ہوسکتا ہے؟ کون ثابت کریگا کہ اُس نے براہِ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
پیروی سے درجۂ نبوت پایا تھا؟ ھٰذَا ھُوَ الْحَقُّ ؕ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا
وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ
عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ اور ہزار کوشش کی جائے اور تاویل کی جائے یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنیوالا ہے کہ جب لوگ نماز کیلئے مساجد کیطرف دوڑینگے
تو وہ کلیسیا کی طرف بھاگے گا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا۔ اور
جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف مُنہ کرینگے تو وہ بیت المقدس کی طرف
متوجہ ہوگا اور شراب پیئے گا اور سؤر کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ
پرواہ نہیں رکھیگا۔ کیا کوئی عقل تجویز کرسکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے
آپؐ کی ختمِ نبوت کی مُہر کو توڑ دے گا۔ اور آپؐ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا۔

*حاشیہ: حضرت عیسےٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کے لئے گھڑا تھا کیونکہ اُن کی
پہلی آمد میں اُن کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہُوا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ کمزوری دکھلاتے رہے۔
پس یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ آمدِ ثانی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائیں گے اور پہلی کسریں نکالیں گے۔
تا اِس طرح پر پہلی آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے۔ مگر اب وہ زمانہ آتا جاتا ہے کہ خود عیسائی
ایسے عقائد سے منحرف ہوتے جاتے ہیں۔ مَیں یقین کرتا ہوں کہ جب اُنکی عقلیں ترقی کرینگی تو وہ بہت
آسانی سے اِس عقیدے کو چھوڑ دینگے۔ اور جیسا کہ بچہ پورا تیار ہوکر پھر رحم میں نہیں رہ سکتا اسی طرح
وہ بھی مشیمۂ حجاب اور جہل سے باہر آجائیں گے۔ منہ

حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ 29 مندرجہ روحانی خزائن صفحہ 31 جلد 22 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 46 پر درج ہے

اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی کو ہمارے مقابلہ کیلئے خوب موقع مل گیا ہے۔
ہم نے سُنا ہے کہ وُہ بھی دُوسرے مولویوں کی طرح اپنے مُشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہ تا کسی
طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ اُتار کر خاتم الانبیاء بناویں۔ بڑی
جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں اور اُنکو بُرا معلوم ہوتا ہے کہ سُورہ نور کی منشاء کے موافق
اور صحیح بخاری کی حدیث اِمامکم منکم کے مطابق اور مسلم کی حدیث اَمّکم منکم
کے رُو سے اِسی اُمّت مرحومہ میں سے مسیح موعود پیدا ہو۔ تا موسوی سلسلہ کے مسیح کے
مقابل پر محمدی سلسلہ کا مسیح ظاہر ہو کر نبوت محمدیہ کی شان کو دُنیا میں چمکا دے۔ بلکہ یہ
مولوی صاحب اپنے دُوسرے بھائیوں کی طرح یہی چاہتے ہیں کہ وُہی ابن مریم جس کو
خدا بنا کر قریباً پچاس کروڑ انسان گمراہی کے دلدل میں ڈوبا ہوا ہے دوبارہ فرشتوں
کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہُوئے اُترے اور ایک نیا نظارہ خدائی کا دِکھلا کر پچاس کروڑ
کے ساتھ پچاس کروڑ اور ملا دے۔ کیونکہ آسمان پر چڑھتے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا تھا
وُہی مقولہ تھا کہ پیراں نمے پرند مُریداں مے پرانند۔ مگر اب تو ساری دُنیا فرشتوں کیساتھ
اُترتے دیکھے گی۔ اور پادری لوگ اگر مولویوں کا گلا پکڑ لیں گے کہ کیا ہم کہتے تھے یا نہیں کہ
یہی خُدا ہے۔ اُس منحوس دِن میں اسلام کا کیا حال ہوگا۔ کیا اسلام دُنیا میں ہوگا؟ لعنت اللہ
علی الکاذبین۔ جو شخص کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں مدفون ہے۔ اُس کو ناحق آسمان پر بٹھایا
گیا کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو
کسی طرح دوبارہ دُنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دُنیا کو تباہ کر دیا ہے۔
یہ مولوی اسلام کے نادان دوست کیا جانتے ہیں کہ ایسے عقیدوں سے کس قدر عیسائیوں کو
مدد پہنچ چکی ہے۔ اب خُدا تعالیٰ کوئی نئی عظمت ابن مریم کو دینا نہیں چاہتا بلکہ یہانتک کہ
جس قدر پہلے اس سے حضرت مسیح کی نسبت اطراء کیا گیا ہے وُہ بھی خُدا کو سخت ناگوار
گذرا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کو کہنا پڑا۔ ءَاَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ[1]۔ اب آسمان کیطرف

۱۹

[1] المائدۃ: ۱۱۷

ملا

دافع البلاء صفحہ 19 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 235 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 47 پر درج ہے

حوالہ نمبر 96

۳۷۳

نور افشاں مطبوعہ ۲۳ اپریل کا اعتراض

پرچہ نور افشاں میں مسیح کے صعود کی نسبت یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ مسیح کے صعود کی نسبت گیارہ شاگرد بچشم دید گواہ موجود ہیں جنہوں نے اُسے آسمان کو جہاں تک حد نظر ہے جاتے دیکھا چنانچہ معترض صاحب نے اپنے دعوے کی تائید میں رسولوں کے اعمال باب اوّل کی یہ آیتیں پیش کی ہیں

(۳) اُن پر (یعنی اپنے گیارہ شاگردوں پر) اُس نے (یعنی مسیح نے) اپنے مرنے کے پیچھے آپ کو بہت سی قوی دلیلوں سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک انہیں نظر آتا رہا اور خدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا اور اُن کے ساتھ ایک جا ہو کے حکم دیا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ۔ . . . . اور وہ یہ کہہ کے اُن کے دیکھتے ہوئے اُوپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُن کی نظروں سے چھپا لیا۔ اور اس کے جاتے ہوئے جب وے آسمان کی طرف تک رہے تھے دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ہوئے اُن کے پاس کھڑے تھے (۱۱) اور کہنے لگے اے جلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اُسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آوے گا۔

اب پادری صاحب صرف اس عبارت پر خوش ہو کر سمجھ بیٹھے ہیں کہ درحقیقت اسی جسم خاکی کے ساتھ مسیح اپنے مرنے کے بعد آسمان کی طرف اُٹھایا گیا۔ لیکن انہیں معلوم ہے کہ یہ بیان لوقا کا ہے جس نے نہ مسیح کو دیکھا اور نہ اُس کے شاگردوں سے کچھ سنا پھر ایسے شخص کا بیان کیونکر قابل اعتبار ہو سکتا ہے جو شہادت رویت نہیں اور نہ کسی دیکھنے والے کے نام کا اُس میں حوالہ ہے۔ ماسوا اس کے یہ بیان سراسر غلط فہمی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ بلکہ اسی باب کی تیسری آیت ظاہر کر رہی ہے

ازالہ اوہام صفحہ 473 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 353 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 47 پر درج ہے

ٹائیٹل پیج طبع اوّل

الحمد لله الذی وفقنا لتالیف رسالتنا ھذہ التی الفت
لافحام المولوی رسل بابا الامرتسری وتبکیتہ وفصل فیہ
کل امر لتبکیتہ وسمیت

اتمام الحجۃ

علی الذی لجّ وزاغ

عن المحجۃ

وطبعت فی مطبع گلزار محمدی فی بلدۃ لاھور سنہ ۱۳۱۱ھ

تعداد جلد ۷۰۰

قیمت فی جلد ۲ر

جیسے جلیل الشان امام قائل وفات ہو گئے۔ اور امام بخاری جیسے مقبول الزمان امام حدیث نے محض وفات کے ثابت کرنے کے لئے دو متفرق مقامات کی آیتوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ ابن قیم جیسے محدث نے مدارج السالکین میں وفات کا اقرار کر دیا۔ ایسا ہی علامہ شیخ علی بن احمد نے اپنی کتاب سراج منیر میں اُن کی وفات کی تصریح کی۔ معتزلہ کے بڑے بڑے علماء وفات کے قائل گذر گئے۔ پر ابھی تک ہمارے مخالفوں کی نظر میں حضرت عیسےٰ کی حیات پر اجماع ہی رہا۔ یہ خوب اجماع ہے۔ خدا تعالیٰ اِن لوگوں کے حال پر رحم کرے یہ تو حد سے گذر گئے۔ جو باتیں اللہ اور رسول کے قول سے ثابت ہوتی ہیں اُنہیں کو کلمات کفر قرار دیا۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔

اَب ہم اِس تقریر کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے اور نہ ہم جتلانا چاہتے ہیں کہ مولوی رسل بابا صاحب کا رسالہ حیات المسیح کس قدر بے بنیاد اور واہیات باتوں سے پُر ہے لیکن نہایت ضروری امر جسکے لئے ہم نے یہ رسالہ لکھا ہے یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ مذکورہ میں محض عوام کا دل خوش کرنے کے لئے یہ چند لفظ بھی مُنہ سے نکال دیئے

یصل الی یافابیوم ولیلۃ و منہا الی القدس ساعۃ فی الریل والسلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ و برکاتہ ادام اللّٰہ وجودکم وحفظکم و ایدکم ونصرکم علی اعدائکم۔ اٰمین۔

کتبہ خادمکم محمد السعیدی الطرابلسی عفا اللّٰہ عنہ

ترجمہ اے حضرت مولانا و امامنا السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپکو شفا بخشے۔ دمیری بیماری کی حالت میں یہ خط شامی صاحب کا آیا تھا) جو کچھ آپنے عیسےٰ علیہ السلام کی قبر اور دوسرے حالات کے متعلق سوال کیا ہے سو میں آپکی خدمت میں مفصل بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور بیت اللحم اور بلدہ قدس میں تین کوس کا فاصلہ ہے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور ابتک موجود ہے اور اُسپر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اسکے اندر حضرت عیسےٰ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور بنی اسرائیل کے عہد میں بلدہ قدس کا نام یروشلم تھا اور اسکو اورشلم بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسےٰ کے فوت ہونے کے بعد اس شہر کا نام ایلیا رکھا گیا اور پھر فتوح اسلامیہ کے بعد اسوقت تک اس شہر کا نام

صہ۲۱

اتمام الحجۃ صفحہ 27 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 299 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 47 پر درج ہے

ذات کی نسبت منسوب کر لیا جیسا کہ وہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیطرف منسوب تھی اور منسوب کرنے کے وقت یہ نہ فرمایا کہ اس آیت کو جب حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب کریں تو اسکے اور معنے ہونگے اور جب میری طرف منسوب ہو تو اسکے اور معنے ہیں۔ حالانکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت میں کوئی معنوی تغییر و تبدیل ہوتی تو رفع فتنہ کے لئے یہ عین فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس تشبیہ و تمثیل کے موقعہ پر فرما دیتے کہ میرے اس بیان سے کہیں یوں نہ سمجھ لینا کہ جس طرح میں قیامت کے دن فلما توفیتنی کہکر جناب الٰہی میں ظاہر کرونگا کہ بگڑنے والے لوگ میری وفات کے بعد بگڑے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی فلما توفیتنی کہکر یہی کہیں گے کہ میری وفات کے بعد میری اُمّت کے لوگ بگڑے کیونکہ فلما توفیتنی سے میں تو اپنا وفات پانا مراد رکھتا ہوں لیکن مسیح کی زبان سے جب فلما توفیتنی نکلیگا تو اس سے وفات پانا مراد نہیں ہوگا بلکہ زندہ اُٹھایا جانا مراد ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرق کرکے نہیں دکھلایا جس سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں موقعوں پر ایک ہی معنے مُراد لئے ہیں۔ پس اَب ذرہ آنکھ کھولکر دیکھ لینا چاہیئے کہ جبکہ فلما توفیتنی کے لفظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ دونوں شریک ہیں گویا یہ آیت دونوں کے حق میں وارد ہے تو اس آیت کے خواہ کوئی معنے کرو دونوں اس میں شریک ہوں گے۔ سو اگر تم یہ کہو کہ اِس جگہ توفی کے معنے زندہ آسمان پر اُٹھایا جانا مراد ہے تو تمہیں اقرار کرنا پڑے گا کہ اس زندہ اُٹھائے جانے میں حضرت عیسیٰ کی کچھ خصوصیّت نہیں بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ آیت میں دونوں کی مساوی شراکت ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ آسمان پر نہیں اُٹھائے گئے بلکہ وفات پا گئے ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ کی قبر مبارک موجود ہے تو پھر اس سے تو بہرحال ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ بھی وفات پاگئے ہیں۔ اور لطف تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ صفائی کے لئے اس جگہ حاشیہ میں اخویم حبّی فی اللہ سیّد مولوی محمد السعیدی طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہیں کی حدود میں حضرت

اتمام الحجہ صفحہ 24 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 296 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 47 پر درج ہے

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۸

حوالہ نمبر 99

۴۴۵

موافق پوری کردینی چاہیئے اور خدا تعالیٰ خود بھی سامان مہیا کر دیتا ہے جیسا کہ مجھ کو بیمار کر دیا تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کر دے۔ جیسا کہ ایک دفعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ سے فرمایا کہ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے سونے کے کڑے پہنائے جائیں گے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کسریٰ کا ملک فتح ہوا تو حضرت عمرؓ نے اس کو سونے کے کڑے جو لُوٹ میں آئے تھے، پہنائے حالانکہ سونے کے کڑے یا کوئی اور چیز سونے کی مردوں کے لئے ایسی ہی حرام ہے جیسا کہ اور حرام چیزیں۔ لیکن چونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ بات نکلی تھی اس لئے پُوری کی گئی۔ اسی طرح ہر ایک دوسرے انسان کو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کو پُورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

فرمایا کہ

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اُترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اُوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بَول۔ ہمارے مخالف مولوی اس کے معنے یہ کرتے ہیں۔ کہ وہ سچ مچ جوگیوں کی طرح دو چادریں اوڑھے ہوئے آسمان سے نیچے اُتریں گے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ چونکہ معبروں نے ہمیشہ زرد چادر کے معنے بیماری کے ہی لکھے ہیں۔ ہر ایک شخص جو زرد چادر دیکھے یا کوئی اور زرد چیز تو اس کے معنے بیماری کے ہی ہونگے اور ہر ایک شخص جو ایسا دیکھے آزما سکتا ہے کہ اس کے معنے یہی ہیں۔

دو عورتوں کے جھگڑے پر فرمایا کہ

ملفوظات جلد 8 صفحہ 445 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 48 پر درج ہے

ٹائٹل طبع اوّل

الهدیٰ

والتبصرة لمن یرٰی

۱۲۔جون سنہ ۱۹۰۲ء

التمن فی جلد	محصول ڈاک	وي پي
۱۲؍	۱۰؍	۱؍

طبع فی دار الامان قادیان المطبع ضیاء الاسلام

باہتمام الحکیم فضل دین البھیروی

تعداد اشاعت ۷۰۰

من الضربة۔* فلا تهنوا ولا تحزنوا وان الله معكم لو كنتم معه بالصدق والطاعة۔ ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة۔ والأن اعيد اليكم البدر فى المرة الثانية۔ وان الفتح قريب ولكن لا بالسيف والملحمة۔ بل بالتضرعات وعقد الهمة والادعية۔ فلا تظنوا ظن السوء واسعوا الى كالصحابة۔ ولا تموتوا الا وانتم مسلمون وصلوا على محمد خير البرية۔ وان هذه مائة كليلة البدر عدة۔ وكليلة القدر مرتبة فابشروا ببدركم وانتظروا ايام النصرة۔ ص۹۷

فى ذكر اهل الجرائد والاخبار

لعلك تقول بعد ذالك ان اهل الجرائد والاخبار يستحقون ان يُصلحوا مفاسد البلدان والديار۔ فاقول رحمك الله انه خطاء فى الافكار۔ اتُبرء من هؤلاء امراض النفوس۔ ووساوس القسوس۔ نعم لا شك ان هذه الصناعات تفيد قوما لو رعوه حق المراعات۔ و تكون كهاد الى مجاهل۔ وتقود الى مناهل۔ وتكون كناصر للدينيات۔ وان الجرائد مرآة ترى الغائب كالمشهود۔ والغابر كالموجود۔ وتكون الوصلة الى بعض الخفايا۔ بل قد تعين على فصل القضايا۔ وترى

* الحاشية۔ اول بلدة بأ يعنى الناس فيها اسمها لدهيانه۔ وهى اول ارض قامت الاشرار فيها للاهانة۔ فلما كانت بيعة المخلصين۔ حربةً لقتل الدجال اللعين۔ باشاعة الحق المبين۔ اشير فى الحديث ان المسيح يقتل الدجال على باب اللُدّ بالضربة الواحدة۔ فاللُدّ ملتقط من لفظ لدهيانه كما لا يخفى على ذوى الفطنة۔ منه

حوالہ نمبر 101

اب سمجھنا چاہئے کہ گو اجمالی طور پر قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیرہ دین کا اور طریقہ عبادات وغیرہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے اور اگر احادیث کو ہم بکلی ساقط الاعتبار سمجھ لیں تو پھر اس قدر بھی ثبوت دینا ہمیں مشکل ہوگا کہ درحقیقت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما و عثمان ذوالنورینؓ اور جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اور امیر المومنین تھے اور وجود رکھتے تھے صرف فرضی نام نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ان میں سے کسی کا نام نہیں۔ ہاں اگر کوئی حدیث قرآن شریف کی کسی آیت سے صریح مخالف و مغائر پڑے مثلاً قرآن شریف کہتا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا اور حدیث یہ کہے کہ فوت نہیں ہوا تو ایسی حدیث مردود اور ناقابل اعتبار ہوگی لیکن جو حدیث قرآن شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے۔ پس یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور بھاری غلطی ہے کہ یک لخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیشگوئیوں کو جو خیر القرون میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مسلّمات میں سے سمجھی گئی تھیں بمد موضوعات داخل کردیں۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ <u>مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے</u> انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جنکو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات ان کی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔ قانون قدرت بے شک حق اور باطل کے آزمانے کے لئے ایک آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش کا اسی پر مدار نہیں۔

یہ حوالہ صفحہ 48 پر درج ہے	ازالہ اوہام صفحہ 557 خزائن جلد 3 صفحہ 400 از مرزا غلام احمد صاحب

درین زمان برکت نشان بعون خالق کون و مکان

کتاب مستطاب

مسمی بہ

عسلِ مصفّٰی

جس میں حضرت مسیح ناصری کی وفات اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا ثبوت
بدلائل عقلیہ و نقلیہ بوضاحت تمام کیا گیا ہے

از تالیف

ابو العطا مرزا خدا بخش احمدی قادیانی یکے از کمترین خادمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بماہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء مطابق غرہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۸ھ

در مطبع اسلامیہ واقع لاہور طبع گردید

اصحاب مجدد تسلیم کئے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض نے اپنی زبان سے دعویٰ مجددیت کیا ہے اور بعض نے نہیں کیا۔ صرف بعض لوگوں نے انکو اپنے اعتقاد اور علم سے مجدد تسلیم کر لیا ہے۔ ہم انکے نام صدی وار لکھ دیتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ انکے اسمائے مبارک سے ناواقف اور ناآشنا ہیں۔ اچھی طرح سے واقف ہو جائیں۔

• پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں

(۱) عمر بن عبد العزیز (۲) سالم (۳) قاسم (۴) مکحول۔ علاوہ ان کے اور بھی اس صدی میں مجدد مانے گئے ہیں۔ چونکہ جو مجدد جامع صفات حسنہ ہوتا ہے۔ وہ سب کا سردار اور فی الحقیقت وہی مجدد فی نفسہٖ مانا جاتا ہے۔ اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا۔ تو دوسرے اسکے تابع ہو کر کارروائی کرتے تھے۔ چنانچہ صدی اول کے مجدد متصف بجامع صفات حسنیٰ حضرت عمر بن عبد العزیز تھے دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ 9۔ وقرۃ العیون ومجالس الابرار۔

دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام محمد ادریس ابو عبد اللہ شافعی (۲) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (۳) یحییٰ بن معین بن عون عطفانی (۴) اشہب بن عبد العزیز بن داؤد قیس (۵) ابو عمرو مالکی مصری (۶) خلیفہ مامون رشید بن ہارون (۷) قاضی حسن بن زیاد حنفی (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی (۹) سہل بن ابی سہل بن رخلہ شافعی۔ (۱۰) بقول امام شعرانی حارث بن اسعد محاسبیؒ ابو عبد اللہ صوفی بغدادی۔ (۱۱) اور بقول قاضی القضات علامہ عینی۔ احمد بن خالد الخلال ابو جعفر حنبلی بغدادی۔ دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۱۴۔ قرۃ العیون ومجالس الابرار۔

تیسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی (۲) ابو الحسن اشعری متکلم شافعی۔ (۳) ابو جعفر طحاوی ازدی حنفی (۴) احمد بن شعیب (۵) ابو عبد الرحمٰن نسائی (۶) خلیفہ مقتدر باللہ عباسی

عسل مصفّیٰ از مرزا خدا بخش صاحب صفحہ 117 تا 120	یہ حوالہ صفحہ 49 پر درج ہے

۸۱۱

(۷) حضرت شبلی صوفی (۸) عبیداللہ بن حسین (۹) ابوالحسن کرخی صوفی حنفی (۱۰) امام بقی بن مخلد قرطبی مجدد اندلس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام ابوبکر باقلانی (۲) خلیفہ قادر باللہ عباسی (۳) ابوحامد اسفرائنی (۴) حافظ ابو نعیم (۵) ابوبکر خوارزمی حنفی (۶) بقول شاہ ولی اللہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم نیشاپوری (۷) امام بیہقی۔ (۸) حضرت ابوطالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیا سے ہیں (۹) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغداد (۱۰) ابواسحاق شیرازی (۱۱) ابراہیم بن علی بن یوسف فقیہ و محدث۔

پانچویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن محمد ابوحامد امام غزالی (۲) بقول عینی و کرمانی حضرت راعونی حنفی (۳) خلیفہ مستظہر بالدین مقتدی باللہ عباسی (۴) عبداللہ بن محمد انصاری ابواسمٰعیل ہروی (۵) ابوطاہر سلفی (۶) محمد بن احمد ابوبکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی۔

چھٹی صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عمر ابوعبداللہ فخرالدین رازی (۲) علی بن محمد (۳) عزالدین ابن کثیر (۴) امام رافعی شافعی صاحب زبدہ شرح شفا (۵) یحییٰ بن حبش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی شہید امام طریقت (۶) یحییٰ بن اشرف بن حسن محی الدین لوذی۔ (۷) حافظ عبدالرحمٰن ابن جوزی۔

ساتویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) احمد بن عبدالحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (۲) تقی الدین ابن دقیق السعید (۳) شاہ شرف الدین مخدوم بہائی سندی (۴) حضرت معین الدین چشتی (۵) حافظ

عسل مصفیٰ از مرزا خدا بخش صاحب صفحہ 117 تا 120	یہ حوالہ صفحہ 49 پر درج ہے

ابن القیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی دمشقی حنبلی (۶) عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابو محمد عفیف الدین یافعی شافعی (۷) قاضی بدرالدین محمد بن عبداللہ الشبلی حنفی دمشقی ۔

آٹھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) حافظ علی بن حجر عسقلانی شافعی (۲) حافظ زین الدین عراقی شافعی (۳) صالح بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی (۴) علامہ ناصرالدین شاذلی ابن سنت میلی ۔

نویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) عبدالرحمن بن کمال الدین شافعی معروف بامام جلال الدین سیوطی (۲) محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی (۳) سید محمد جون پوری مہدی ۔ اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد تھے

دسویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) ملا علی قاری (۲) محمد طاہر فتنی گجراتی محی الدین محی السنۃ (۳) حضرت علی بن حسام الدین معروف بعلی متقی ہندی مکی ۔

گیارھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) عالمگیر بادشاہ غازی اورنگ زیب (۲) حضرت آدم بنوری صوفی (۳) شیخ احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی سرہندی معروف بامام ربانی مجدد الف ثانی

بارھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی (۲) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (۳) سید عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کوکبانی (۴) حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (۵) امام شوکانی (۶) علامہ سید محمد بن اسمٰعیل امیر یمن (۷) محمد حیات بن ملا لازیہ

بعض کے نزدیک حضرت امیر تیمور بادشاہ بھی مجدد ہیں ۔

عسل مصفیٰ از مرزا خدا بخش صاحب صفحہ 117 تا 120	یہ حوالہ صفحہ 49 پر درج ہے

سندھی ۔ ن)

تیرھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) سید احمد بریلوی (۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۳) مولوی محمد اسمٰعیل شہید دہلوی (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (۵) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ ہم اسکا انکار نہیں کر سکتے۔ کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جنکو مجدد مانا گیا ہو۔ اور ہمیں انکی اطلاع نہ ملی ہو۔ وجہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جامع جمیع صفات انسانی تھے۔ کوئی کامل انسان ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ شریعت اسلامی کے تمام محکمجات کی خدمات کو سرانجام دے سکتا۔ اسلئے ضروری بلکہ اشد ضروری تھا۔ کہ شریعت حقہ اسلام کے ہر پہلو اور ہر محکمہ کے ضعف اور کمزوری کو دور کرنے کے لئے الگ الگ افراد اس خدمت پر مامور ہوتے اور مشاہدہ اور تجربہ گواہی دیتا ہے کہ ایسا ہی ہوتا رہا۔ چنانچہ فہرست مجددین سے واضح ہوتا ہے۔ کہ کوئی مجدد فقیہ ہے کوئی محدث ہے۔ کوئی مفسر ہے کوئی صوفی کوئی متکلم ہے۔ اور کوئی بادشاہ ہے۔ الغرض جن کاموں کو ایک ذات جامع جمیع صفات انسانی بہمہ حسن وخوبی سرانجام دیتی تھی۔ اب مختلف زمانوں میں مختلف افراد مختلف پہلوؤں میں ان خدمات کو بجا لاتے رہے۔ اور اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔

جب یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ ہر صدی کے سر پر کسی مجدد کا آنا ضروری ہے۔ تو اب کوئی وجہ نہیں کہ چودھویں صدی کے سر پر کوئی مجدد۔ **حوالہ نمبر ۱۰** کا آنا نہایت ہی ضروری ہے۔ خاص کر ایسے پرفتن زمانہ میں جبکہ اسلام پر ہر پہلو اور ہر طرف سے مصائب کے پہاڑ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ اور اسلام ایسے نرغہ میں پھنس گیا ہے۔ کہ جس سے جانبری نہایت ہی مشکل ہو گئی ہے۔

ہاں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر صدی میں جو مجدد آیا ہے۔ اسکا اہم کام یہی ہوتا تھا۔ کہ اسلام پر جس پہلو سے حملہ کیا گیا۔ یا جس بات میں اسلام ضعیف ہو گیا اُسی حملہ یا نقص کے دور کرنے کے لئے وہ مجدد کھڑا ہوا اور مجدد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام عالم

عسل مصفیٰ از مرزا خدابخش صاحب صفحہ 117 تا 120	یہ حوالہ صفحہ 49 پر درج ہے

سُنَن الدَّارَقُطْنِي

تأليف

شيخ الإسلام حافظ عصره . الفذ في علم الحديث ومعرفة علله ورجاله

الإمام الكبير علي بن عمر الدارقطني

المولود سنة ٣٠٦ والمتوفى سنة ٣٨٥ هجرية

وبذيله

التعليق المغني على الدارقطني

تأليف

المحدث العلامة

أبي الطيب محمد شمس الحق العظيم آبادي

الجزء الأول

عالم الكتب

بيروت

الطبعة الرابعة

١٤٠٦هـ - ١٩٨٦م

بيروت - المزرعة بناية الإيمان - الطابق الأول - ص.ب. ٨٧٢٣

تلفون : ٣٠٦١٦٦ - ٣١٥١٤٢ - ٣١٣٨٥٩ - برقياً : نابعلبكي - تلكس : ٢٣٣٩٠

دينار الطاحى عن يونس عن الحسن ، عن أبى بكرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « إن الله عز وجل إذا تجلى لشيء من خلقه خشع له » تابعه نوح بن قيس عن يونس ابن عبيد

١٠ — حدثنا أبو سعيد الأصطخرى ثنا محمد بن عبد الله بن نوفل ثنا عبيد بن يعيش ، ثنا يونس بن بكير عن عمرو[٧] بن شمر عن جابر ، عن محمد بن على قال . إن لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السماوات والارض ، ينكسف القمر لأول ليلة من رمضان ، وتنكسف الشمس فى النصف منه ، ولم تكونا منذ خلق الله السماوات والأرض .

١١ — حدثنا ابن أبى داود ثنا أحمد بن صالح ومحمد بن سلمة قالا نا ابن وهب ، عن عمرو ابن الحارث أن عبد الرحمن بن القاسم حدثه عن أبيه ، عن عبد الله[٨] بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : « إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا ينخسفان لموت أحد ولا لحياته ، ولكنهما آيتان من آيات الله ، فإذا رأيتموها فصلوا » .

الأخيرة أعنى : ولكن الله إذا تجلى لشيء الخ وإنما فى سنن النسائى من حديث قبيصة الهلالى ومن حديث النعمان بن بشير ولفظه : إن الله عز وجل إذا بدا لشيء من خلقه خشع له ، وقد أطال الحافظ ابن القيم الكلام فى معنى هذه الزيادة فى كتابه مفتاح دار السعادة بما لا مزيد عليه . قوله : عمرو[٧] بن شمر عن جابر ، كلاهما ضعيفان لا يحتج بهما . قوله : عن عبد الله[٨] ابن عمر ، الحديث أخرجه الشيخان ، واعلم أنه ثبت عن النبى صلى الله عليه وسلم فى الكسوف والخسوف فى كل ركعة بركوع ، وفى كل ركعة ركوعان ، وفى كل ركعة ثلاث ركوعات ، وأربعة ركوعات ، وخمسة ركوعات ، قال الحافظ فى فتح البارى : وجمع بعضهم بين هذه الأحاديث بتعدد الواقعة ، وأن الكسوف وقع مراراً فيكون كل من هذه الأوجه جائزاً ، وإلى ذلك ذهب إسحاق بن راهويه ، لكن لم يثبت عنده الزيادة على أربع ركوعات ، وقال ابن خزيمة وابن المنذر والخطابى وغيرهم : يجوز العمل بجميع ما ثبت من ذلك ، وهو من الاختلاف المباح ، وقواه النووى فى شرح مسلم . والله أعلم .

(سنن دارقطنی از امام علی بن عمر الدارقطنی جلد اول صفحہ 65، بیروت)

یہ حوالہ صفحہ 49 پر درج ہے

وذمرہ ھذا بیان بعض العلماء و اما صاحب الانسان الکامل عبدالکریم

یہ تو بعض علماء کا قول ہے مگر صاحب کتاب انسان کامل عبدالکریم نے

الذی ھو من المتصوفین فبلغ الامر الی النھایۃ وقال ان التثلیث

جو متصوفین میں سے ہے اس بارے میں حد ہی کر دی اور کہا کہ تثلیث

بمعنے حق ولاحرج فیہ وان عیسٰے کذا وکذا بل اشار الی انہ لیس

ایک معنی کے رو سے حق ہے اور اسمیں کچھ حرج نہیں اور عیسٰے ایسا ہو اور ایسا ہو بلکہ اس طرف اشارہ کر دیا کہ

بمخلوق ومنھم من اعتدی فی کذبہ وقال بسم اللہ الاب والابن و

وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے نہیں ہو اور بعض آدمی جھوٹ بولنے میں بہت بڑھ گئے اور یہ لکھا کہ بسم اللہ الاب والابن و

روح القدس کذٰلک ایدوا الفریۃ ونصروھا وکان الکذب فی اول الامر

روح القدس اسی طرح انہوں نے جھوٹ کی تائید کی اور جھوٹ کو مدد دی اور جھوٹ پہلے پہلے تو

قلیلاً ثم من جاء بعد کاذب الحق بکذبہ کذبا اٰخر حتی ارتفعت منہ

تھوڑا تھا پھر جو شخص ایک جھوٹے کے بعد آیا اس نے کچھ اپنی طرف سے بھی پہلے جھوٹ پر زیادہ کیا یہاں تک کہ جھوٹ کی

عمارۃ الکذب وجعل ابن عجوزۃ ابن اللہ وبعد ذٰلک جُعل اللہ العٰلمین

عمارت بہت اونچی ہو گئی اور ایک بڑھیا عورت کا بچہ خدا کا بیٹا بنایا گیا اور پھر خدا کر کے مانا گیا خبردار ہو کہ

الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ان عیسٰے الا نبی اللہ کانبیاء اٰخرین وان

جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ عیسٰی صرف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ

ھو الا خادم شریعۃ النبی المعصوم الذی حرّم اللہ علیہ المراضع حتی

اس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانیوالی حرام کی گئی تھیں یہانتک کہ

اقبل علی ثدی اُمّہ وکلّمہ ربّہ علی طور سینین وجعلہ من المحبوبین ھذا ھو موسٰی

اپنی ماں کی چھاتیوں تک پہنچایا گیا اور اُسکا خدا کوہ سینا میں اُس سے ہمکلام ہوا اور اُسکو پیارا بنایا یہ وہی موسٰی ہے

* (الفائدۃ) کلّم اللہ موسٰی علی جبل وکلّم الشیطٰن عیسٰے علی جبل فانظر الفرق بینھما ان کنت من الناظرین منہ

خدا ایک پہاڑ پر موسٰی سے ہمکلام ہوا اور ایک پہاڑ پر شیطان عیسٰے سے ہمکلام ہوا سو ان دونوں قسم کے مکالمہ میں غور کر اگر غور کرنے کا مادہ ہے۔

نور الحق حصہ اول صفحہ 50 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 68، 69 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 51 پر درج ہے

فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الیٰ حیاتہ وفرض علینا ان نؤمن

مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہوگیا کہ ہم اس بات ایمان لاویں

انہ حیٌّ فی السماء ولم یمُتْ ولیس من المیتین۔

کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مُردوں میں سے نہیں۔

واما نزول عیسیٰ من السماء فقد اثبتنا بطلانہ فی کتابنا الحمامۃ

مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہونگے سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ

وخلاصتہ انا لانجد فی القرآن شیئاً فی ھذا الباب من غیر خبر وفاتہ

میں بخوبی ثابت کر دیا ہوا اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ہم قرآن میں بغیر وفات حضرت عیسےٰ کے اور کچھ ذکر نہیں پاتے اور

الذی نجدھا فی مقامات کثیرۃ من الفرقان الحمید نعم جاء لفظ النزول

وفات کا ذکر نہ ایک جگہ بلکہ کئی مقامات میں پاتے ہیں ہاں بعض احادیث میں نزول کا

فی بعض الاحادیث ولکنہ لفظ قد کثر استعمالہ فی لسان العرب

لفظ آیا ہو لیکن وہ لفظ ایسا ہے کہ زبان عرب میں اکثر استعمال اس کے

علی نزول المسافرین اذا نزلوا من بلدۃ ببلدۃ اومن ملک بملک

مُسافروں کے حق میں ہے جب وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں وارد ہوں اور یا ایک ملک سے دوسرے

متغربین والنزیل ھو المسافر کما لا یخفی علی العالمین۔

ملک میں سفر کر کے آویں اور نزیل تو مسافر کو ہی کہتے ہیں جیسا کہ جاننے والوں پر پوشیدہ نہیں۔

واما لفظ التوفی الذی یوجد فی القرآن فی حق المسیح وغیرہ

مگر توفّی کا لفظ جو قرآن میں حضرت مسیح اور دُوسروں کے حق میں پایا جاتا ہے سو اسمیں بغیر معنے مارنے کے

من بنی آدم فلا سبیل فیہ الیٰ تاویل اخریٰ بغیر الاماتۃ واخذنا

اور کوئی تاویل نہیں ہو سکتی اور یہ معنے مارنے کے ہم نے

٥١ معناہ من النبی ومن اجل الصحابۃ لا من عند انفسنا وانت تعلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے بزرگ صحابہ سے لئے ہیں یہ نہیں کہ اپنی طرف سے گھڑے ہیں اور تُو جانتا ہے کہ

نور الحق حصہ اول صفحہ 50 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 68، 69 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 51 پر درج ہے

جس سے ظاہر ہے کہ مسیح کے ماننے والوں (خواہ حقیقی طور پر پیرو ہوں یا برائے نام) کا جب کبھی منکران مسیح سے مقابلہ ہوا۔ تو متبعان مسیح ان منکران مسیح پر غالب رہے۔ حالانکہ حقیقت عیسائی مسیح کے پیرو نہیں بلکہ صرف اسمی طور پر اسکی طرف منسوب ہیں اگر پیشگوئی کا تعلق صرف حقیقی متبعین سے ہوتا تو عیسائیوں کا غلبہ ہرگز نہ ہوتا۔ پس برائے نام پیروؤں کا غلبہ ثبوت ہے اس بات کا کہ پیشگوئی کا تعلق اسم سے ہوتا ہے اسلئے جب تک موجودہ مدعیان اسلام رسمی طور سے مسلمان کہلاتے ہیں اور عیسائیوں اور یہودیوں میں شامل نہیں جاتے اسوقت تک اگر وہ مکہ مدینہ پر قابض رہیں تو پیشگوئی کے صدق پر کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ اعتراض تو غیر احمدیوں کی طرف سے ہو سکتا ہے خلافت کے منکرین کی طرف سے نہیں ہو سکتا کیونکہ خلافت کے منکرین کے لئے تو اتنا سوچنا ہی کافی ہے کہ مکہ مدینہ کے علما کی طرف سے بھی مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگ چکا ہے پس وہ تو تکفیر کی وجہ سے کافر بن چکے ہیں اور تکفیر کا مسئلہ منکرین خلافت کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ فتدبّروا

گیارھواں اعتراض یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اچھا اگر حضرت مسیح موعود واقعی اپنے منکروں کو کافر سمجھتے تھے تو کیوں آپ نے ان سے وہ سلوک روا رکھا جو کافروں سے جائز نہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا اعتراض کرنا معترض کی ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔

غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام

کیوں کہا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے ہاں اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی سلام نہیں کہا اور نہ انکو سلام کہنا جائز ہے غرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت مسیح موعودؑ نے غیروں سے الگ کیا ہے اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔ اسجگہ یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ بات ہے تو کیوں ایسی احمدی عورت کا نکاح فسخ نہیں قرار دیا جاتا جس کا خاوند غیر احمدی ہے یا کیوں ایک احمدی باپ کا ورثہ غیر احمدی بیٹے کو جاتا ہے حالانکہ مسلمان کا کافر وارث نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کے احکام دو قسم کے ہیں ایک وہ جو ہر ایک انسان کے لیئے ہیں اور ایک وہ جو صرف حکومت کے لیئے ہیں مثلاً نماز پڑھنا ہر ایک کا فرض ہے لیکن چور کے ہاتھ کاٹنا ہر ایک کا فرض نہیں بلکہ حکومت کا فرض ہے اسی طرح روزہ رکھنا ہر ایک مسلمان کے لیئے فرض ہے مگر زانی کو سنگسار کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض نہیں بلکہ صرف اسلامی حکومت کا فرض ہے اب اگر اس اصل کے ماتحت غیر احمدیوں اور احمدیوں کے تعلقات پر نظر ڈالی جاوے تو سارے جھگڑے کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ چونکہ نماز الگ کرنے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اس لیئے اسپر علیحدہ آمد کا حکم دیا گیا یہی حال جنازوں اور رشتے اور ناطوں کا ہے لیکن وراثت اور نکاح فسخ ہو جانے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لیئے حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا اگر آپ کو حکومت دی جاتی تو آپ انکے متعلق بھی حکم جاری فرماتے پس مسئلہ وراثت کے متعلق ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہاں اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے جو حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اور پھر حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق فیصلہ نہیں فرمایا تو اسکو پیش کیا جاوے ورنہ یہ کہنا کہ غیر احمدیوں کے ساتھ بعض اسلامی سلوک جائز رکھے گئے ہیں ایک دعویٰ ہے جسکی کوئی بھی دلیل نہیں۔ فتدبروا

بارھواں اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو عبدالحکیم کو خط لکھا ہے اس میں آپ نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جسکو تیری دعوت پہنچی ہے اور اس نے تجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اس سے پتہ لگتا ہے کہ کم از کم وہ لوگ کافر

کلمۃ الفصل صفحہ 169، 170	از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 54 پر درج ہے

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ

آئینہ صداقت

جسمیں

امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ

نے

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے معدودے چند رفقاء کی جماعت احمدیہ سے علیحدگی کے

اسباب صحیح واقعات اور سچے حالات کا انکشاف اور سلسلہ میں پیدا ہو سکنے والی

غلط فہمیوں کا سدباب فرمایا ہے

تاریخ اشاعت ۲۴ر دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء

[illegible]

حوالہ نمبر 106

باب اوّل

اُن غلط واقعات کی تردید میں جو مولوی محمد علی صاحب نے اختلاف سلسلہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کئے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا تبدیلی عقیدہ کے متعلق مجھ پر بے جا الزام

مسیحیوں سے غلط طور پر ہماری مشابہت بتانے کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے اختلافات کی ایک تاریخ بیان کی ہے جسمیں انھوں نے اپنی طرف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بعض اقوام سے متاثر ہو کر میں نے (یعنے اس عاجز نے) اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کی ہے +

تعداد عقائد

یہ تبدیلیٔ عقیدہ مولوی صاحب تین اُمور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوّم یہ کہ آپ ہی آیت (اسمہٗ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورۃ صف آیت) کے مصداق ہیں۔ سوّم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

ہرسہ عقائد کا بیان

میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اسبات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد اختیار کئے ہیں۔ بلکہ جیساکہ میں آگے ثابت کروں گا۔ ان میں سے اول الذکر اور آخر الذکر حضرت مسیح موعود کے وقت سے ہیں۔ اور ثانی الذکر عقیدہ جیساکہ خود میں نے اپنے لیکچروں میں بیان کیا ہے۔ جو چھپ بھی چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت استاذی المکرم خلیفۃ المسیح اوّل رضہ سے گفتگو اور انکی تعلیم کا نتیجہ ہے

یہ حوالہ صفحہ 55 پر درج ہے	آئینہ صداقت صفحہ 35 از مرزا بشیر الدین محمود

احمدی اور غیر احمدی

میں

کیا فرق ہے؟

تقریر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

برموقع جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ۲۷/۱۲/۱۹۰۵ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟
ایک جماعت الگ بنانے کی وجہ

کل میں نے سنا تھا۔ کہ ایک شخص نے کہا۔ کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں۔ کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیئے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی۔ اور ایک بڑا شور برپا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالےٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ لیکن اس زمانہ میں بہت سی باتیں مسلمانوں میں ایسی داخل ہو گئی ہیں۔ جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، صفحہ 3 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 55 پر درج ہے

انوارِ خلافت

(مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ 1915ء)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

نے کہا آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں میں یہ نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی صاحب باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ان کو کہا آپ کہہ دیں کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں یہ سنکر وہ حیران سا ہو گیا۔ لیکن جب اس سے یہ پوچھا گیا کہ آپ جس مسیح کے آنے کے منتظر ہیں اس کے منکروں کو کیا کہتے ہیں۔ تو کہنے لگا بس بس میں سمجھ گیا بے شک آپ کا حق ہے کہ ہم کو کافر سمجھیں۔

پس تم لوگ دین کو اپنی جگہ پر رکھو اور دنیا کو اپنی جگہ پر۔ اور جہاں دین کا معاملہ آئے وہاں فوراً الگ ہو جاؤ۔ وہ لوگ جو اس بات سے چڑتے ہیں کہ ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے۔ ان سے پوچھو کہ جب تمہارا مسیحؑ آئے گا اور جو لوگ اسے نہیں مانیں گے ان کو کیا کہو گے۔ یہی نا کہ ان کی گردن اڑا دو۔ لیکن ہم تو کسی کی گردن نہیں اڑاتے ہم تو شریعت کا فتویٰ استعمال کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کہو اگر تمہارے خیال میں ہم ایک جھوٹے مسیح کو مانتے ہیں تو پھر ہمارے جنازہ پڑھنے سے تمہارے مردہ کو فائدہ کیا ہو گا کیا جس صورت میں کہ ہم مسلمان ہی نہیں ہماری دعا سے آپ کا مردہ بخشا جا سکتا ہے۔ پس اگر ان باتوں پر کوئی غور کرے تو کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہو سکتا۔

اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے۔ تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعودؑ کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ پھر میں کہتا ہوں بچہ تو گنہگار نہیں ہوتا اس کو جنازہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے اس کے پسماندگان کے لئے اور اس کے پسماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لئے بچہ کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت صاحب کو تو سچا مانتا ہے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور اسی حالت میں مرگیا ہے اس کو ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی

انوار خلافت صفحہ 38 مندرجہ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 150 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 56 پر درج ہے

جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کریں یعنی اللہ پر ایمان لے آئیں اور رسولوں کو نہ مانیں یا کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں بھی مانتے اور چاہتے ہیں کہ کوئی بین بین کی راہ نکالیں یہی لوگ پکے کافر ہیں اور اللہ نے کافروں کے لیئے ذلیل کرنیوالا عذاب تجویز کیا۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کھلے الفاظ میں ان لوگوں کا رد کیا ہے جو تمام رسولوں کا ماننا جزو ایمان نہیں سمجھتے۔ پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰؑ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰؑ کو نہیں مانتا یا عیسیٰؑ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا اور یا محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اُس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لیئے اولٰئک ھم الکافرون حقا فرمایا ہے۔ فتدبروا

اور اگر یہ کہا جاوے کہ اس آیت میں تو صرف رسولوں پر ایمان لانے کا سوال ہے مسیح موعود کا کوئی ذکر نہیں تو یہ سخت ایک ظلم عظیم ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مسیح موعودؑ کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ فرمایا "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا" یا جیسے فرمایا یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر یا جس طرح فرمایا انی مع الرسول اقوم۔ اور مسیح موعودؑ نے بھی اپنی کتابوں میں اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" (دیکھو بدر ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء) یا جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اسوقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں" (دیکھو خط حضرت مسیح موعودؑ بطرف ایڈیٹر اخبار عام لاہور) یہ خط حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وفات سے صرف تین دن پہلے یعنی ۲۳۔ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا اور آپ کا یوم وصال ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں شائع ہوا۔ پھر اسی پر بس نہیں کہ مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے سرتاج محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آنیوالے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا جیسا کہ صحیح مسلم سے

یہ حوالہ صفحہ 57 پر درج ہے	کلمۃ الفصل کے صفحہ 110

من جملتها هذا الهام، أعني يا عيسى انى متوفيك ورافعك اليّ ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة، وان الله قد سمانى فى هذا عيسٰى؛ ومن جملتها الهام آخر خاطبنى ربي فيه وقال انى خلقتك من جوهر عيسٰى وانك وعيسٰى من جوهر واحد وكشيئ واحد؛ ومن جملتها الهام سمى فيه كل من خالفنى من العلماء اليهود والنصارى۔ ثم ما ألهمت الى عشر سنين بمثل هذه الالهامات وما كنت أدرى انى أومر بعد هذه المدة الطويلة وأُسمّٰى مسيحًا موعودًا من الله تعالٰى بل كنت خلصًا ان المسيح نازل من السماء كما هو مركوز فى مدارك القوم؛ ولكنى كنت اقول فى نفسى تعجبا ان الله لِم سمانى عيسى ابن مريم فى الهامه المتواتر المتتابع ولِم قال انك وانه من جوهر واحد، ولِم سمى المخالفين اليهود والنصارى؟ فظهرت عليّ معانى تلك الالهامات والاشارات بعد

وعن ابن مسعود لا يأتى مائة سنة وعلى الارض نفس منفوسة اليوم رواه مسلم، وهكذا ذكر البخارى فى صحيحه والمضمون واحد لا حاجة الى الاعادة۔ فوجب من هذا على كل مؤمن ان يؤمن بموت الدجال بعد المائة من زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم والا فكيف يمكن التخلف فيما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بوحى من الله تعالٰى مؤكّدًا بقسمه، والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تأويل فيه ولا استثناء والا فأي فائدة كانت فى ذكر القسم؛ فتدبر كالمفتشين المحققين۔

واما تطبيق هذين الحديثين فلا يمكن الا بعد تأويل حديث الدجال وجعله من قبيل الاستعارات؛ فنقول ان حديث خروج الدجال يدل على خروج طائفة الكذابين فى آخر الزمان من قوم النصارى، وفى الحديث اشارة الى انهم يشابهون آباءهم المتقدمين فى مكرهم وخديعتهم وانواع فتنهم وحرصهم على اضلال الناس كانهم هم، الا ان آباءهم كانوا مقيدين بالسلاسل والاغلال ولكن هؤلاء يخرجون من ذلك السجن ويضع الله عنهم اغلالهم فيعيثون يمينًا وشمالًا ويفسدون فى الارض

یہ حوالہ صفحہ 57 پر درج ہے

حمامة البشرىٰ صفحہ 14 روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 از مرزا غلام احمد

پیغامِ صُلح

رقم فرمودہ

حضرت اقدس میرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

سے نظر آوے اور کوئی کسی کونہ سے۔ یہی حال اسلام کا ہے کہ اس کی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی۔ بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے ابدی چراغ نمایاں ہیں۔ اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے۔ اور اس کے ساتھ جو خدا کی نصرت کے نشان ہیں۔ وہ ہر ایک نشان چراغ ہے۔ اور جو شخص اس کی سچائی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے۔ وہ بھی ایک چراغ ہوتا ہے۔ میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گذرا ہے۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اُس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قول میرا اس لئے نہیں کہ میں ایک مسلمان شخص ہوں۔ بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں گواہی دوں۔ اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں جب کہ دنیا میں مذاہب کی کشتی شروع ہے۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا۔ کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دنیا میں پھیل جائے یا بدھ مذہب دنیا پر حاوی ہو جائے۔ مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی۔ جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے۔ کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کریگا۔ اس مذہبی جنگ میں مجھے حکم ہے کہ میں حکم کے طالبوں کو ڈراؤں۔ اور میری مثال اُس شخص کی ہے۔ کہ جو ایک خطرناک ڈاکوؤں کے گروہ کی خبر دیتا ہے۔ جو ایک گاؤں کی

ص۶۳

پیغام صلح صفحہ 63 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 485 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 57 پر درج ہے

۱۳؍جنوری ۱۹۰۶ء (۱) لَا یُقْبَلُ عَمَلٌ مِّثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ غَیْرِ التَّقْوٰی (۲) زَلْزَلَةُ السَّاعَةِ وَنَهْدِمُ مَا یَعْمُرُوْنَ (۳) عَفَتِ الدِّیَارُ کَذِکْرٰی (۴) قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ۔[1] (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۵۴)

۱۴؍جنوری ۱۹۰۶ء (۱) "کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (۲) سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ (۳) ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۵۵)

(ترجمہ) خدا نے ابتداء سے مقدر کر چھوڑا ہے کہ وہ اور اس کے رسول غالب رہیں گے (۲) خدائے رحیم کہتا ہے کہ سلامتی ہے یعنی خائب و خاسر کی طرح تیری موت نہیں ہے۔ اور یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں، اس کے یہ معنی ہیں کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی۔ جیسا کہ وہاں دشمنوں کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائیں گے۔ دوسرے یہ معنے ہیں کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی۔ خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے۔ فقرہ کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ مکہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور فقرہ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ مدینہ کی طرف۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲ مورخہ ۱۷؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

۱۵؍جنوری ۱۹۰۶ء "تزلزل در ایوانِ کسریٰ فتاد"[2]

(بدر جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳ مورخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

---

[1] (ترجمہ از مرتّب) (۱) کوئی عمل تقویٰ کے بغیر ذرّہ بھر قبول نہیں کیا جائے گا (۲) قیامت والا زلزلہ۔ اور جو عمارتیں بناتے جائیں گے ہم ان کو گراتے جائیں گے (۳) گھر مٹ جائیں گے جیسا کہ میں بتا چکا ہوں (۴) کہہ دے کہ میرے رب کو تمہاری پرواہ ہی کیا ہے۔ اگر تم دُعا نہیں کرو گے۔

[2] (ترجمہ از مرتّب) شاہِ ایران کے محل میں تزلزل پڑ گیا۔

(نوٹ از مرتّب) چنانچہ اس الہام کے بعد بالکل خلافِ توقع ایران میں جلد ہی شورِ بغاوت برپا ہوا اور مرزا محمد علی شاہ ایران نے مجبوراً بتاریخ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء روس کے سفارت خانہ میں پناہ لی۔ آخر وہ تخت سے معزول کیا گیا اور پارلیمنٹ بنائی گئی۔ مفصل دیکھئے "دعوۃ الامیر" تصنیف حضرت سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اُردو ایڈیشن نمبر ۹ صفحہ ۲۰۴، ۲۰۵۔ فارسی ایڈیشن صفحہ ۳۲۶ تا ۳۲۹ میں دوسری پیشگوئی۔

پھر ماسوا اس کے اگر اس وجہ سے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ امر خارق عادت ہے۔ تو کیا بموجب اصول آریوں کے وید کے بعد الہام الٰہی ہونا یہ خارق عادت امر نہیں ہے پس جبکہ لیکھرام کی موت نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برخلاف وید کے مقرر کردہ قانون قدرت کے الہام کرتا ہے تو وید کا سارا قانون قدرت دریا بُرد ہو گیا اس صورت میں وید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اُس پر اعتبار نہیں رہتا اور اگر لیکھرام والی پیشگوئی سے تسلی نہیں ہوئی تو پھر درخواست کرنے سے اور کوئی ذریعہ تسلی کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی صدہا الہامی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں تسلی دے سکتی ہیں۔ غرض وید کا قانون قدرت ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی وید کو بھی لے ڈوبا۔ پھر اسی بناء پر اعتراض کرنا حیا سے بعید ہے۔ ظاہر ہے کہ وید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوتِ تکلم ہمیشہ کے لئے مسلوب رہے گی مگر ہم نے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ وید نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے الہام کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محال اور قانون قدرت کے برخلاف ہے وہ سراسر جھوٹ اور خلاف حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو الہام کرتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد بار بار اُسی وید کو پیش کرنا جس کے قانون قدرت کا نمونہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ کس قدر خلاف حیا و شرم ہے۔

۲۲۳ غرض لیکھرام کی موت نے ثابت کر دیا کہ وید کی یہ تعلیم سراسر غلط ہے کہ اس کے بعد الہام نہیں ہے تو پھر وید کے مقرر کردہ قانون قدرت پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالیٰ کے کروڑہا قانون قدرت ابھی مخفی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں اگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں پتھر میں سے پانی نکال سکتا ہوں یا تمام پتھر کو پانی بنا سکتا ہوں تو اُس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ ماریں اور فی الفور آمنّا و صدّقنا کہنے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اُس کو نہیں مانتے۔

چشمہ معرفت صفحہ 222 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 231 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 58 پر درج ہے

ٹائٹل بار اول

الحمد للہ والمنّۃ کہ یہ رسالہ

موسومہ

اَیّامُ الصُّلح

قیمت فی جلد عمہ

تعداد اشاعت ۱۰۰۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب

بھیروی مالک مطبع کے مطبوع ہوا

یکم جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى[1] - اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسٰے اور حضرت موسٰے مکتبوں میں بیٹھے تھے۔ اور حضرت عیسٰی نے ایک یہودی اُستاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔ غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا خدا آپ ہی اُستاد ہوا۔ اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِقْرَءْ کہا۔ یعنی پڑھ۔ اور کسی نے نہیں کہا۔ اس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا۔ سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کریگا۔ اور قرآن اور حدیث میں کسی اُستاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ مَیں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور اسرارِ دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔ اور

جس طرح مذکورہ بالا وجہ سے آنے والا مہدی کہلائے گا اسی طرح وہ مسیح بھی کہلائیگا کیونکہ ۱۴۹

اس میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہٰذا وہ عیسٰی ابن مریم بھی کہلائیگا اور جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے اپنے خاصہ مہدیت کو اس کے اندر پھونکا۔

✦ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور تذلل ہے اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور عُجب نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے۔ اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مور

✦ نوٹ:۔ یہ مرتبہ عبودیت کا کہ جو انسان اپنی عملی تکمیل محض خدا تعالیٰ کی طرف سے دیکھے بجز اس مہدی کامل کی جس کی عملی تکمیل تمام و کمال محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی ہو دوسرے کو میسر نہیں آ سکتا کیونکہ اپنی جد و جہد اور کوشش کا اثر ضرور ایک ایسا خیال پیدا کرتا ہے کہ جو عبودیت تامہ کے منافی ہے۔ اس لئے مرتبہ عبودیت کاملہ بھی بوجہ اس کے جو مرتبہ مہدیت کاملہ کے تابع ہے بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو بوجہ کمال حاصل نہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فاشھدوا انّا نشھد انّ محمدًا عبد اللہ و رسولہ۔ منہ

[1] الضحٰی : ۸

یہ حوالہ صفحہ 58 پر درج ہے

ایام الصلح صفحہ 168 روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 394 از مرزا صاحب

الہام - الیس اللہ بکافٍ عبدہ - فبرّاہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا - واللہ موھن کید الکافرین - ولنجعلہ آیۃ

ملعذا الا تہدید الحکام - ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد - انی مع الافواج آتیک

والا رحمٰن ہوں - میں مخالفوں میں پھوٹ ڈالوں گا - اس میں یہ اشارہ ہے کہ [illegible]

اس مقدمہ کے ظاہر ہونے سے پہلے دیا گیا تھا وہی وعدہ دوبارہ اس الہام میں لفظ براءت کے ساتھ دیا گیا

نیک دل قبول کر سکتا ہے کہ یک جماعت بڑے بڑے معززوں کی جن میں [illegible]

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

بماہ جنوری ۱۸۹۸ء

کتاب البریّۃ

مع

آیاتِ ربّ البریّۃ

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپی

تعداد جلد ۷۰۰

[illegible]

* اصل لفظ الہام کے [illegible] ہم نے زم اشتقاق میں اس کا ترجمہ کر دیا ہے پس کوئی شخص [illegible] یہ خیال نہ کرے کہ وہ اصل الہامی الفاظ کیوں نہیں لکھے گئے۔

۱۸۰

کیونکہ بٹالہ اور گورداسپور میں مشنری صاحب موجود ہیں اور نہ اس نے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیوں خاص کر میرے پاس آیا ہے۔ جب کہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں۔ اس نے صرف یہ کہا کہ اتفاقیہ ایک شخص کے آپ کی کوٹھی بتلانے پر آیا ہوں۔ جب ہم نے اس سے پوچھا کہ تم نے کرایہ ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلا نہ سکا۔ ان باتوں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے ہوئی اور غور طلب معاملہ ہم سمجھا اور یہ میرے دل میں گذرا کہ اس کے بیانات لیکھرام کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے اس کی طرف خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کر کے ہم نے قصد مذکور کیا۔ اس شخص نے واقفیت دین عیسوی سے ظاہر کی ہم نے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل کی۔ اس نے کہا کہ قادیان میں ایک عیسائی بٹالہ کا رہتا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں رہتا ہے نام اس کا سائیاں ہے۔ اس کے پاس انجیل مقدس تھی اور مطالعہ کیا کرتا تھا۔ جہاں سے مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ میں نے اس نوجوان کو مہاں سنگھ گیٹ والے شفاخانہ میں بھیج دیا۔ کہ وہاں طالب علموں کے پاس رہے اور تعلیم پائے۔ اور ہم نے اس کو بوتلوں کے صاف کرنے وغیرہ کا کام دیا۔ قریباً پانچ چھ یوم تک وہ اس جگہ رہا۔ اول اس میں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا صاحب

اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا

۱۶۲

کتاب البریہ حاشیہ صفحہ 162 تا 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 180 تا 181 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 59 پر درج ہے

کے حق میں بہت ہی برا بکتا تھا۔ دوم وہ بپتسمہ لینے کی از حد خواہش رکھتا تھا۔ اور سوم وہ بلاوجہ اور بلاطلبی ہمارے کوٹھی پر آکر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا۔ اور باوجودیکہ ۱۸ سال کی عمر میں وہ محمدی ہوا تھا۔ اپنی گوت (برہمن) سے ناواقف تھا اور نانکوں سے ناواقف تھا۔ اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص سے اُس نے اپنے دوست الیسرؔ اس نام کو بجائے کرپارام کے بتلایا۔ بعد انقضائے پانچ روز ہم نے اپنے سپتال واقع بیاس پر اُسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں جاتے ہی اس نے ایک خط مولوی نورالدین کے نام جو مرزا صاحب کا داہنے ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھا۔ یہ اس شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا۔ کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم اُن کے چور ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر بیرنگ ڈاک میں ڈالا۔ اور مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا جب تک میرے بپتسمہ کا وقت ہو۔ وہ خط

اتفاق ہوا۔ اِن کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیئے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں [illegible] نہ آوے اور نیز اُن کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ

کتاب البریہ حاشیہ صفحہ 162 تا 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 180 تا 181 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 59 پر درج ہے

آریہ دھرم

مطبع
ضیاء
الاسلام قادیان
میں حکیم فضل دین
کے اہتمام سے
چھپ کر شائع ہوا

کہ وہ ٹھگو کو اس کے گھر تک پہنچا دیں کیونکہ مکاروں اور خیانت پیشوں کی سزا وہی یہی ہے کہ اُن کے خیانت کے
طریقوں کو پوشیدہ نہ رکھا جائے اور سَت اور اَسَت کو کھول دیا جائے اسی غرض سے ہم نے اس رسالہ کو
لکھا ہے تا غلط بیانی کے بیجا الزام کا فیصلہ ہو جائے کیونکہ یہ تین بدزبانیاں جو میری نسبت کی گئیں اور کہا گیا کہ
یہ شخص غلط بیان اور قدیمی متعصب اور خبیث النفس ہے یہ ایسا خباثت سے بھرا ہوا بہتان ہے کہ کوئی
صادق آدمی اس پر صبر نہیں کر سکتا اور نیز اس پر خاموش رہنے سے خلق اللہ کو ضرر پہنچتا ہے اور پبلک کو دھوکا
لگتا ہے غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے
کہ جو نہ خدا سے ڈریں اور نہ خلقت کے لعن و طعن کی پروا رکھیں اور چونکہ ناحق ان لوگوں نے گالیاں دیکر اور بیوجہ

میرے خیال میں انسانی شرم نے اس کو اجازت نہیں دی اور جب میرے بعض مخلصوں نے اُن کو وہ مقام پڑھ
کر سنایا تو پھر دوسرا عذر یہ پیش ہوا کہ وہ طریق اس حالت میں ہے کہ جب خاوند ہرگز عورت کے پاس جا نہ سکے۔
ص پھر جب کھول کر بتلایا گیا کہ ستیارتھ پرکاش میں یہ صاف لکھا ہے کہ ایسا نامرد ہو یا نا قابل اولاد ہو پس اس میں
وہ نامرد بھی داخل ہیں جو صحبت کرنے پر تو پورے قادر ہیں مگر منی قابل اولاد نہیں مثلاً منی میں کیڑے نہیں یا پتلی
ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ ایسا ہو کہ ہرگز صحبت نہ کر سکتا ہو بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ اگر مرد قابل اولاد ہو مگر لڑکیاں
ہی پیدا ہوتی ہوں تب بھی نیوگ ہوگا تو یہ جواب سنکر وہ لوگ خاموش ہو گئے اور ان میں سے ایک
پنڈت جی بولے کہ بےشک ایسی حالتوں میں بھی نیوگ کرا لیتا کچھ مضایقہ نہیں اور ہم ایسے نیوگ پر راضی
ہیں۔ غرض اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عام ہدایت وید کی یہی ہے کہ آریہ لوگ ضرورتوں کے وقت اپنی بیویوں
اور بہو بیٹیوں سے نیوگ کرایا کریں مگر ظاہر ہے کہ انسانی کانشنس اس کو قبول نہیں کرتا اور نیز انسان کی
فطرتی حمیت اور غیرت ہزار ہا کوس دوری سے اس کام پر لعنت بھیجتی ہے اور انسان تو انسان ایک مرغ بھی اپنی
مرغیوں کے لئے غیرت رکھتا ہے۔ اب حاصل کلام یہ ہے کہ اگر اس بارہ میں کوئی اور آریہ صاحب بھی بحث
کرنا چاہتے ہوں تو ہم اپنے خرچ سے اُن کو اُن کی درخواست پر قادیان میں بلا سکتے ہیں اور ۱۰ اگست
۱۸۹۵ء تک مہلت ہے۔

۱۳ جولائی ۱۸۹۵ء قادیان ضلع گورداسپور

راقم میرزا غلام احمد

(ٹائٹل پیج طبع بار ثانی)

الحمدللہ والمنت کہ رسالہ طیبہ مبارکہ

المسماۃ بہ

شہادۃ القرآن

علیٰ

نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

منشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھپا

یہ چند احکام بطور نمونہ ہم نے لکھے ہیں اس میں ایک تھوڑی سی عقل کا آدمی بھی سوچ سکتا ہے کہ بظاہر یہ تمام خطاب صحابہ کیطرف ہیں لیکن درحقیقت تمام مسلمان ان احکام پر عمل کرنے کے لئے مامور ہیں نہ یہ کہ صرف صحابہ مامور ہیں و بس۔ غرض قرآن کا اصلی اور حقیقی اسلوب جس سے سارا قرآن بھرا پڑا ہے یہ ہے کہ اسکے خطاب کے مورد حقیقی اور واقعی طور پر تمام وہ مسلمان ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے گو بظاہر صورت خطاب صحابہ کیطرف راجع معلوم ہوتا ہے پس جو شخص یہ دعوٰی کرے کہ یہ وعدہ یا وعید صحابہ تک ہی محدود ہے وہ قرآن کے عام محاورہ سے عدول کرتا ہے اور جب تک پورا ثبوت اس دعوٰی کا پیش نہ کرے تب تک وہ ایسے طریق کے اختیار کرنے میں ایک ملحد ہے۔ کیا قرآن صرف صحابہ کے واسطے ہی نازل ہوا تھا۔ اگر قرآن کے وعد اور وعید اور تمام احکام صحابہ تک ہی محدود ہیں تو گویا جو بعد میں پیدا ہوئے وہ قرآن سے بکلی بے تعلق ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھٰذِہِ الْخُرَافَاتِ۔

اور یہ کہنا کہ حدیث میں آیا ہے کہ خلافت تیس سال تک ہوگی عجیب فہم ہے جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ[1] تو پھر اس کے مقابل پر کوئی حدیث پیش کرنا اور اسکے معنی مخالف قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی سمجھ ہے اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے اُن حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاصکر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اسکی نسبت آواز آئیگی کہ ھٰذَا خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِیُّ۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی ہے علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہے اور اسکی صحت میں کلام ہے کیا معترض نے غور نہیں کی جو آخری زمانہ کی نسبت بعض خلیفوں کے ظہور کی خبریں دیگئی ہیں کہ حارث آئیگا مہدی آئیگا۔ آسمانی خلیفہ آئیگا۔ یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں۔ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے تین ہیں۔

[1] الواقعۃ: ۴۰،۴۱

یہ حوالہ صفحہ 59 پر درج ہے

شہادت القرآن صفحہ 41 روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 337 از مرزا صاحب

القمر والشمس فی رمضان۔ لیکون آیتین لی من ربی الرحمٰن ثم انزل الطاعون
لعل الناس یتفکرون۔ فما لکم لا تنظرون الی آی اللہ او تعامت عیونکم ما
تنظرون۔ ایھا الناس عندی شھادات من اللہ فھل انتم تؤمنون۔
ایھا الناس عندی شھادات من اللہ فھل انتم تسلمون۔ وان تعدوا
شھادات ربی لا تحصوھا فاتقوا اللہ ایھا المستعجلون۔ افکلما جاءکم
رسول بما لا تھوی انفسکم ففریقا کذبتم و فریقا تقتلون انا نصرنا من ربنا
ولا تنصرون من اللہ ایھا الخائنون۔ اقتلتمونی بفتاوی القتل او دعاوی
رفعتموھا الی الحکام ثم لا تتندمون کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ولن تعجزوا
اللہ ایھا المحاربون۔ وواللہ انی صادق ولست من الذین یختلقون۔ انکر ونی
وقد تمت علیکم الحجۃ الا تردون الی اللہ او انتم کمسیحکم خلدون۔ الا
تتدبرون سورۃ النور والتحریم والفاتحۃ او تکرھون قراءتھا او
علی انفسکم تحرمون۔ وھذہ رسالۃ منّی اھدیتُ لکم یا **اھل الندوۃ**
لعلکم تفتحون عیونکم او تتم علیکم حجۃ اللہ فلا تعتذرون بعدھا ولا
تختصمون وانی سمیتھا

تُحفَۃَ النَّدوَۃ

وانی اُرسل الیکم رسلی وانظر کیف یرجعون

وانی ادعو اللہ ان یجعلھا مبارکۃ لقوم لا یستکبرون۔ ربّ اشھد انی بلّغت
ما امرت فاکتبنی فی الذین یبلغون رسالاتک ولا یخافون۔ اٰمین ثم اٰمین۔

کام بھی انہیں مولویوں میں سے بعض سے ظہور میں آئے۔ میرے پر جھوٹی مخبریاں بھی کی گئیں اور خواہ نخواہ
گورنمنٹ کو خلاف واقعہ باتوں کے ساتھ اُکسایا گیا۔ مگر کچھ خبر ہے کہ اسکا نتیجہ آخر کار کیا ہوا؟ یہی ہوا کہ
مَیں ترقی کرتا گیا۔ جب یہ لوگ میری تکفیر اور تکذیب کے لئے کھڑے ہوئے اور خود بخود پیشگوئیاں کیں کہ
جلد تر ہم اِس شخص کو نابود کر دینگے۔ اُس وقت میرے ساتھ کوئی بڑی جماعت نہ تھی بلکہ صرف چند
آدمی تھے جن کو اُنگلیوں پر گِن سکتے تھے۔ بلکہ براہین احمدیہ کے زمانہ میں جب براہین احمدیہ چھپ ے
رہی تھی۔ مَیں صرف اکیلا تھا۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ اُسوقت میرے ساتھ کوئی ایک تھا۔ یہ وہ
زمانہ تھا کہ جبکہ خدائے تعالیٰ نے پچاس سے زیادہ پیشگوئیوں میں مجھے خبر دی تھی کہ اگرچہ تُو اِسوقت
اکیلا ہے مگر وہ وقت آتا ہے کہ تیرے ساتھ ایک دُنیا ہوگی۔ اور پھر وہ وقت آتا ہے جو تیرا اس قدر
عروج ہوگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کیونکہ تُو برکت دیا جائیگا۔ خدا پاک ہے
جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلائیگا اور انہیں برکت دیگا
اور بڑھائیگا اور اُنکی عزت زمین پر قائم کریگا جبتک کہ وہ اسکے عہد پر قائم ہونگے۔ اب دیکھو کہ
براہین احمدیہ کی ان پیشگوئیوں کا جن کا ترجمہ لکھا گیا وہ زمانہ تھا جبکہ میرے ساتھ دُنیا میں ایک بھی نہیں تھا
جبکہ خدا نے مجھے یہ دُعا سکھلائی کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ[1] یعنی اے
خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو سب سے بہتر وارث ہے۔ یہ دُعا الہامی براہین میں درج ہے۔ غرض اُسوقت
کے لئے تو براہین احمدیہ خود گواہی دے رہی ہے کہ مَیں اُسوقت ایک گمنام آدمی تھا۔ مگر آج باوجود مخالفانہ
کوششوں کے ایک لاکھ سے بھی زیادہ میری جماعت مختلف مقامات میں موجود ہے۔ پس کیا یہ معجزہ ہے
یا نہیں کہ میری مخالفت اور میرے گرانے میں ہر قسم کے فریب خرچ کئے۔ منصوبے کئے۔ مگر یہ سب
مولوی اور اُنکے رفیق چھوٹے بڑے سب کے سب نامُراد رہے۔ اگر یہ معجزہ نہیں تو پھر معجزہ کی تعریف نکتہ
چینی پوش خود ہی کریں کہ کس چیز کا نام ہے۔ اگر مَیں صاحب معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے

ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مُردہ رُوحوں میں
نہیں بٹھا دیا تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے سورۂ نور میں نہیں کہا کہ اِس اُمت کے خلیفے اِسی اُمت میں سے

۹

[1] الانبیاء: ۹۰

ہونگے تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اے فانی انسانو!
ہشیار ہو جاؤ۔ اور سوچو کہ بجز اسکے معجزہ کیا ہوتا ہے کہ اِس قدر مخالفوں کے جنگ و جدل کے بعد آخر
براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئیاں سچی نکلیں جو آج سے بائیس برس پہلے کی گئی تھیں۔ تم ثابت نہیں کر سکتے
کہ اس زمانہ میں ایک فرد انسان بھی میرے ساتھ تھا مگر اسوقت اگر میری جماعت کے لوگ ایک جگہ
آباد کئے جاویں تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ شہر امرتسر سے بھی کچھ زیادہ ہوگا۔ حالانکہ براہین کے
زمانہ میں جب یہ پیشگوئی کی گئی مَیں صرف اکیلا تھا۔ پھر اگر مولویوں کی مزاحمت درمیان نہ ہوتی۔
تو براہین احمدیہ کی پیشگوئی پر دوہرا رنگ نہ چڑھتا۔ لیکن اب تو مولویوں اور اُنکے تابعداروں کی
مخالفانہ کوششوں نے اِس اعجاز پر دوہرا رنگ چڑھا دیا اور بجائے اسکے کہ حسب مضمون اِنْ يَّكُ
كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ مجھے صرف صادق ہونے کی وجہ سے اِس آیت کی مقرر کردہ علامت سے بریت
مل جاتی۔ اب تو اسکے علاوہ براہین احمدیہ کی عظیم الشان پیشگوئیاں جو اِس زمانہ سے بیس بائیس برس
پہلے دُنیا میں شائع ہو چکی ہیں وُہ پُوری ہو گئیں اور ہزارہا اہل فضل و کمال میرے ساتھ ہو گئے۔ اب
دُوسرا جز اِس آیت کا دیکھو وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ یہ معیار بھی ملا
کیسا اعجازی رنگ میں پُورا ہُوا۔ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ انی مهين من اراد اهانتك
ہر ایک شخص جو تیری اہانت کریگا وہ نہیں مریگا جبتک وُہ اپنی اہانت نہ دیکھ لے۔ اب ان مولویوں سے
پوچھو کہ اُنہوں نے میرے مقابل خدا کے حکم سے کوئی ذلت بھی دیکھی ہے یا نہیں۔ اب کون میری توہین کرنیوالا
بول سکتا ہے کہ قرآن کی یہ پیشگوئی جو یصبكم بعض الذي يعدكم ہے میری تائید کیلئے ظہور میں نہیں
آئی بلکہ قرآن شریف نے بعض کے لفظ سے جتلا دیا کہ وعید کی پیشگوئی کیلئے بعض کا نمونہ کافی ہے اور اس جگہ
نمونے تھوڑے نہیں۔ کیا مخالفوں کی رائے میں کچھ تھوڑی ذلت ہے کہ غلام دستگیر اپنی کتاب فتح رحمانی میں یعنی ص۲۷
میں میرے پر عام لفظوں میں بد دعا کرکے یعنی فریقین میں سے کاذب پر بد دعا کرکے خود ہی چند روز کے بعد مر گیا۔ محمد حسن

لہ دیکھو کہ کیا یہ معجزہ نہیں کہ جس مولوی نے مکہ کے بعض نادان ملانوں سے میرے پر فتویٰ کفر کا لکھوا دیا تھا۔ وہ
مباہلہ کرکے خود ہی مر گیا۔ منہ

له ٢ه المومن: ٢٩ ٣٨٥ ١٠

حوالہ نمبر 119

نور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب کہ وہ لڑکا دے۔ اس سے قریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابھی لکھتا ہوں دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے۔ اِس بیان کی تمام یہ لوگ تصدیق کریں گے بشرطیکہ قسم نمونہ نمبر ۲ دے کر پُوچھا جائے۔ اور حافظ نور احمد سخت مخالف ہے مگر نمونہ نمبر ۲ کی قسم اس کو بھی سچ بولنے پر مجبور کرے گی۔	
تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السُّنّۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہُوا۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہوا ہے؟ مَیں نے اُسکو یہ الہام سُنایا۔ جس کو مَیں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سُنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ بِکْرٌ وَّ ثَیِّبٌ۔ جس کے یہ معنے اُن کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے مَیں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پُورا ہوگیا۔ اور اسوقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔ مَیں نہیں یقین کرسکتا کہ مولوی محمد حسین بوجہ شدّتِ عناد اور تعصّب اِس پیشگوئی کی نسبت اپنی واقفیت بیان کرسکے۔ لیکن اگر حلف مطابق نمونہ نمبر ۲ دیجائے تو اِس صورت میں اُمید ہے کہ سچ بول دے۔	۱۰
تخمیناً سولہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ مَیں نے شیخ حامد علی اور لالہ شرمپت کھتری ساکن قادیان اور لالہ ملاوامل کھتری ساکن قادیان اور جان محمد مرحوم ساکن قادیان اور بہت سے اَور لوگوں کو یہ خبر دی تھی کہ خدا نے اپنے الہام سے مجھے اطلاع دی ہے کہ	۱۱

ص۲۵

تریاق القلوب صفحہ 73 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 201 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 60 پر درج ہے

نہایت نجیب اور شریف اور عالی نسب ..... بزرگوار خاندان سادات سے یہ تعلق قرابت اس عاجز کو پیدا ہوا اور اس نکاح کے تمام ضروری مصارف تیاری مکان وغیرہ تک ایسی آسانی سے خدا تعالیٰ نے بہم پہنچائے کہ ایک ذرہ بھی فکر کرنا نہ پڑا اور اب تک اسی اپنے وعدہ کو پورے کئے چلا جاتا ہے۔" (شحنۂ حق صفحہ ۴۳، ۴۴۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۸۳، ۳۸۴)

۱۸۸۱ء (قریباً) "اِس پیشگوئی کو دوسرے الہامات میں اَور بھی تصریح سے بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ اُس شہر کا نام بھی لیا گیا تھا جو دہلی ہے اور یہ پیشگوئی بہت سے لوگوں کو سنائی گئی تھی..... اور جیسا کہ لکھا گیا تھا ایسا ہی ظہور میں آیا کیونکہ بغیر سابق تعلقاتِ قرابت اور رشتہ کے دہلی میں ایک شریف اور مشہور خاندانِ سیادت میں میری شادی ہوگئی ..... سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بُنیاد حمایتِ اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی رُوح اپنے اندر رکھتا ہوگا اِس لئے اُس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو اُن نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دُنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اُس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۶۴، ۶۵۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۲، ۲۷۵)

۱۸۸۱ء (تخمیناً) "تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنّۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہوا ہے؟ مَیں نے اُس کو یہ الہام سُنایا جس کو مَیں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سُنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ

بِکْرٌ وَّ ثَیِّبٌ

جس کے یہ معنے ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے مَیں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پُورا ہوگیا اور اِس وقت بفضلہٖ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار[1] ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۳۴۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۱)

---

[1] خاکسار کی رائے میں یہ الہامِ الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت امّاں جان کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے جو بکر یعنی کنواری آئیں اور ثیّب یعنی بیوہ رہ گئیں۔ واللہ اعلم۔ (مرتّب)

پھر ماسوا اس کے اگر اس وجہ سے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ امر خارق عادت ہے. تو کیا بموجب اصول آریوں کے وید کے بعد الہام الٰہی ہونا یہ خارق عادت امر نہیں ہے پس جبکہ لیکھرام کی موت نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برخلاف وید کے مقرر کردہ قانون قدرت کے الہام کرتا ہے تو وید کا سارا قانون قدرت دریا بُرد ہو گیا اس صورت میں وید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اُس پر اعتبار نہیں رہتا اور اگر لیکھرام والی پیشگوئی سے تسلی نہیں ہوئی تو پھر درخواست کرنے سے اور کوئی ذریعہ تسلی کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا تعالےٰ کی صدہا الہامی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں تسلی دے سکتی ہیں۔ غرض وید کا قانون قدرت ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی وید کو بھی لے ڈوبا۔ پھر اسی بناء پر اعتراض کرنا سیا سے بعید ہے۔ ظاہر ہے کہ وید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوّتِ تکلّم ہمیشہ کے لئے مسلوب رہے گی مگر ہم نے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ وید نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے الہام کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محال اور قانون قدرت کے برخلاف ہے وہ سراسر جھوٹ اور خلاف حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو الہام کرتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد بار بار اُسی وید کو پیش کرنا جس کے قانون قدرت کا نمونہ ہم دیکھ چکے ہیں. کس قدر خلاف حیا و شرم ہے۔

۲۲۳ غرض لیکھرام کی موت نے ثابت کر دیا کہ وید کی یہ تعلیم سراسر غلط ہے کہ اس کے بعد الہام نہیں ہے تو پھر وید کے مقرر کردہ قانون قدرت پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالےٰ کے کروڑہا قانون قدرت ابھی مخفی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں اگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں پتھر میں سے پانی نکال سکتا ہوں یا تمام پتھر کو پانی بنا سکتا ہوں تو اُس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ ماریں اور فی الفور آمنّا و صدّقنا کہنے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اُس کو نہیں مانتے۔

چشمہ معرفت صفحہ 222، روحانی خزائن صفحہ 231 جلد 23 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 61 پر درج ہے

مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد سوم

(از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء)

الناشر
الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ ربوہ

حوالہ نمبر 122

(۲۷۰)

مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یستنبؤنک احق ھو۔ قل ای وربی انہ لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث
میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال
مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور
کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے
بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں
اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں
اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا
ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ
کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور
آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک
ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا
کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ
سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں
سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری

مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ 578 تا 580 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 61 پر درج ہے

زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی
نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے
مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود
ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا
کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی
ثناءاللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے
آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناءاللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر
نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی
ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے
روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی
سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر
کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے
بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں
اور بدزبانیوں میں آیت لاتقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے
مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ
اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں
پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ انہیں تہمتوں کے
ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے
آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن
پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناءاللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت
مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت

مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ 578 تا 580 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 61,62 پر درج ہے

۵۸۰

میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید

مرقومہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

مرزا حکیم رحمت اللہ و جماعت احمدیہ کی طرف سے دوبارہ چھاپا گیا ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ عیسوی

سول اینڈ ملٹری گزٹ پریس لاہور (یہ اشتہار ۱۸ × ۲۲ کے نصف صفحہ پر ہے)

---

(۲۷۵)

اعلان

جلد دوم

(وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ)

افسوس کہ اس وقت کے اکثر لوگ جو مولوی کہلاتے یا ملہم ہونے کا دم مارتے ہیں جب خدا تعالیٰ کا کلام ان کو سنایا جاتا ہے تو [illegible] کہ یہ افترا ہے۔ انہی لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے میں نے کتاب حقیقۃ الوحی تالیف کی ہے۔ کب تک یہ لوگ ایسا کریں گے۔ آخر ہر ایک فیصلہ کے لئے

ملفوظاتؑ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۹

شامت اعمال کے سبب اسی طرح ہلاک ہوئے تھے جیسے کہ اب ہو رہے ہیں۔ دینِ اسلام کی خاطر اگر اس وقت تلوار چلی تھی تو اس وقت بھی دینِ اسلام ہی کی خاطر تلوار چل رہی ہے۔

ثناء اللہ

فرمایا:-

یہ زمانہ کے عجائبات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اجیب دعوۃ الداع ۔ صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی کی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں

خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تسلی

احمد صاحب جو کہ مدراس سے بیعت کے واسطے آئے ہیں۔ ان کے متعلق عرب صاحب ابوسعید نے ذکر کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ قادیان میں آنے سے پہلے میں نے رؤیا میں یہ سارا نقشہ ہو بہو دیکھا تھا۔ یہ تمام مکانات وغیرہ مجھے بعینہٖ دکھائے گئے تھے۔

حضرت نے فرمایا۔

خدا تعالیٰ تسلی دینے کے واسطے یہ باتیں دکھلا دیتا ہے اور اس کی تسلی بے نظیر ہوتی ہے۔ دیکھو مشرقاً غرباً تمام زمین پر کسی کو یہ تسلی نہیں دی گئی کہ انی احافظ کل من فی الدار یہ تسلی فقط ہم کو اس گھر کے متعلق عطا فرمائی گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے عجیب کام ہیں۔

لہ البقرۃ : ۱۸۷

ملفوظات جلد 9 صفحہ 268 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 63 پر درج ہے

سو وہ بھی بہ ہے جو پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

از انجملہ ایک یہ ہے کہ مسیح کے نزول کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ فرشتوں کے پروں پر

٦٩٧ اپنی ہتھیلیاں رکھی ہوئی ہوں گی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا دایاں اور بایاں

ہاتھ جو تحصیل علوم عقلی اور انوار باطنی کا ذریعہ ہے آسمانی موکلوں کے سہارے پر ہو گا اور وہ کتب اور

کتابوں اور مشائخ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے علم لدنی پائے گا اور اس کی ضروریات زندگی کا

بھی خدا ہی متولی اور متکفل ہو گا جیسا کہ عرصہ دس سال سے براہین احمدیہ میں اس عاجز کی نسبت

یہ الہام چھپ چکا ہے کہ انک باعیننا سمیتک المتوکل وعلمنٰہ من لدنا علماً

یعنی تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ہم نے تیرا نام متوکل رکھا اپنی طرف سے علم سکھلایا۔ اور یہ

کہ اجنحہ سے مراد جو حدیث میں ہے صفات اور قویٰ ملکیہ ہیں جیسا کہ صاحب لمعات شارح مشکوٰۃ

نے حدیث مندرجہ ذیل کی شرح میں یہی معنے لکھے ہیں عن زید ابن ثابت قال قال

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طوبیٰ للشام قلنا لای ذالک یا رسول اللہ قال لان

ملائکۃ الرحمٰن باسطۃ اجنحتھا علیھا رواہ احمد والترمذی۔ یہ بات بہت سی

٦٩٨ حدیثوں اور قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جو شخص کامل انقطاع اور کامل توکل کا مرتبہ پیدا کر لیتا

ہے تو فرشتے اس کے خادم کئے جاتے ہیں اور ہر یک فرشتہ اپنے منصب کے موافق اس کی

خدمت کرتا ہے وقال اللہ تعالیٰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل

علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون[1]

ایسا ہی خدا تعالیٰ فرماتا ہے وحملنٰھم فی البر والبحر[2] یعنی اٹھایا ہم نے ان کو جنگلوں

میں اور دریاؤں میں۔ اب کیا اس کے یہ معنے کرنے چاہئیں کہ حقیقت میں خدا تعالیٰ اپنی گود

میں لے کر اٹھائے پھرا سو اسی طرح ملائک کے پروں پر ہاتھ رکھنا حقیقت پر محمول نہیں۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ عاجز ایسی علامت متذکرہ بالا کے ساتھ آیا ہے اور اجنحہ ملائکہ

پر اس عاجز کے دونوں ہاتھ ہیں اور غیبی قوتوں کے سہارے سے علوم لدنی کھل رہے ہیں۔ اگر کوئی

[1] حٰم السجدہ: ۳۱ [2] بنی اسرائیل: ۷۱

الاسلامية ليكونَ بلاغًا تامًا للطالبين۔ فاعلموا يا معشر الكرام وجميع
تا برائے طالبان این تبلیغ بمرتبہ کمال رسد ۔ پس بدانید اے گروہ بزرگان وجمیع صاحبان
اولی الابصار والافهام انّ الله قد بعثنی مجددًا علی راس هذه المائة
بصیرت و فہم کہ خدائے عزوجل مرا بر سر این صدی مجدد مبعوث فرمودہ است و بندہ را برائے مصلحت عامہ
واختص عبده لمصالح العامة واعطانی علومًا ومعارف تجب لاصلاح
خاص گردانیدہ است ۔ و مرا آن علوم و معارف بخشید کہ برائے اصلاح این امت از واجبات
هذه الامة ووهب لی من لدنه علمًا حيًّا لاتمام الحجة علی الكفرة الفجرة ۔ و
اند ۔ و مرا علم زندہ بخشید تا کہ بر کافران و فاسقان حجت تمام شود ۔ و مرا ثمرہ تازہ و
اَعطانی ثمر اغصانٍ طريّة للتغذية جياع الملة۔ وكاسًا دهاقًا لعُطاشی
تر عنایت کرد تا گرسنگان این ملت را غذا دادہ شود ۔ و جامہائے پر بخشید تا تشنگان ہدایت و
الهداية والمعرفة وجَعَلنی امامًا لكل من يريد صلاح نفسه ويحب
معرفت را نوشانیدہ شود ۔ و مرا برائے ہر آن شخصے کہ صلاحیت نفس خود میجوید و رضائے رب خود مے خواہد
رضاء ربّه وجعلنی من المكلّمين الملهَمين۔ واكمل علیّ نعمه واتمّ تفضله
امام گردانید و مرا از آنان گردانید کہ بشرف مکالمہ الٰہیہ مشرف میباشند ۔ و بر من نعمتہائے خود کامل کرد و فضلہائے
وسمّانی المسيح ابن مريم بالفضل والرحمة۔ وقدّر بينی وبينه تشابه الفطرة
خود را تمام رسانید و نام من از فضل خود مسیح ابن مریم نہاد ۔ و در من و مسیح ابن مریم تشابہ فطرت مقدر
كالجوهرين من المادة الواحدة ووهب لی علومًا مقدسة نقية ومعارف
کرد ۔ چنانچہ دو جوہر از یک مادہ می باشند و مرا علوم مقدس و مصفا بخشید و معارف صاف و روشن
صافية جلية وعلّمنی ما لم يعلم غيری من المعاصرين۔ وصبّ فی
عطا کرد و مرا چیزہا بیاموخت کہ غیر من از مردم ہم زمانہ من ازان ہا بیخبر اند ۔ و در دل من معارفے
قلبی ما لم يحيطوا بها علمًا۔ ونورًا لم يمسّه احدٌ منهم وجَعَلنی مِنَ
ریخت کہ علم آن از ایشان احدے را نیست و در دل من نورے ریخت کہ ہیچ کس از ایشان بدان آشنائی ندارد

یہ حوالہ صفحہ 64 پر درج ہے

انجام آتھم صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 75 از مرزا صاحب

اور حق پوشی میں حد سے گذر گئے ہیں۔ ہائے افسوس ان کو کیا ہو گیا کہ وہ عمداً صحیح واقعات سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ملک میں ایک بادشاہ کی حیثیت سے ظہور فرما نہیں ہوئے تھے۔ تا یہ گمان کیا جاتا۔ کہ چونکہ وہ بادشاہی جبروت اور شوکت اپنے ساتھ رکھتے تھے اسلئے لوگ جان بچانے کے لئے اُن کے جھنڈے کے نیچے آگئے تھے۔

پس سوال تو یہ ہے کہ جب کہ آپ کے لئے اپنی غریبی اور مسکینی اور تنہائی کی حالت میں خدا کی توحید اور اپنی نبوت کے بارے میں منادی شروع کی تھی تو اُس وقت کس تلوار کے خوف سے لوگ آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ اور اگر ایمان نہیں لائے تھے تو پھر جبر کرنے کے لئے کس بادشاہ سے کوئی لشکر مانگا گیا تھا۔ اور مدد طلب کی گئی تھی۔ اے حق کے طالبو! تم یقیناً سمجھو کہ یہ سب باتیں اُن لوگوں کی افترا ہیں۔ جو اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ تاریخ کو دیکھو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔ اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔ تب وہ بچہ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا۔ بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پاتا رہا۔ اور اس مصیبت اور یتیمی کے ایام میں بعض لوگوں کی بکریاں بھی چرائیں۔ اور بجز خدا کے کوئی متکفل نہ تھا اور ملا
پچیس برس تک پہنچ کر بھی کسی چچا نے بھی آپ کو اپنی لڑکی نہ دی۔ کیونکہ جیسا کہ بظاہر نظر آتا تھا۔ آپ اس لائق نہ تھے کہ خانہ داری کے اخراجات کے متحمل ہو سکیں اور نیز محض اُمّی تھے۔ اور کوئی حرفہ اور پیشہ نہیں جانتے تھے۔ پھر جب آپ چالیس برس کے سن تک پہنچے تو یک دفعہ آپ کا دل خدا کی طرف کھینچا گیا۔ ایک غار مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے جس کا نام حرا ہے۔ آپ اکیلے وہاں جاتے اور غار کے اندر چھپ جاتے۔ اور اپنے خدا کو یاد کرتے۔ ایک دن اُسی غار میں آپ

پیغام صلح صفحہ 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 465 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 64 پر درج ہے

(حوالہ نمبر 125)

کامل تعلق تبھی ثابت ہو سکتا ہے کہ بظاہر بہت سے تعلقات ہیں وہ گرفتار ہو۔ بیویاں ہوں اولاد ہو تجارت ہو زراعت ہو اور کسی قسم کے اُس پر بوجھ پڑے ہوئے ہوں اور پھر وہ ایسا ہو کہ گویا خدا کے سوا کسی کے ساتھ بھی اُس کا تعلق نہیں۔ یہی کامل انسانوں کے علامات ہیں مگر ایک شخص ایک بَن میں بیٹھا ہے نہ اُس کی کوئی جورو ہے نہ اولاد ہے نہ دوست ہیں اور نہ کوئی بوجھ کسی قسم کے تعلق کا اُس کے دامن گیر ہے تو ہم کیونکر سمجھ سکتے ہیں کہ اس نے تمام اہل و عیال اور ملکیت اور مال پر خدا کو مقدم کر لیا ہے اور بے امتحان ہم اُس کے کیونکر قائل ہو سکتے ہیں اگر ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیویاں نہ کرتے تو ہمیں کیونکر سمجھ آسکتا کہ خدا کی راہ میں جاں فشانی کے موقع پر آپ ایسے بے تعلق تھے کہ گویا آپ کی کوئی بھی بیوی نہیں تھی مگر آپ نے بہت سی بیویاں اپنے نکاح میں لاکر صدہا امتحانوں کے موقعہ پر یہ ثابت کر دیا کہ آپ کو جسمانی لذات سے کچھ بھی غرض نہیں اور آپ کی ایسی مجرّدانہ زندگی ہے کہ کوئی چیز آپ کو خدا سے روک نہیں سکتی۔ تاریخ دان لوگ جانتے ص۲۸۶
ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے اور آپ نے ہر ایک لڑکے کی وفات کے وقت یہی کہا کہ مجھے اس سے کچھ تعلق نہیں میں خدا کا ہوں اور خدا کی طرف جاؤں گا۔ ہر ایک دفعہ اولاد کے مرنے میں جو لختِ جگر ہوتے ہیں یہی مُنہ سے نکلتا تھا کہ اے خُدا ہر ایک چیز پر میں تجھے مقدم رکھتا ہوں مجھے اس اولاد سے کچھ تعلق نہیں کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ بالکل دُنیا کی خواہشوں اور شہوات سے بے تعلق تھے اور خُدا کی راہ میں ہر ایک وقت اپنی جان ہتھیلی پر رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک جنگ کے موقعہ پر آپ کی اُنگلی پر تلوار لگی اور خون جاری ہو گیا تب آپ نے اپنی انگلی کو مخاطب کرکے کہا کہ اے انگلی تو کیا چیز ہے صرف ایک انگلی ہے جو خدا کی راہ میں زخمی ہو گئی۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے گھر میں گئے اور دیکھا کہ گھر میں کچھ اسباب نہیں اور آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چٹائی کے نشان پیٹھ پر لگے ہیں تب عمرؓ کو یہ

چشمہ معرفت صفحہ 286 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 299 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 64 پر درج ہے

لحاظ سے اُس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنے ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنے چار شنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔ اور پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اُس کا عقیقہ ہوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چار شنبہ چوتھے گھنٹہ میں کئی دن کے امساکِ باراں کے بعد خوب بارش ہوئی۔

یہ چار لڑکے ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ان کے پیدا ہونے کے بارے میں خداتعالےٰ نے ہر ایک دفعہ پر مجھے خبر دی اور یہ ہر چہار پیشگوئی نہ صرف زبانی طور پر لوگوں کو سُنائی گئیں بلکہ پیش از وقت اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعے لاکھوں انسانوں میں مشتہر کی گئیں۔ اور پنجاب اور ہندوستان میں بلکہ تمام دُنیا میں اس عظیم الشان غیب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اوّل تو خداتعالےٰ نے چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اطلاع کر دی کہ وہ پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کیجائیں۔ ۲۱۸ تمام دنیا میں پھرو۔ اگر اس کی کہیں نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اسوقت ہر چہار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خداتعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھدیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۔ اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء دُوسرے کالم کی سطر نمبر ۲۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ تب اس نام رکھنے کے بعد یکدفعہ وہ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آگئی۔

اب ناظرین کے یاد رکھنے کے لئے ان ہر چہار پسر کی نسبت یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس کس تاریخ میں ان کے تولّد کی نسبت پیشگوئی ہوئی اور پھر کس کس تاریخ

سے نظر آوے اور کوئی کسی کو نہ سے۔ یہی حال اسلام کا ہے کہ اس کی آسمانی
روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی۔ بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے
ابدی چراغ نمایاں ہیں۔ اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے۔ اور اس کے ساتھ
جو خدا کی نصرت کے نشان ہیں۔ وہ ہر ایک نشان چراغ ہے۔ اور جو شخص اس کی
سچائی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے۔ وُہ بھی ایک چراغ ہوتا
ہے۔ میرا بڑا حصّہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گذرا ہے۔
مگر مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مَیں نے کسی دُوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ
۶۳ اُس کا عقائد کا حصّہ اور خواہ اخلاقی حصّہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاست مدنی
کا حصّہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصّہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے
ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قول میرا اس لئے نہیں کہ مَیں ایک مسلمان شخص ہوں۔
بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ مَیں گواہی دُوں۔ اور یہ میری گواہی بے وقت
نہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں جب کہ دُنیا میں مذاہب کی کُشتی شروع ہے۔ مجھے
خبر دی گئی ہے کہ اِس کُشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔ مَیں زمین کی باتیں
نہیں کہتا۔ کیونکہ مَیں زمین سے نہیں ہُوں۔ بلکہ مَیں وُہی کہتا ہوں جو خدا نے
میرے مُنہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ شاید
انجام کار عیسائی مذہب دُنیا میں پھیل جائے یا بُدھ مذہب دُنیا پر حاوی
ہو جائے۔ مگر وُہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات
ظہور میں نہیں آتی۔ جب تک وُہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا
خدا مجھے بتلاتا ہے۔ کہ آخر اسلام کا مذہب دِلوں کو فتح کریگا۔ اِس مذہبی جنگ
میں مجھے حکم ہے کہ مَیں حکم کے طالبوں کو ڈراؤں۔ اور میری مثال اُس شخص کی
ہے۔ کہ جو ایک خطرناک ڈاکوؤں کے گروہ کی خبر دیتا ہے۔ جو ایک گاؤں کی

پیغام صلح صفحہ 47 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 485 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 65 پر درج ہے

کہ باوجود صدہا عوائق اور موانع کے محض خدا تعالےٰ کی نصرت اور مدد نے اس حصہ کو خلعت وجود بخشا - چنانچہ اس حصہ کے چند اوائل ورق کے ہر ایک صفحہ کے سر پر نصرۃ الحق لکھا گیا مگر پھر اس خیال سے کہ تا یاد دلایا جائے کہ یہ وہی براہین احمدیہ ہے جس کے پہلے چار حصے طبع ہو چکے ہیں بعد اسکے ہر ایک سر صفحہ پر براہین احمدیہ کا حصہ پنجم لکھا گیا - پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا - اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اسلئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا -

دوسرا سبب اس التوا کا جو تیئیس[۲۳] برس تک حصہ پنجم لکھا نہ گیا یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ ان لوگوں کے دلی خیالات ظاہر کرے جن کے دل مرض بدگمانی میں مبتلا تھے اور ایسا ہی ظہور میں آیا - کیونکہ اسقدر دیر کے بعد خام طبع لوگ بدگمانی میں بڑھ گئے - یہاں تک کہ بعض ناپاک فطرت گالیوں پر اتر آئے اور چار حصے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے گئے تھے اور کچھ مفت تقسیم کئے گئے تھے - پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی - اگر وہ اپنی جلد بازی سے ایسا نہ کرتے تو ان کے لئے اچھا ہوتا - لیکن اس قدر دیر سے ان کی فطرتی حالت آزمائی گئی -

اس دیر کا ایک یہ بھی سبب تھا کہ تا خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظاہر کرے کہ یہ کاروبار اس کی مرضی کے مطابق ہے اور یہ تمام الہام جو براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں لکھے گئے ہیں یہ اسی کی طرف سے ہیں نہ انسان کی طرف سے - کیونکہ اگر یہ کتاب خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہ ہوتی اور یہ تمام الہام اس کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ امر خدائے عادل وقدوس کی عادت کے برخلاف تھا کہ جو شخص

دیباچہ براہین پنجم صفحہ 7 روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 9 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 65 پر درج ہے

طبع بار اول

ولمن انتصر بعد ظلمه فاولئك ما عليهم من سبيل

جو شخص مظلوم ہو کے بدلہ لے اس پر کوئی الزام نہیں

ست بچن

آریہ دھرم

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں حکیم فضل دین مالک مطبع

کی اہتمام سے چھپے

بیزار نہ ہو جاتے تو کوئی بھی پنڈت اُن کو بُرا نہ کہتا۔ اب تو باوا صاحب اِن پنڈتوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں وید کے مکذب جو ہوئے۔

قولہ۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُنھوں نے ویدوں کو نہ سُنا نہ دیکھا۔ کیا کریں جو سننے اور دیکھنے میں آوے تو بُدھ مان لوگ جو کہ ہٹی ددہ گرہے نہیں وے سب سمپردای والے بیدمت میں آجاتے ہیں۔ یعنی نانک وغیرہ اس کے سکھوں نے نہ ویدوں کو سُنا نہ دیکھا کیا کریں گے سُننے یا دیکھنے میں آویں تو جو عقلمند متعصب نہیں وہ فوراً اپنی ٹھگ بدیا چھوڑ کر وید کی ہدایت میں آجاتے ہیں۔ **اقول** اس تمام تقریر سے پنڈت صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ باوا نانک صاحب اور اُن کے پیرو ٹھگ ہیں اُنھوں نے دنیا کے لئے دین کو بیچ دیا۔ مگر ہرچند یہ تو سچ ہے کہ باوا نانک صاحب نے وید کو چھوڑ دیا اور اس کو گمراہ کرنے والا طومار سمجھا لیکن پنڈت صاحب پر لازم تھا کہ یوں ہی باوا صاحب کے گرد نہ ہو جاتے اور ٹھگ اور مکار اُن کا نام نہ رکھتے بلکہ اُن کے وہ تمام عقیدے جو گرنتھ میں درج ہیں اور مخالف وید ہیں اپنی کتاب کے کسی صفحہ کے ایک کالم میں لکھ کر دوسرے کالم میں اس کے مقابل پر وید کی تعلیمیں درج کرتے تا عقلمند خود مقابلہ کر کے دیکھ لیتے کہ ان دو تعلیموں سے سچی تعلیم کونسی معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف گالیاں دینے سے کام نہیں نکلتا۔ ہر ایک حقیقت مقابلہ کے وقت معلوم ہوتی ہے اور ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔

قولہ۔ نانک جی بڑے دھناڈ اور رئیس بھی نہ تھے۔ پرنتو اُن کے چیلوں نے نانک چندودے اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے سدھ اور بڑے ایشریہ والے لکھے ہیں۔ نانک جی برہما ادی سے ملے بڑی بات چیت کی سب نے ان کا مان کیا۔ نانک جی کے وواہ میں گھوڑے۔ رتھ ہاتھی سونا چاندی موتی پنا ادی رتنوں سے جڑے ہوئے پار اوار نہ تھا لکھا ہے۔ بھلا یہ گپوڑے نہیں تو کیا ہے یعنے نانک جی کہیں کے مالدار اور رئیس نہیں تھے۔ مگر اُن کے چیلوں نے پوتھی نانک چندودی اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے دولتمند اور بھگت کر کے لکھا ہے

ست بچن صفحہ 21 روحانی خزائن صفحہ 133 جلد 10 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 66 پر درج ہے

پڑھنے اور مرنے سے پاک ہے وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے دور
ہے اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ
کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ
کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا
ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف
انسان کے تغیر ہوتے ہیں۔ تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت
کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے
وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور
معجزات کی یہی جڑھ ہے۔ یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر
اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو۔ اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی
راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو
مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔
ص۱۱ مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی
اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت
مراد یابی اور نامرادی میں اس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں
وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی
رضا کا طالب ہو جائے اور اس کی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو
کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو
اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے
کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب
اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے

کشتی نوح صفحہ 11 روحانی خزائن صفحہ 11 جلد 19 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 66 پر درج ہے

۱۰۶ تو مناسب تھا کہ وہ اس بحث میں اپنے تئیں نہ ڈالتے اور چُپ ہی رہتے اور خواہ نخواہ اپنے موجودہ وید کی پردہ دری نہ کراتے۔ جو کچھ وید نے اپنا فلسفہ اور علم طبعی ظاہر کیا ہے وہ یہی ہے کہ ہندوؤں کے پرمیشر کو ایک انسان کا فرزند قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اندر آریوں کا پرمیشر کشلیا کا بیٹا ہے۔ اور نیز یہ کہ عناصر اور اجرام سماویہ سب پرمیشر ہی ہیں اور نیز وہ تعلیم دیتا ہے کہ ان تمام چیزوں سے مرادیں مانگی جائیں اور نیز یہ تعلیم جو نہایت گندی اور قابل شرم تعلیم ہے یعنی یہ کہ پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں) ہم یہ نہیں کہتے کہ کسی پہلے زمانہ میں یہی وید تھا۔ بلکہ ہماری رائے یہ ہے کہ یہ ایک محرّف مبدّل کتاب ہے کچھ تو باعتبار الفاظ کے اور کچھ باعتبار معنوں کے۔ اور ہمارے نزدیک ممکن اور اغلب ہے کہ کوئی اصل کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی پھر کچھ کم کی گئی ہے اور کچھ زیادہ کی گئی۔ اور صورت بدلائی گئی ہے اور موجودہ وید بلاشبہ ایک گمراہ کرنیوالی کتاب ہے۔ جس میں پرمیشر کا بھی پتہ نہیں لگتا اور اس قدر مخلوق چیزوں کی اس میں پرستش کی تعلیم ہے کہ گویا وہ مخلوق پرستی کی ایک دوکان ہے پس جس جگہ ہم وید پر کوئی حملہ کرتے ہیں یا اُسکی تکذیب کے دلائل پیش کرتے ہیں اُس جگہ یہی موجودہ وید مراد ہے جو سراسر محرّف مبدّل ہے نہ وہ اصل وید جو کسی زمانہ میں خدا کی طرف سے آیا تھا اور ہم خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور ایسا ہی اُس وید پر جو کسی زمانہ میں ملک ہند کے کسی نبی پر نازل ہوا ہوگا مگر موجودہ وید کی نسبت ہم اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس قدر گندے فرقے مخلوق پرستوں کے اس ملک میں پھیلے ہوئے ہیں یہ سب وید کی ہی مہربانی ہے اور انسانی پاکیزگی کی نسبت جو کچھ وید نے سکھایا ہے اس کا عمدہ نمونہ نیوگ ہے۔ یہ نیوگ کی ہی پاک کارروائیوں میں سے ہے کہ آریہ قوم میں اس بات کا ثبوت ملنا مشکل ہے کہ کون آریہ صاحب اصل باپ کے نطفہ میں سے ہے۔ اور کون آریہ

چشمہ معرفت صفحہ 106 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 114 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 66 پر درج ہے

ایک معزز آریہ کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی دوسری شادی کر نہیں سکتا کہ وید کی رو سے حرام ہے آخر نیوگ
کی ٹھہرتی ہے یار دوست مشورہ دیتے ہیں کہ لالہ صاحب نیوگ کرالیں اولاد بہت ہو جائیگی ایک
بول اٹھتا ہے کہ مہر سنگھ جو اسی محلہ میں رہتا ہے اس کام کے بہت لائق ہے لالہ بہاری لال نے اسی سے
نیوگ کرایا تھا لڑکا پیدا ہو گیا ہے لالہ لڑکا پیدا ہونے کا نام سنکر باغ باغ ہو گئے۔ لالہ صاحب بولے آپ ہی نے
سب کام کرنے ہیں میں تو مہر سنگھ کا واقف بھی نہیں۔ مہاراج شریر النفس بولے کہ ہاں ہم سمجھا دیں گے
رات کو آجایا کریگا۔ مہر سنگھ کو خبر دی گئی وہ محلہ میں ایک مشہور قمار باز اول نمبر کا بدمعاش اور حرامکار تھا
سنتے ہی بہت خوش ہو گیا اور انہیں کاموں کو وہ چاہتا تھا پھر اس سے زیادہ اس کو کیا چاہیئے تھا ایک
نوجوان عورت اور پھر خوبصورت شام ہوتے ہی آموجود ہوا۔ لالہ صاحب نے پہلے ہی دلالہ عورتوں کی طرح ایک
کوٹھری میں نرم بستر بچھا رکھا تھا اور کچھ دودھ اور حلوا بھی دو برتنوں میں سرہانے کی طاق میں رکھوا دیا تھا تاکہ
بیجدان کو مست ہو کر کھا پی لیوے۔ پھر کیا تھا آتے ہی بیج داتا نے لالہ دیوث کے نام و ناموس کا شیشہ توڑ
دیا اور وہ بدبخت عورت تمام رات اس سے منہ کالا کراتی رہی اور اس پلید نے جو شہوت کا پتلا تھا بہت
کمال شوق سے اس عورت سے حرکتیں کیں اتفاقاً لالہ باہر کے دالان میں سوئے اور تمام رات اپنے کانوں سے بے حیائی
کی باتیں سنتے رہے بلکہ تختوں کی دراڑوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ صبح وہ خبیث اچھی طرح لالہ کی ناک
کاٹ کر کوٹھری سے باہر نکلا اور لالہ تو منتظر ہی تھے دیکھ کر اس کی طرف دوڑے اور نہایت ادب سے اس پلید
بدمعاش کو کہا سردار صاحب رات کیا کیفیت گذری اس نے مسکرا کر مبارک باد دی اور اشاروں میں جتا
دیا کہ حمل ٹھہر گیا لالہ دیوث سنکر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ مجھے تو اسی دن سے آپ پر یقین ہو گیا تھا
جبکہ میں نے بہاری لال کے گھر کی کیفیت سنی تھی اور پھر کہا وید حقیقت میں ودیا سے بھرا ہوا ہے کیا
عمدہ تدبیر لکھی ہے جو خطا نہ گئی۔ مہر سنگھ نے کہا کہ ہاں لالہ صاحب سب سچ ہے کیا وید کی آگیا بھی خطا
بھی جاتی ہے میں تو انہی باتوں کے خیال سے وید کو ست ودیاؤں کا پستک مانتا ہوں۔ اور دراصل
مہر سنگھ ایک شہوت پرست آدمی تھا۔ اس کو کسی وید شاستر اور شرتی شلوک کی پہچان تھی اور نہ ان

نوٹ: یہ قصہ جو ہم نے لکھا ہے فرضی نہیں مگر ہم نہیں چاہتے کہ کسی کی پردہ دری کریں اس لئے ہم نے ناموں کو کسی قدر بدل کر لکھ دیا ہے۔

پر کچھ اعتقاد رکھتا تھا اُس نے صرف لالہ دیوث کی حماقت کی باتیں سُنکر اُس کے خوش کرنے کے لئے ہاں
میں ہاں ملا دی مگر اپنے دل میں بہت ہنسا کہ اس دیوث کی بُہتر لینے کے لئے کہاں تک نوبت پہنچ گئی
پھر اس کے بعد بہرسنگہ تو رخصت ہوا اور لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اُسے یقین تھا کہ اُس کی
استری رام دئی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔ لیکن اُس نے اپنے گمان کے
برخلاف اپنی عورت کو روتے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت ہی روئی یہانتک کہ چیخیں نکل گئیں۔
اور ہچکی آنی شروع ہوئی۔ لالہ نے حیران سا ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ "بے بھاگوان آج تو خوشی کا دن
ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیج ٹھہر گیا پھر تو روتی کیوں ہے؟ وہ بولی میں کیوں نہ روؤں تو نے
سارے کنبہ میں میری مٹی پلید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی۔ اس سے بہتر تھا کہ
میں پہلے ہی مر جاتی۔ لالہ دیوث بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی وہ
خوشیاں بھی تو تو ہی کرے گی مگر رام دئی شاید کوئی نیک اصل کی تھی اُس نے تُرت جواب دیا کہ حرام
کے بچہ پر کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی منائے لالہ تیز ہو کر بولا کہ ہے ہے کیا کہدیا یہ تو وید آگیا ہے
عورت کو یہ بات سُن کر آگ لگ گئی بولی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیسا وید ہے جو بدکاری سکھلاتا اور زنا
کاری کی تعلیم دیتا ہے یُوں تو دُنیا کے مذاہب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر کبھی نہیں سُنا
کہ کسی مذہب نے وید کی طرح یہ تعلیم بھی دی ہو کہ اپنی پاک دامن عورتوں کو دوسروں سے ہمبستر کراؤ۔ آخر
مذہب پاکیزگی سکھلانے کے لئے ہوتا ہے نہ بدکاری اور حرامکاری میں ترقی دینے کے لئے۔ جب
رام دئی یہ سب باتیں کہہ چکی تو لالہ نے کہا کہ چُپ رہو اب جو ہوا سو ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ شریک سُنیں اور
میری ناک کاٹیں۔ رام دئی نے کہا کہ اے بیحیا کیا ابھی تک تیری ناک تیرے مُنہ پر باقی ہے ساری رات
تیرے شریک نے جو تیرا ہمسایہ اور تیرا پکا دشمن ہے تیری سہروں کی بیاہتا اور عزت کے خاندان والی
سے تیرے ہی بستر پر چڑھ کر تیرے ہی گھر میں خرابی کی اور ہر یک ناپاک حرکت کے وقت جتا بھی دیا کہ
میں نے خوب بدلا لیا۔ سو کیا اس بے غیرتی کے بعد بھی تو جیتا ہے۔ کاش تو اس سے پہلے ہی مرا ہوتا۔
اب وہ شریک اور پھر دشمن باتیں بنانے اور ٹھٹھا کرنے سے کب باز رہے گا بلکہ وہ تو کہہ گیا ہے

آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 اور 75 تا 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34، 75 تا 76

کہ میں اس فتح عظیم کو چھپا نہیں سکتا کہ جو آج وساوامل کے مقابل پر مجھے حاصل ہوئی۔ میں ضرور رام دئی کا سارا قصہ محلہ کے لوگوں پر ظاہر کروں گا سو یاد رکھ کہ وہ ہر یک مجلس میں تیرا ناک کاٹے گا اور ہر یک لڑائی میں یہ قصہ تجھے جتلائے گا اور اس سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعوے کر دے کہ رام دئی میری ہی عورت ہے کیونکہ وہ اشارہ سے یہ کہہ بھی گیا ہے کہ آئندہ بھی میں تجھے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ لالہ دیوث نے کہا کہ نکاح کا دعویٰ ثابت ہونا تو مشکل ہے البتہ یارانہ کا اظہار کرے تو کرے تا ہماری اور بھی رسوائی ہو بہتر تو یہ ہے کہ ہم دلش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا وہ تو ایشر نے دے ہی دیا بیٹے کا نام شنکر۔ عورت زہر خندہ ہنسی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا اول تو بیٹا ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا کیا بیٹا بیٹی کسی کے اختیار میں رکھا ہے کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جائے یا لڑکی پیدا ہو لالہ دیوث بولے کہ اگر حمل خطا گیا تو میں کھڑک سنگھ کو جو اسی محلہ میں رہتا ہے نیوگ کے لئے بلا لوں گا عورت نہایت غصہ سے بولی کہ اگر کھڑک سنگھ بھی کچھ نہ کر سکا تو پھر کیا کریگا لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ نرائن سنگھ بھی ان دونوں سے کم نہیں اس کو بلا لاؤں گا پھر اگر ضرورت پڑی تو جیمل سنگھ۔ لہنا سنگھ۔ بوڑ سنگھ۔ جیون سنگھ صوبا سنگھ۔ خزان سنگھ۔ ارجن سنگھ۔ رام سنگھ۔ کشن سنگھ۔ دیال سنگھ سب اس محلہ میں رہتے ہیں اور زور اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں عورت بولی کہ میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بازار میں ہی بٹھا دے تب دلش میں کیا ہزاروں لاکھوں آ سکتے ہیں منہ کالا جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا مگر یاد رکھ کہ بیٹا ہونا پھر بھی اپنے بس میں نہیں اور اگر ہو بھی تو تجھے اس سے کیا جس کا وہ نطفہ ہے آخر وہ اسی کا ہوگا اور اسی کی خو بو لائے گا کیونکہ درحقیقت وہ اسی کا بیٹا ہے اس کے بعد رام دئی نے کچھ سوچ کر پھر رونا شروع کیا اور دور دور تک آواز گئی اور آواز سن کر ایک پنڈت نہال چند نام دوڑا آیا اور آتے ہی کہا کہ لالہ سکھ تو ہے یہ کیسی رونے کی آواز آئی۔ لالہ بکنا چاہتا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصہ بیان کرے مگر اس خوف سے کہ رام دئی اس وقت غصہ میں ہے اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی کچھ کھسیانا سا ہو کر زبان دیگر

آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 اور 75 تا 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34، 75 تا 76

یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

کہنے لگا کہ مہاراج آپ جانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت نیوگ کیلئے آگیا ہے سو
میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو نیوگ کر لیا تھا مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے نیوگ کے لئے
مہر سنگھ کو بلا لیا پیچھے معلوم ہوا کہ وہ میرے دشمن کرم سنگھ کا بیٹا اور نہایت شریر آدمی ہے وہ مجھے
اور میری استری کو ضرور خراب کریگا اور وہ وعدہ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شایع کروں گا
نہال چند بولا کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ وساوا مل تیری سمجھ پر نہایت ہی افسوس ہے
کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لئے پہلا حق برہمنوں کا ہے اور غالباً یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہوگا
کہ اس محلہ کی تمام کھترانی عورتیں مجھ سے ہی نیوگ کراتی ہیں اور میں دن رات اسی سیوا میں لگا ہوا
ہوں پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے بلا لیا ہوتا سب کام بستہ ہو جاتا اور کوئی بات نہ نکلتی
اس محلہ میں اب تک تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کرایا ہے مگر کیا کبھی تم نے اس کا ذکر
بھی سنا یہ پردہ کی باتیں ہیں سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا لیکن مہر سنگھ تو ایسا نہیں کریگا
وہ دو چار گھنٹوں تک دیکھنا کہ سارے شہر میں رام دئی کے نیوگ کا شور و غوغا ہوگا۔ قلم دیوث
بولا کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی اب کیا کروں اس وقت شریر پنڈت نے جو بیاعث نہ
ہونے رسم پردہ کے رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ جوان اور خوش شکل ہے نہایت بیحیائی کا جواب دیا کہ
اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ کرے تو میں ذمہ وار ہوتا ہوں کہ مہر سنگھ کے فتنہ کو میں تھام
لوں گا اور پہلا حمل ایک شک کی بات ہے اب بہرحال یقینی ہو جائے گا تب وساوا مل دیوث تو اس
بات پر بھی راضی ہو گیا مگر رام دئی نے سنکر سخت گالیاں اس کو نکالیں تب وساوا مل نے پنڈت
کو کہا کہ مہاراج اس کا یہی حال ہے ہرگز نیوگ کرانا نہیں چاہتی پہلے بھی مشکل سے کرایا تھا جس کو
یاد کر کے ابتک رو رہی ہے کہ میرا مُنہ کالا کیا اسی سے تو اس نے چیخیں ماری تھیں جن کو آپ سنکر ۳۵
دوڑے آئے تب وہ شہوت پرست پنڈت وساوامل کی یہ بات سن کر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور
کہا نہیں بھاگوان نیوگ کو بُرا نہیں ماننا چاہیئے یہ وید کا حکم ہے مسلمان بھی تو عورتوں کو طلاق دیتے
ہیں اور وہ عورتیں کسی دوسرے سے نکاح کر لیتی ہیں سو جیسے طلاق جیسے نیوگ بات ایک ہی ہے

ایک بدکار عورت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیشہ اختیار کرے گی تو اُسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچ رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریق بند ہے۔ مرض آتشک کے ادویات کے اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے ہیں۔ جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آتشک بہت پھیلا ہوا ہے اول تو ہمیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت اختلاف ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اُن کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکرگزار ہوں گے اگر دوبارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا۔ مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورہ لوگوں کے لئے یورپین رنڈیاں بہم پہونچائی جاویں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز ہمعصران اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرماویں گے۔

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے — دین و دنیا میں ان کی خواری ہے
جس کے دیں میں ہے ایسی بے شرمی — عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے
جن کو آتی نہیں نیوگ سے حیا — اُن کی شیطان نے عقل ماری ہے
بید کی کھل گئی حقیقت کُل — اب تو ناحق کی پردہ داری ہے
جس کے باعث یہ گندگی پھیلی — وہ تو اک خبث کی پٹاری ہے
دوسرا بیاہ کیوں حرام نہ ہو — جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم — اس کے اظہار میں تو خواری ہے
چپکے چپکے حرام کروانا — آریوں کا اصول بھاری ہے
اُدے سے یہ خبیث اور بد رسم — بید کے خادموں میں ساری ہے

زنِ بیگانہ پر یہ شیدا ہیں ۔ جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
واقعی سوختن ہیں اُن کے مرد ۔ اُن کی ناری ہر ایک ناری ہے
واہ وا کیا دھرم ہے کیا ایمان ۔ جس میں واجب حرام کاری ہے
آریو! دل میں غور سے سوچو ۔ شرم و غیرت کہاں تمہاری ہے
جس کو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ ۔ ناک کے کاٹنے کی آری ہے
کچھ نہیں سوچتے یہ دشمنِ شرم ۔ کہ یہ پوشیدہ ایک یاری ہے
مرتکب اس کا ہے بڑا دیوث ۔ اعتقاد اس پہ بدشعاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ ۔ سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے ۔ وہ نہ بیوی زنِ بزاری ہے
ہے وہ چنڈال دشٹ اور پاپی ۔ جفت اس کی کوئی چماری ہے
ہیں کروڑوں نیوگ کے بچے ۔ آریہ دیس میں یہ خواری ہے
ایسی اولاد پر خدا کی مار ۔ یہ نہ اولاد قہرِ باری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے ۔ ساری شہوت کی بیقراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط ۔ یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن ۔ پاک دامن ابھی بچاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں ۔ اُن کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو ۔ ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کے لئے ۔ سرِبازار اُن کی باری ہے
جورو جی پر فدا ہیں یہ جی سے ۔ وہ نیوگی پہ اپنے واری ہے
شرم و غیرت ذرا نہیں باقی ۔ کس قدر اُن میں بردباری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں ۔ خوب جورو کی حق گزاری ہے

گروہ ہیں اس لئے وہ باوجود اپنے طور کے وجد اور رقص اور اشعار خوانی اور سرود وغیرہ کے رحیم خدا کے تعلق سے سخت بے نصیب ہوتے ہیں اور اُس نطفہ کی طرح ہوتے ہیں جو آتشک کی بیماری یا جذام کے عارضہ سے جل جائے اور اس قابل نہ رہے کہ رحم اسکی تعلق پکڑ سکے۔ پس رحم اور رحیم کا تعلق یا عدم تعلق ایک ہی بنا پر ہے صرف روحانی اور جسمانی عوارض کا فرق ہے۔ اور جیسا کہ نطفہ بعض اپنے ذاتی عوارض کی رُو سے اس لائق نہیں رہتا کہ رحم اس سے تعلق پکڑ سکے اور اس کو اپنی طرف کھینچ سکے ایسا ہی حالت خشوع جو نطفہ کے درجہ پر ہے بعض اپنے عوارض ذاتیہ کی وجہ سے جیسے تکبّر اور عُجب اور ریا یا اور کسی قسم کی ضلالت کی وجہ سے یا شرک سے اس لائق نہیں رہتی کہ رحیم خدا اس سے تعلق پکڑ سکے پس نطفہ کی طرح تمام فضیلت روحانی وجود کے اوّل مرتبہ کی جو حالت خشوع ہے رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے جیسا کہ تمام فضیلت نطفہ کی رحم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے۔ پس اگر اس حالت خشوع کو اس رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق نہیں اور نہ حقیقی تعلق پیدا ہو سکتا ہے تو وہ حالت اس گندے نطفہ کی طرح ہے جس کو رحم کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا نہیں ہو سکتا اور یاد رکھنا چاہیئے کہ نماز اور یادِ الٰہی

میں جو کبھی انسان کو حالت خشوع میسّر آتی ہے اور وجد اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے یا

۳۳ لذّت محسوس ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اُس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندامِ نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذّت بھی محسوس ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اُس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے بلکہ تعلق کے لئے علیحدہ آثار اور علامات ہیں۔ پس یادِ الٰہی میں ذوق شوق جس کو دوسرے لفظوں میں حالت خشوع کہتے ہیں نطفہ کی اُس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک صورت انزال پکڑ کر اندامِ نہانی کے اندر گر جاتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ وہ جسمانی عالم میں ایک کمال لذّت کا وقت ہوتا ہے لیکن تاہم فقط اُس قطرہ منی کا اندر گرنا اس بات کو مستلزم نہیں

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 192 تا 196 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 192 تا 196

یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

کہ رحم سے اس نطفہ کا تعلق بھی ہو جائے اور وہ رحم کی طرف کھینچا جائے۔ پس ایسا ہی روحانی
ذوق شوق اور حالت خشوع اس بات کو مستلزم نہیں کہ رحیم خدا سے ایسے شخص کا تعلق ہو
جائے اور اس کی طرف کھینچا جائے بلکہ جیسا کہ نطفہ کبھی حرامکاری کے طور پر کسی رنڈی کے
اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی ویسی ہی لذت نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے
جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ۔ پس ایسا ہی بُت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع و خضوع
اور حالت ذوق و شوق رنڈی بازوں سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور
ان لوگوں کا جو محض اغراض دنیویہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس نطفہ سے مشابہت
رکھتا ہے جو حرامکار عورتوں کے اندام نہانی میں جا کر باعث لذت ہوتا ہے۔ بہرحال جیسا کہ
نطفہ میں تعلق پکڑنے کی استعداد ہے حالت خشوع میں بھی تعلق پکڑنے کی استعداد ہے مگر صرف حالت خشوع
اور رقت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی صورت میں
جو اس روحانی صورت کے مقابل پر ہے یہی مشاہدہ ظاہر کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے
اور منی عورت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو اس فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت
اس بات پر دلالت نہیں کریگی کہ حمل ضرور ہو گیا ہے۔ پس ایسا ہی خشوع اور سوز و گداز کی حالت
گو وہ کیسی ہی لذت اور سرور کے ساتھ ہو خدا سے تعلق پکڑنے کیلئے کوئی لازمی علامت نہیں ہے + یعنی
کسی شخص میں نماز اور یاد الٰہی کی حالت میں خشوع اور سوز و گداز کا پیدا ہونا اس بات کو

+ ابتدائی حالت میں خشوع اور رقت کے ساتھ ہر طرح کے لغو کام جمع ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ بچہ میں رونے کی عادت بہت ہوتی ہے اور بات بات میں ڈر جاتا اور خشوع اور انکسار اختیار کرتا ہے مگر اپنے بچپن کے زمانہ میں جیسا کہ انسان بہت سے لغویات میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور سب سے پہلے لغو باتوں اور لغو کاموں کی طرف ہی رغبت کرتا ہے اور اکثر لغو حرکات اور لغو طور پر کودنا اور اچھلنا ہی اس کو پسند آتا ہے جس میں بسا اوقات اپنے جسم کو بھی کوئی صدمہ پہنچا دیتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ انسان کی زندگی کی راہ میں فطرتاً پہلے لغویات سے ہی آتے ہیں اور بغیر اس مرتبہ کو طے کرنے کے دوسرے مرتبہ تک وہ پہنچ ہی نہیں سکتا۔ پس طبعاً پہلا زینہ بلوغ کا بچپن کے لغویات سے پرہیز کرنا ہے سو اس سے ثابت ہے کہ سب سے پہلا تعلق انسانی سرشت کو لغویات سے ہی ہوتا ہے۔ منہ

۴۸ مستلزم نہیں کہ اس شخص کو خدا سے تعلق بھی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سب حالات کسی شخص میں موجود ہوں مگر پھر بھی اس کو خدا تعالیٰ سے تعلق نہ ہو۔ جیسا کہ مشاہدہ صریحہ اس بات پر گواہ ہے کہ بہت سے لوگ پند نصیحت کی مجلسوں اور وعظ و تذکیر کی محفلوں یا نماز اور یاد الٰہی کی حالت میں خوب روتے اور وجد کرتے اور نعرے مارتے اور سوز و گداز ظاہر کرتے ہیں اور آنسو اُن کے رخساروں پر پانی کی طرح رواں ہو جاتے ہیں بلکہ بعض کا رونا تو مُنہ پر رکھا ہوا ہوتا ہے۔ ایک بات سُنی اور رو دیا۔ مگر تاہم لغویات سے وہ کنارہ کش نہیں ہوتے اور بہت سے لغو کام اور لغو باتیں اور لغو سیر و تماشے اُن کے گلے کا ہار ہو جاتے ہیں۔ جن سے سمجھا جاتا ہے کہ کچھ بھی اُن کو خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں اور نہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت کچھ اُن کے دلوں میں ہے۔ پس یہ عجیب تماشا ہے کہ ایسے گندے نفسوں کے ساتھ بھی خشوع اور سوز و گداز کی حالت جمع ہو جاتی ہے اور یہ عبرت کا مقام ہے اور اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مجرد خشوع اور گریہ و زاری کہ جو بغیر ترک لغویات ہو کچھ فخر کرنے کی جگہ نہیں اور نہ یہ قرب الٰہی اور تعلق باللہ کی کوئی علامت ہے۔ بہت سے ایسے فقیر میں نے بچشم خود دیکھے ہیں اور ایسا ہی بعض دوسرے لوگ بھی دیکھنے میں آئے ہیں کہ کسی دردناک شعر کے پڑھنے یا دردناک نظارہ دیکھنے یا دردناک قصہ کے سُننے سے اس جلدی سے ان کے آنسو گرنے شروع ہو جاتے ہیں جیسا کہ بعض بادل اس قدر جلدی سے اپنے موٹے موٹے قطرے برساتے ہیں کہ باہر سونے والوں کو رات کے وقت فرصت نہیں دیتے کہ اپنا بستر بغیر تر ہونے کے اندر لے جاسکیں۔ لیکن میں اپنی ذاتی شہادت سے گواہی دیتا ہوں کہ اکثر ایسے شخص میں نے بڑے مکار بلکہ دنیاداروں سے آگے بڑھے ہوئے پائے ہیں اور بعض کو میں نے ایسے خبیث طبع اور بد دیانت اور ہر پہلو سے بدمعاش پایا ہے کہ مجھے اُنکی گریہ و زاری کی عادت اور خشوع خضوع کی خصلت دیکھ کر اس بات سے کراہت آتی ہے کہ کسی مجلس میں ایسی رقت اور سوز و گداز ظاہر کروں۔ ہاں کسی زمانہ میں خصوصیت کے ساتھ یہ نیک بندوں کی علامت تھی مگر اب تو اکثر یہ پیرایہ مکاروں اور فریب دہ لوگوں کا ہو گیا ہے

یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

۳۹

سبز کپڑے۔ بال سر کے لمبے۔ ہاتھ میں تسبیح۔ آنکھوں سے دمبدم آنسو جاری۔ لبوں میں کچھ حرکت
گویا ہر وقت ذکر الٰہی زبان پر جاری ہے۔ اور ساتھ اس کے بدعت کی پابندی یہ علامتیں
اپنے فقر کی ظاہر کرتے ہیں۔ مگر دل مجذوم۔ محبت الٰہی سے محروم۔ الّا ماشاء اللہ۔ راستباز لوگ
میری اس تحریر سے مستثنٰی ہیں جن کی ہر ایک بات بطور جوش اور حال کے ہوتی ہے نہ بطور
تکلف اور قال کے۔ بہر حال یہ تو ثابت ہے کہ گریہ و زاری اور خشوع اور خضوع نیک بندوں
کے لئے کوئی مخصوص علامت نہیں بلکہ یہ بھی انسان کے اندر ایک قوت ہے جو محل اور بے محل
دونوں صورتوں میں حرکت کرتی ہے۔ انسان بعض اوقات ایک فرضی قصہ پڑھتا ہے اور جانتا
ہے کہ یہ فرضی اور ایک ناول کی قسم ہے مگر تاہم جب اس کے ایک دردناک موقعہ پر پہنچتا ہے
تو اس کا دل اپنے قابو سے نکل جاتا ہے اور بے اختیار آنسو جاری ہوتے ہیں جو تھمتے
نہیں۔ ایسے دردناک قصے یہاں تک مؤثر پائے گئے ہیں کہ بعض وقت خود ایک افسانہ
ایک پُرسوز قصہ بیان کرنا شروع کرتا ہے اور جب بیان کرتے کرتے اس کے ایک پُردرد
موقعہ پر پہنچتا ہے تو آپ ہی چشم پُرآب ہو جاتا ہے اور اس کی آواز بھی ایک رونے والے
شخص کے رنگ میں ہو جاتی ہے آخر اس کا رونا اچھل پڑتا ہے اور رونے کے اندر ایک قسم
کی سرور اور لذت ہے وہ اس کو حاصل ہو جاتی ہے اور اس کو خوب معلوم ہوتا ہے کہ جس بناء
پر وہ روتا ہے وہ بناء ہی غلط اور ایک فرضی قصہ ہے۔ پس کیوں اور کیا وجہ کہ ایسا ہوتا ہے
اس کی یہی وجہ ہے کہ سوز و گداز اور گریہ و زاری کی قوت جو انسان کے اندر موجود ہے اسکو
ایک واقعہ کے صحیح یا غلط ہونے سے کچھ کام نہیں بلکہ جب اس کے لئے ایسے اسباب پیدا
ہو جاتے ہیں جو اس قوت کو حرکت دینے کے قابل ہوتے ہیں تو خواہ نخواہ وہ قوت حرکت
میں آجاتی ہے اور ایک قسم کا سرور اور لذت ایسے انسان کو پہنچ جاتا ہے گو وہ مومن ہو
یا کافر۔ اسی وجہ سے غیر مشروع مجالس میں بھی جو طرح طرح کی بدعات پر مشتمل ہوتی ہیں
بے قید لوگ جو فقیروں کے لباس میں اپنے تئیں ظاہر کرتے ہیں مختلف قسم کی کافیوں اور

شعروں کے سُننے اور سرود کی تاثیر سے رقص اور وجد اور گریہ وزاری شروع کر دیتے ہیں اور اپنے رنگ میں لذت اُٹھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مل گئے ہیں۔ مگر یہ لذت اُس لذّت سے مشابہ ہے جو ایک زانی کو حرامکار عورت سے ہوتی ہے۔

۲۰ اور پھر ایک اور مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اس کی بیوی یا کسی اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہونا اور انزال کی صورت پکڑ کر رواں ہو جانا بعینہٖ رونے کی صورت پر ہوتا ہے جیسا کہ خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی رونا ہی ہوتا ہے۔ اور جیسے بے اختیار نطفہ اُچھل کر صورت انزال اختیار کرتا ہے۔ یہی صورت کمال خشوع کے وقت رونے کی ہوتی ہے کہ رونا آنکھوں سے اُچھلتا ہے اور جیسے انزال کی لذت کبھی حلال طور پر ہوتی ہے جبکہ اپنی بیوی سے انسان صحبت کرتا ہے اور کبھی حرام طور پر جبکہ نفسانی کبھی حرام کار عورت سے صحبت کرتا ہے۔ یہی صورت خشوع اور سوز وگداز اور گریہ وزاری کی ہے یعنی کبھی خشوع اور سوز وگداز محض خدائے واحد لاشریک کے لئے ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی بدعت اور شرک کا رنگ نہیں ہوتا۔ پس وہ لذت سوز وگداز کی ایک لذّت حلال ہوتی ہے مگر کبھی خشوع اور سوز وگداز اور اس کی لذّت بدعات کی آمیزش سے یا مخلوق کی پرستش اور بتوں اور دیویوں کی پوجا میں بھی حاصل ہوتی ہے مگر وہ لذت حرامکاری کے جماع سے مشابہ ہوتی ہے۔ غرض مجرّد خشوع اور سوز وگداز اور گریہ وزاری اور اس کی لذتیں تعلق باللہ کو مستلزم نہیں بلکہ جیسا کہ بہت سے ایسے نطفے ہیں جو ضائع جاتے ہیں اور رحم ان کو قبول نہیں کرتا۔ ایسا ہی بہت سے خشوع اور تضرّع اور زاری ہیں جو محض آنکھوں کو کھونا ہے اور رحیم خدا ان کو قبول نہیں کرتا۔ غرض حالت خشوع کو جو رُوحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے نطفہ ہونے کی حالت سے جو جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے ایک کھلی کھلی مشابہت ہے جس کو ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں اور یہ مشابہت کوئی معمولی امر نہیں ہے بلکہ صانع قدیم جلّشانہ کے خاص ارادہ سے ان دونوں میں اکمل اور اتم مشابہت ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں بھی لکھا گیا ہے کہ

ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مباہلہ کرلیں۔ ششم ۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ کریں تو مجھ سے

کیا تم میں ایک بھی سوچنے والا نہیں جو اس بات کو سوچے۔ کیا تم میں ایک بھی دل نہیں جو اس بات کو سمجھے ۔ زمین نے عزت دی۔ آسمان نے عزت دی اور قبولیت پھیل گئی۔

پانچواں وہ امر جو مباہلہ کے بعد میرے لئے عزت کا موجب ہوا۔ علم قرآن میں اتمام حجت ہے۔ میں نے یہ علم پاکر تمام مخالفوں کو کیا عبدالحق کا گروہ اور کیا بٹالوی کا گروہ ۔ غرض سب کو بلند آواز سے اس بات کے لئے مدعو کیا کہ مجھے علم حقائق اور معارف قرآن دیا گیا ہے۔ تم لوگوں میں سے کسی کی مجال نہیں کہ میرے مقابل پر قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کر سکے۔ سو اس اعلان کے بعد میرے مقابل ان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ اور اپنی جہالت پر جو تمام ذلتوں کی جڑ ہے انہوں نے مُہر لگا دی۔ سو یہ سب کچھ مباہلہ کے بعد ہوا۔ اور اسی زمانہ میں کتاب کرامات الصادقین لکھی گئی۔ اس کرامت کے مقابل پر کوئی شخص ایک حرف بھی نہ لکھ سکا۔ تو کیا اب تک عبدالحق اور اس کی جماعت ذلیل نہ ہوئی۔ اور کیا اب تک یہ ثابت نہ ہوا۔ کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت خدا نے مجھے دی۔

چھٹا امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور عبدالحق کی ذلت کا موجب ہوا۔ یہ ہے کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد اشتہار دیا تھا کہ ایک فرزند اُس کے گھر میں پیدا ہوگا۔ اور میں نے بھی خدا تعالےٰ سے الہام پاکر یہ اشتہار انوار الاسلام میں شائع کیا تھا کہ خدا تعالےٰ مجھے لڑکا عطا کرے گا۔ سو خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم سے میرے گھر میں تو لڑکا پیدا ہوگیا۔ جس کا نام شریف احمد ہے اور قریباً پونے دو برس کی عمر رکھتا ہے۔ اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہیئے۔ کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کرکے نطفہ بن گیا۔ کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔ اور جو کچھ میں نے خدا کے الہام سے کہا خدا نے اس کو پورا کر دیا۔ چنانچہ ضیاء الحق میں بھی اسی لڑکے کا ذکر لکھا گیا ہے۔

ساتواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور قبولیت کا باعث ہوا خدا کے راستباز بندوں کا وہ مخلصانہ جوش ہے جو انہوں نے میری خدمت کے لئے دکھلایا۔ مجھے کبھی یہ طاقت نہ ہوگی کہ میں خدا کے ان احسانات کا شکر ادا کرسکوں۔ جو روحانی اور جسمانی طور پر مباہلہ کے بعد میرے وارد حال ہوگئے ۔ روحانی انعامات کا نمونہ میں لکھ چکا

انجام آتھم صفحہ 311 تا 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311 تا 317	یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

ہوں یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے وہ علم قرآن اور علم زبان محض اعجاز کے طور پر بخشا کہ اس کے مقابل پر صرف عبدالحق کیا بلکہ کل مخالفوں کی ذلت ہوئی۔ ہر ایک خاص و عام کو یقین ہو گیا۔ کہ یہ لوگ صرف نام کے مولوی ہیں گویا یہ لوگ مر گئے۔ عبدالحق کے مباہلہ کی نحوست نے اس کے اور رفیقوں کو بھی ڈبو دیا۔

اور جسمانی نعمتیں جو مباہلہ کے بعد میرے پر وارد ہوئیں۔ وہ مالی فتوحات ہیں۔ جو اس درویش خانہ کے لئے خدا تعالیٰ نے کھول دیں۔ مباہلہ کے روز سے آج تک پندرہ ہزار کے قریب فتوح غیب کا روپیہ آیا۔ جو اس سلسلہ کے ربانی مصارف میں خرچ ہوا۔ جس کو شک ہو وہ ڈاک خانہ کی کتابوں کو دیکھ لے اور دوسرے ثبوت ہم سے لیلے۔ اور رجوع خلائق کا اس قدر مجمع بڑھ گیا کہ بجائے اس کے کہ ہمارے لنگر میں ساٹھ یا ستر روپیہ ماہواری کا خرچ ہوتا تھا۔ اب اوسط خرچ کبھی پانچسو کبھی چھ سو ماہواری تک ہو گیا اور خدا نے ایسے مخلص اور جان فشان ارادتمند ہماری خدمت میں لا دیئے کہ جو اپنے مال کو اس راہ میں خرچ کرنا اپنی سعادت دیکھتے ہیں۔ چنانچہ منجملہ ان کے حبی فی اللہ **حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن اللہ رکھا صاحب** تاجر مدراس ہیں۔ جو اس رسالہ کے لکھنے کے وقت بھی اس جگہ موجود ہیں۔ اور مدراس سے دُور دراز سفر کر کے میرے پاس تشریف لائے ہوئے ہیں۔ سیٹھ صاحب موصوف مباہلہ کے اثر کا ایک اول نمونہ ہیں۔ جنہوں نے کئی ہزار روپیہ ہمارے سلسلہ کی راہ میں محض للہ لگا دیا ہے۔ اور برابر ایسی سرگرمی سے خدمت کر رہے ہیں کہ جب تک انسان یقین سے نہ بھر جائے اس قدر خدمت نہیں کر سکتا۔ وہ ہمارے درویش خانہ کے مصارف کے اول درجہ کے خادم ہیں اور آج تک یکشت رقوم کثیرہ اس راہ میں دیتے رہے ہیں۔ علاوہ اس کے میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے ایک سو روپیہ ماہواری اعانت کے طور پر اپنے ذمہ واجب کر رکھا ہے۔ مباہلہ کے بعد ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے اور پہنچ رہی ہے میں اس کی نظیر نہیں دیکھتا۔ یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے اس درجہ کی محبت دلوں میں ڈال دی۔ یہ حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب وہی ہیں جو آتھم کو قسم دینے کے وقت اس بات کے لئے تیار تھے۔ کہ اگر آتھم قسم پر روپیہ طلب کرے تو اپنے پاس سے دس ہزار روپیہ تک اس کے پاس جمع کرا دیں۔

ایسا ہی مباہلہ کے بعد حبی فی اللہ **شیخ رحمت اللہ صاحب** نے مالی اعانت سے بہت سا بوجھ ہمارے درویش خانہ کا اُٹھایا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ سیٹھ صاحب موصوف

انجام آتھم صفحہ 311 تا 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311 تا 317

یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

بند رکھیں۔ اور ہر ایک کو محبت اور اخلاق سے ملیں اور قہر الٰہی سے ڈر کر ملاقاتوں میں مسلمانوں

بقیہ حاشیہ

سے بعد نمبر دوم پر شیخ صاحب ہیں جو محبت اور اخلاص سے بھرے ہوئے ہیں۔ شیخ صاحب موصوف اس راہ میں دو ہزار سے زیادہ روپیہ دے چکے ہوں گے۔ اور ہر ایک طور سے وہ خدمت میں حاضر ہیں۔ اور اپنی طاقت اور وسعت سے زیادہ خدمت میں سرگرم ہیں۔

ایسا ہی بعض میرے مخلص دوستوں نے مباہلہ کے بعد اس درویش خانہ کے کثرت مصارف کو دیکھ کر اپنی تھوڑی تھوڑی تنخواہوں میں سے اس کے لئے چندہ مقرر کر دیا ہے۔ چنانچہ میرے مخلص دوست **منشی رستم علی صاحب** کورٹ انسپکٹر گورداسپورہ تنخواہ میں سے تیسرا حصہ یعنی بیس روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔

ہماری عزیز **جماعت حیدرآباد** کی یعنی **مولوی سید مرداں علی صاحب** اور **مولوی سید ظہور علی صاحب** اور **مولوی عبدالحمید صاحب** دس دس روپیہ اپنی تنخواہ میں سے دیتے ہیں۔ اور اسی طرح مفتی محمد صادق صاحب بھیروی اور منشی روڑا صاحب کپور تھلہ اور ان کے رفیق اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب چکراتہ اور ڈاکٹر بوڑیخاں صاحب قصور۔ اور سید ناصر شاہ صاحب سب اوورسیر۔ اور حکیم فضل الدین صاحب بھیروی٭ اور خلیفہ نوردین صاحب جموں✦ سب دل و جان اس راہ میں مصروف ہیں۔ ایسا ہی ہماری مخلص اور محب **جماعت سیالکوٹ** یہ تمام محبین اپنی طاقت سے زیادہ خدمت میں مصروف ہیں۔ اسی طرح حبی فی اللہ نوازحسین صاحب رئیس شاہ آباد دل و جان خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے دلی محب **مولوی محمد احسن صاحب** امروہی جو اس سلسلہ کی تائید کے لئے عمدہ عمدہ تالیفات میں سرگرم ہیں۔ اور صاحبزادہ پیرجی سراج الحق صاحب نے تو ہزاروں مریدوں سے قطع تعلق کر کے اس جگہ کی درویشانہ زندگی قبول کی۔ اور میاں عبداللہ صاحب سنوری۔ اور مولوی برہان الدین صاحب جہلمی۔ اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی۔ اور قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی۔ اور منشی چودھری نبی بخش صاحب بٹالہ ضلع گورداسپورہ۔ اور منشی جلال الدین صاحب بلانی وغیرہ احباب اپنی اپنی طاقت کے موافق خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ میں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں۔ کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں۔ سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن

٭ حکیم صاحب مال اور جان سے اس راہ میں ایسے محو ہیں کہ گویا محو ہیں۔ ✦ اور خلیفہ نوردین صاحب علاوہ دائمی اعانت کے ابھی پانسو روپیہ نقد بطور امداد دے چکے ہیں۔ منہ

انجام آتھم صفحہ 311 تا 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311 تا 317

یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

کی عادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں پس اگر ان سات سال

بقیہ حاشیہ

سو روپیہ دے گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اُس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا۔ مگر لِلّٰہی جوش نے خدائی رضا کا جوش دلایا۔ ٭

پس یہ خدا کی قدرت اور خدا کا فضل ہے جو اُس نے ہمیں اُن تکالیف سے بچایا۔ جن میں ہمارے مخالف گرفتار ہیں۔ میں اُس واحد لاشریک کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ مباہلہ سے پہلے بھی وہ ہمیشہ میرا متکفل رہا۔ مگر مباہلہ کے بعد کچھ ایسے برکات روحانی اور جسمانی نازل ہوئے کہ پہلی زندگی میں مَیں ان کی نظیر نہیں دیکھتا۔

آٹھواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت زیادہ کرنے کے لئے ظہور میں آیا۔ کتاب **ست بچن** کی تالیف ہے۔ اس کتاب کی تالیف کے لئے خدا تعالےٰ نے مجھے وہ سامان عطا کئے جو **تین سو برس** سے کسی کے خیال میں بھی نہیں آئے تھے۔ میری یہ کتاب سوارہ کہ سکھ صاحبان کے لئے ایسی ایک لطیف دعوت ہے جس سے میں امید کرتا ہوں۔ کہ اُن کے دلوں پر بہت اثر پڑے گا۔ میں اس کتاب میں **باوا نانک صاحب** کی نسبت ثابت کر چکا ہوں کہ باوا صاحب درحقیقت مسلمان تھے اور لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ آپ کا ورد تھا۔ آپ بڑے **صالح** آدمی تھے۔ آپ نے دو مرتبہ **حج** بھی کیا۔ اور اولیاء اسلام کی قبور پر اعتکاف بھی کرتے رہے۔ بعض ساکھیوں میں آپ کے دعایا میں اسلام اور توحید اور نماز روزہ کی تاکید پائی جاتی ہے۔ آپ نماز کے بہت پابند تھے۔ اور بنفس نفیس خود بانگ بھی دیا کرتے تھے آخری شادی آپ کی ایک نیکبخت مسلمان کی لڑکی سے ہوئی تھی جس سے سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے بدل مسلمانوں کے ساتھ تعلق رشتہ بھی پیدا کر لیا۔ اور اسی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ آپ کی بھاری یادگار وہ **چولہ** ہے جس پر کلمہ شریف اور قرآن شریف کی بہت سی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ آپ نے یادگار کے طور پر گرنتھ کو نہیں چھوڑا۔ اور نہ اس کے جمع کرنے کے لئے کوئی وصیت کی بلکہ اس چولہ کو چھوڑا جس پر قرآن شریف لکھا ہوا تھا۔ اور جس پر جلی قلم سے یہ لکھا ہوا تھا۔ **اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام** یعنی سب دین جھوٹے ہیں مگر اسلام۔ پس یہ کتاب جو بعد مباہلہ تیار ہوئی۔ یہ وہ عطیہ ربانی ہے جو **مجھ کو ہی** عطا کیا گیا۔ اور خدا نے اس تبلیغ کا ثواب **مجھ کو ہی** عطا فرمایا۔

نواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کے زیادہ ہونے کا موجب ہوا یہ ہے کہ اس

٭ ... صاحبزادہ افتخار احمد خلف رشید حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم لدھیانوی ... صاحب مرحوم نے اپنے وطن سے گویا ہجرت کر کے معہ اپنے تمام عیال اور اطفال اور بھائی منشی منظور محمد کے میرے پاس ہیں اور ہر یک خدمت میں حاضر ہیں گویا اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر رہے ہیں۔ منہ

میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے

عرصہ میں آٹھ ہزار کے قریب لوگوں نے میرے ہاتھ میں بیعت کی اور بعض قادیان پہنچ کر اور بعض نے بذریعہ خط توبہ کا اقرار کیا۔ پس میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس قدر بنی آدم کی توبہ کا ذریعہ جو مجھ کو ٹھہرایا گیا یہ اس قبولیت کا نشان ہے جو خدا کی رضامندی کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنیوالوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے۔ اور ایام مباہلہ کے بعد گویا ہماری جماعت میں ایک اور عالم پیدا ہو گیا ہے۔ میں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے اور تہجد میں تضرع کرتے ہیں۔ ناپاک دل کے لوگ ان کو کافر کہتے ہیں۔ اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے نوعمر دوست جیسا کہ **خواجہ کمال الدین** بی۔ اے بڑی سرگرمی سے دین کی اشاعت میں کوشش کر رہے ہیں۔ اُن کے چہرہ پر نیک بختی کے نشان پاتا ہوں۔ وہ دین کے لئے سچا جوش اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ نمازوں میں خشوع ظاہر کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے نوعمر دوست میرزا یعقوب بیگ و میرزا ایوب بیگ جوان صالح ہیں۔ بارہا میں نے اُن کو نماز میں روتے دیکھا ہے۔

غرض یہ سب اس راہ میں فدا ہو رہے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے محب مخلص **میرزا خدابخش صاحب** اس راہ میں وہ صدق رکھتے ہیں کہ جس کے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔ اور ہمارے مخلص دوست **منشی زین الدین محمد ابراہیم** صاحب انجینیر بمبئی وہ ایمانی جوش رکھتے ہیں کہ میں گمان نہیں کرسکتا کہ تمام بمبئی میں اُن کا کوئی نظیر بھی ہے۔ ہمارے مخلص اور محبت و اخلاص میں محو **مولوی حکیم نور دین صاحب** کا ذکر کرنا اس جگہ ضروری نہیں کیونکہ وہ تمام دنیا کو پامال کر کے میرے پاس اُن فقراء کے رنگ میں آبیٹھے ہیں جیسا کہ اخص صحابہ رضی اللہ عنہم نے طریق اختیار کر لیا تھا۔

اب ہمارے مخالفین کو سوچنا چاہیئے کہ اس باغ کی ترقی اور سرسبزی عبدالحق کے مباہلہ کے بعد کس قدر ہوئی ہے۔ یہ خدا کی قدرت نے کیا ہے جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے۔ ہماری **امرتسر** کی مخلص جماعت۔ ہماری **لاہور** کی مخلص جماعت۔ ہماری **سیالکوٹ** کی مخلص جماعت۔ ہماری **کپورتھلہ** کی مخلص جماعت۔ ہماری **ہندوستان** کے شہروں کی مخلص جماعتیں وہ نور اخلاص اور محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کہ اگر ایک بافراست آدمی ایک مجمع میں ان کے منہ دیکھے تو یقیناً سمجھ لیگا کہ یہ خدا کا ایک معجزہ ہے جو ایسے اخلاص ان کے دل میں بھر دیئے۔ اُن کے چہروں پر اُن کی محبت کے نور چمک رہے ہیں وہ ایک پہلی جماعت ہے جس کو خدا صدق کا نمونہ دکھلانے کیلئے تیار کر رہا ہے۔

دسواں امر جو عبدالحق کے مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا جلسہ مذاہب لاہور

ضمیمہ رسالہ انجام آتھم

انجام آتھم صفحہ 311 تا 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311 تا 317

یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے یہ موت جھوٹے نبیوں پر تیر کے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے

بقیہ حاشیہ

ہے اس جلسہ کے بارے میں مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں جس رنگ اور فوقیت کی قبولیت میرے مضمون کے پڑھنے میں پیدا ہوئی۔ اور جس طرح دلی جوش سے لوگوں نے مجھے اور میرے مضمون کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا کچھ ضرورت نہیں کہ میں اس کی تفصیل کروں۔ بہت سی گواہیاں اس بات پر سُن چکے ہو کہ اس مضمون کا جلسہ مذاہب پر ایسا فوق العادت اثر ہوا تھا۔ کہ گویا ملائک آسمان سے نور کے طبق لے کر حاضر ہو گئے تھے۔ ہر ایک دل اس کی طرف ایسا کھینچا گیا تھا۔ کہ گویا ایک دست غیب اس کو کشاں کشاں عالم وجد کی طرف لے جا رہا ہے سب لوگ بے اختیار بول اُٹھے تھے کہ اگر یہ مضمون نہ ہوتا تو آج بباعث محمد حسین وغیرہ کے اسلام کو سُبکی اُٹھانی پڑتی۔ ہر ایک پکارتا تھا کہ آج اسلام کی فتح ہوئی۔ مگر سوچو کہ کیا یہ فتح ایک دجّال کے مضمون سے ہوئی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کیا ایک کافر کے بیان میں یہ حلاوت اور یہ برکت اور یہ تاثیر ڈال دی گئی۔ وہ جو مومن کہلاتے تھے اور آٹھ ہزار مسلمان کو کافر کہتے تھے جیسے محمد حسین بٹالوی خدا نے اس جلسہ میں کیوں ان کو ذلیل کیا۔ کیا یہ وہی الہام نہیں ”کہ میں تیری اہانت کرنیوالوں کی اہانت کروں گا“ اس جلسہ اعظم میں ایسے شخص کو کیوں عزت دی گئی جو مولویوں کی نظر میں ایک کافر مرتد ہے۔ کیا کوئی مولوی اس کا جواب دے سکتا ہے۔

پھر علاوہ اس عزت کے جو مضمون کی خوبی کی وجہ سے عطا ہوئی۔ اسی روز وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو اس مضمون کے بارے میں پہلے سے شائع کی گئی تھی۔ یعنی یہ کہ

یہی مضمون سب مضمونوں پر غالب آئیگا

اور وہ اشتہارات تمام مخالفوں کی طرف جلسہ سے پہلے روانہ کئے گئے تھے۔ شیخ محمد حسین بٹالوی اور مولوی احمد اللہ اور ثناء اللہ وغیرہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ سو اس روز وہ الہام بھی پُورا ہوا اور شہر لاہور میں دھوم مچ گئی کہ نہ صرف مضمون اس شان کا نکلا جس سے اسلام کی فتح ہوئی بلکہ ایک الہامی پیشگوئی بھی پوری ہو گئی۔

اس روز ہماری جماعت کے بہادر سپاہی اور اسلام کے معزز رکن حبّی فی اللہ **مولوی عبدالکریم صاحب** سیالکوٹی نے مضمون کے پڑھنے میں وہ بلاغت فصاحت دکھلائی کہ گویا ہر لفظ میں اُن کو رُوح القدس مدد دے رہا تھا۔

سو یہ عزتیں اور قبولیتیں ہم کو مباہلہ کے بعد ملیں۔ اب کوئی مولوی ہمیں سمجھاوے

انجام آتھم صفحہ 311 تا 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311 تا 317	یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے

حاشیہ

کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد کونسی عزت دنیا میں پائی۔ کونسی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلی۔ کونسے مالی فتوحات کے دروازے اس پر کھلے۔ کون سی علمی فضیلت کی پگڑی اس کو پہنائی گئی صرف فضول گوئی کے طور سے ایک بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ تا یہی مباہلہ کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اس کی بدبختی سے وہ دعوے بھی باطل نکلا۔ اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا مگر اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے میرے الہام کو پورا کر کے مجھے لڑکا عطا کیا ✤

یہ دس برکتیں مباہلہ کی ہیں جو میں نے لکھی ہیں۔ پھر کیسے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فعلیھم ان یتدبروا ویفکروا فی ھذہ العشرۃ الکاملۃ۔

بالآخر ہم دوبارہ ہر ایک مخالف مکفر مکذب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور یقیناً سمجھیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے عبدالحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا۔ اور اس کو ذلیل کیا۔ اور اس کا بیٹے کا دعویٰ بھی جھوٹا نکلا۔ اور کوئی عزت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعاوی کو رد کیا۔ اس سے بڑھ کر اُس مباہلہ میں ہوگا۔ میں نے اُس روز بددعا نہیں کی۔ کیونکہ وہ نا سمجھ اور غبی تھا۔ اور اس کی جہالت اس کو قابل رحم ٹھہراتی تھی مگر اب میں بددعا کروں گا۔ سو چاہئے کہ ہر ایک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چھپا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور یہ ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم دس ہوں۔ اور چونکہ مباہلہ کے لئے ہر ایک شخص بلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا بلاد عرب کا یا بلاد فارس کا۔ اس لئے یہ مشقت مخالفوں پر جائز نہیں رکھی گئی کہ وہ دور دراز سفر کر کے پہنچیں بلکہ حسب منطوق وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجام آتھم میں صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔ اور محض حوالہ نہ دے بلکہ کل الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دعا اس اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

دعا

اے خدائے علیم و خبیر میں جو فلاں ابن فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو

✤ عبدالحق غزنوی نے جو شعبان ۱۳۱۴ھ کو اس لعنت کی سیاہی کو دھو نے کیلئے جو اس کے منہ پر چڑھ گئی ہے ایک اشتہار دیا ہے اس اشتہار کا جواب اس جگہ پر [illegible] ہے ... بہت خوب۔ یہی نشان دیکھے ...

[illegible]

۳۱۴

نہ اُٹھایا مگر پادریوں کی اطاعت کا جُوا اُٹھالیا۔ پس اِن معنوں کے رُو سے بھی وہ اَبتر ٹھیرا ہم ۱۳
جیساکہ بیان کر چکا ہوں اِن معنوں کے رُو سے بھی اَبتر ہُوا کہ اُسوقت سے جو اسکی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر گویا اُسی دم سے خدا تعالیٰ نے اُسکی بیوی کے رِحم پر مُہر لگادی اور اُسکو یہ الہام کُھلے کُھلے لفظوں میں سُنایا گیا تھا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر میں اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ اولاد کا چلے گا اور یقیناً اُس نے اِس الہام کو توڑنے کے لئے اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وہ کوشش ضائع گئی۔ آخر نامُراد مرا۔ اور ابتر کے ہر ایک معنی اُسپر صادق آگئے۔ اور دُوسری طرف جو میری نسبت وہ بار بار بددُعائیں کرتا تھا کہ یہ شخص مفتری ہے ہلاک ہو جائیگا اور اولاد بھی مریگی اور جماعت متفرق ہو جائیگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اِس الہام کے بعد یعنے الہام اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر کے بعد تین لڑکے میرے گھر میں پَیدا ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ جماعت ہوگئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پُوری نہیں ہوئی۔ اور یہ کہنا کہ سعداللہ کے لڑکے کی عبدالرحیم کی دختر سے نسبت ہوگئی ہے اور شادی ہو جائے گی اور اولاد بھی ہوگی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ ہے* جو ہنسی کے لائق ہے اور اس کا جواب بھی یہی ہے کہ خدا کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ یہ بات تو اُس وقت پیش کرنی چاہیئے کہ جب شادی ہو جائے اور اولاد بھی ہو جائے۔ بالفعل تو ایمانداری کا یہ تقاضا ہے کہ اِس بات کو غور سے سوچیں کہ جیساکہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر

* حاشیہ۔ یہ اسی طرح کی امید ہے جیساکہ عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مباہلہ کے بعد اپنی نسبت مباہلہ کا اثر یہ ظاہر کیا تھا کہ میرا بھائی مرگیا ہے اور اسکی بیوی سے میں نے نکاح کیا ہے اور اسکو حمل ہو گیا ہے اور اب اسکو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا جائیگا مگر اُس حمل کا انجام یہ ہُوا کہ کچھ بھی پَیدا نہ ہُوا اور اب تک وہ باوجود گذرنے چودہ برس کے نامرادی اور ذلت کی زندگی بھگت رہا ہے اور برخلاف اسکے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے بیعت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دُنیا کے کناروں تک عزت کے ساتھ میری شہرت ہوگئی اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مرگئے اور ہزارہا نشان آسمانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ منہ

یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 444 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 444

(ٹائیٹل طبع اوّل)

الحمد للہ والمنت کہ بتائید و توفیق آں نعم المولیٰ و نعم النصیر و عنایات
آں ذاتِ جلیل و عظیم و کبیر حصہ اولیٰ کتاب لاجواب موسوم بہ

آئینہ کمالاتِ اسلام

جس کا دُوسرا نام دافع الوساوس بھی ہے

بماہ فروری سنہ ۱۸۹۳ء

مطبع ریاض ہند قادیان میں باہتمام شیخ نور احمد مہتمم
و مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

محدود معین ہے۔ خاوندوں کی حاجت براری کے بارے میں جو عورتوں کی فطرت میں ایک نقصان پایا جاتا ہے جیسے ایام حمل اور حیض نفاس میں یہ طریق بابرکت اُس نقصان کا تدارک تام کرتا ہے اور جس حق کا مطالبہ مرد اپنی فطرت کی رُو سے کر سکتا ہے وہ اُسے بخشتا ہے۔ ایسا ہی مرد اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کیلئے مجبور ہوتا ہے مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تغیر عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بدشکل ہو جائے تو مرد کی قوت فاعلی جس پر سارا مدار عورت کی کارروائی کا ہے بیکار اور معطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مرد بدشکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مرد کو دی گئی ہے اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں اگر مرد اپنی قوت مردی میں قصور یا عجز رکھتا ہے تو قرآنی حکم کے رُو سے عورت اُس سے طلاق لے سکتی ہے۔ اور اگر پوری پوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ عذر نہیں کر سکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ وار اور کار برار نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے مرد کا استحقاق دوسری بیوی کرنے کے لئے قائم رہتا ہے۔ جو لوگ قوی الطاقت اور متقی اور پارسا طبع ہیں اُن کیلئے یہ طریق نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ بعض اسلام کے مخالف نفس امارہ کی پیروی سے سب کچھ کرتے ہیں مگر اس پاک طریق سے سخت نفرت رکھتے ہیں کیونکہ بوجہ اندرونی بے قیدی کے جو اُن میں پھیل رہی ہے اُن کو اس پاک طریق کی کچھ پروا اور حاجت نہیں۔ اس مقام میں عیسائیوں پر سب سے بڑھ کر افسوس ہے کیونکہ وہ اپنے مسلّم النبوت انبیاء کے حالات سے آنکھ بند کر کے مسلمانوں پر ناحق دانت پیستے جاتے ہیں۔ شرم کی بات ہے کہ جن لوگوں کا اقرار ہے کہ حضرت **مسیح** کے جسم اور وجود کا خمیر اور اصل جڑھ اپنی ماں کی جہت سے وہی کثرت ازدواج ہے جس کی حضرت **داؤد** (مسیح کے باپ) نے نہ دو نہ تین بلکہ سو بیوی تک نوبت پہنچائی تھی وہ بھی ایک سے زیادہ بیوی کرنا زناکرنے کی مانند سمجھتے ہیں اور اس پُرخُبث کلمہ کا نتیجہ جو حضرت **مریم**

ایڈیشن پنجم بار اول

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

انوار الاسلام

[illegible] پریس سیالکوٹ [illegible] میں چھپا

تعداد اشاعت (۳۰۰۰)

بلکہ برابر سخت دل اور دشمن اسلام رہا اور مسیح کو برابر خدا ہی کہتا رہا۔ پھر اگر ہم اسی وقت بلا توقف دو ہزار روپیہ نہ دیں تو ہم پر لعنت اور ہم جھوٹے اور ہمارا الہام جھوٹا۔ اور اگر عبداللہ آتھم قسم نہ کھائے یا قسم کی سزا میعاد کے اندر دیکھ لے تو ہم سچے اور ہمارا الہام سچا۔ پھر بھی اگر کوئی تحکّم سے ہماری تکذیب کرے اور اس معیار کی طرف متوجہ نہ ہو اور ناحق سچائی پر پردہ ڈالنا چاہے تو بے شک وہ ولد الحلال اور نیک ذات نہیں ہوگا کہ خواہ نخواہ حق سے روگرداں ہوتا ہے اور اپنی شیطنت سے کوشش کرتا ہے کہ سچے جھوٹے ہو جائیں۔

ص۳۰ اب اس سے زیادہ صاف اور کون فیصلہ ہوگا کہ ہم دو گواہوں کے ہوتے ہیں خود امرتسر میں جا کر دو ہزار روپیہ دیتے ہیں۔ مسٹر عبداللہ آتھم اگر درحقیقت مجھے کاذب سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ ایک ذرہ بھی اس نے اسلامی عظمت کی طرف رجوع نہیں کیا تو وہ ضرور بلا توقف حلف مذکورہ بالا کے موافق اقرار کر دے گا کیونکہ اب تو وہ اپنے تجربہ سے جان چکا کہ میں جھوٹا ہوں اور مسیح کی حفاظت کو اس نے مشاہدہ کر لیا پھر اس مقابلہ سے اس کو کیا خوف ہے کیا پہلے پندرہ مہینوں میں مسیح زندہ تھا اور مسٹر عبداللہ آتھم کی حفاظت کر سکتا تھا اور اب مر گیا ہے اس لئے نہیں کر سکتا جبکہ عیسائیوں نے اپنے اشتہار میں یہ کھلے کھلے اعلان دیا ہے کہ خداوند مسیح نے مسٹر عبداللہ آتھم کی جان بچائی تو پھر اب بھی خداوند مسیح جان بچائے گا۔ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اب مسیح کے خدا اور قادر ہونے کی نسبت مسٹر عبداللہ آتھم کو کچھ شک اور تردد پیدا ہو جائے اور پہلے وہ شک نہ ہو بلکہ اب تو بہت یقین چاہیئے کیونکہ اس کی خداوندی اور قدرت کا تجربہ ہو چکا اور نیز ہمارے جھوٹ کا تجربہ۔ لیکن یاد رکھو کہ مسٹر عبداللہ آتھم اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ یہ سب باتیں جھوٹ ہیں کہ اس کو مسیح نے بچایا جو خود مر چکا وہ کس کو بچا سکتا ہے اور جو مر گیا وہ قادر کیونکر اور خداوند کیسا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ سچے اور کامل خدا کے خوف نے اس کو بچایا اگر اب نادان عیسائیوں کی تحریک سے بیباک ہو جائے گا تو پھر اس کامل خدا کی طرف سے بیباکی کا مزہ چکھے گا۔ غرض اب ہم نے فیصلہ کی صاف صاف راہ بتا دی اور جھوٹے سچے کے لئے ایک معیار پیش کر دیا۔ اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم اور حیا کو کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے

اور حلال زادہ نہیں پس حلال زادہ بننے کے لئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور

یہ حوالہ صفحہ 67 پر درج ہے

انوار اسلام صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 31 از مرزا صاحب

ومنع بی من النعم الظاھرۃ والباطنۃ وجعلنی من المجذوبین۔ وکنت شابًا وقد شخت وما استفتحت بابًا الا فتحت۔ وما سألت من نعمۃ الا اعطیت وما استکشفت من امرٍ الا کشفتُ۔ وما ابتھلت فی دعاءٍ الا اجیبتُ۔ وکل ذالک من حبّی بالقرآن وحبّ سیّدی وامامی سیّد المرسلین۔ اللّٰھم صلّ وسلّم علیہ بعدد نجوم السمٰوٰت وذرّات الارضین۔ ومن اجل ھذا الحبّ الذی کان فی فطرتی کان اللّٰہ معی من اوّل امری حین ولدت وحین کنت ضریعا عند ظئری وحین کنت اقرء فی المتعلمین۔ وقد حبب الیّ منذ دنوت العشرین ان انصر الدین۔ واجادل البراھمۃ والقسیسین۔ وقد الفت فی ھذہ المناظرات مصنفات عدیدۃ۔ ومؤلفات مفیدۃ منھا کتابی **البراھین**۔ کتاب نادر ما نسج علیٰ منوالہ فی ایام خالیۃ فلیقرءہ من کان من المرتابین۔ قد سللت فیہ صوارم الحجج القطعیۃ علی اقوال الملحدین۔ ورمیت بشھبھا الشیاطین المبطلین۔ قد خفض ھام کل معاند بذالک السیف المسلول۔ وتبینت فضیحتھم بین ارباب المنقول والمعقول۔ وبین المصنفین۔ فیہ دقائق العلوم وشواردھا والالھامات الطیبۃ الصحیحۃ والکشوف الجلیلۃ ومواردھا۔ ومن کل ما یجلّی دُرر معارف الدین المتین ولی کتب اخریٰ تشابھہ فی الکمال۔ منھا الکحل والتوضیح والازالۃ وفتح الاسلام وکتاب آخر سبق کلھا الفتہ فی ھذہ الایام اسمہ دافع الوساوس ھو نافع جدًا للذین یریدون ان یروا حسن الاسلام ویکفّون افواہ المخالفین۔ تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق

ربّی۔ الاذریة البغایا الذین ختم اللہ علیٰ قلوبھم فھم لایقبلون۔ ولما
بلغت اشد عمری و بلغت اربعین سنة جاء تنی نسیم الوحی بریّا عنایات
ربّی لازید معرفتی ویقینی ویرتفع حجبی واکون من المستیقنین فاوّل ما
فتح علیّ بابه ھو الرؤیا الصالحة فکنت لا اری رؤیا الا جاء ت مثل فلق
الصبح و انی رایت فی تلك الایام رؤیا صالحة صادقة قریبًا من الفین او
اکثر من ذالك۔ منھا محفوظة فی حافظتی وکثیر منھا نسیتھا۔ ولعل
اللہ یکررھا فی وقت اٰخر ونحن من الآملین۔ ورایت فی غلواء شبابی
وعند دواعی التصابی کانی دخلت فی مکان وفیه حفدتی وخدمی فقلت
طھروا فراشی فان وقتی قد جاء ثم استیقظتُ و خشیت علیٰ نفسی
وذھب وھلی الی انی من المائتین۔ ورایت ذات لیلة و انا غلام
حدیث السن کانی فی بیت لطیف نظیف یذکر فیھا رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم فقلت ایھا الناس این رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاشاروا
الی حجرة فدخلتُ مع الداخلین۔ فبشّ بی حین وافیته۔ وحیانی باحسن
ما حییتُه وما انسی حسنه وجماله وملاحته وتحننه الی یومی ھذا۔ شغفنی
حبًا وجذبنی بوجه حسین قال ما ھذا بیمینك یا احمد فنظرت فاذا
کتاب بیدی الیمنی وخطر بقلبی انه من مصنفاتی قلتُ یا رسول اللہ
کتاب من مصنفاتی قال ما اسم کتابك فنظرت الی الکتاب مرة اخری
وانا کالمتحیّرین۔ فوجدته یشابه کتابًا کان فی دار کتبی و اسمهٗ
قطبی قلتُ یا رسول اللہ اسمه قطبی قال ارنی کتابك القطبی فلما

(۲۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے گورداسپور جاتے ہوئے بٹالہ ٹھیرے وہاں کوئی مہمان جو آپ کی تلاش میں قادیان سے ہوتا ہوا بٹالہ واپس آیا تھا آپ کے پاس کچھ پھل بطور تحفہ لایا۔ پھلوں میں انگور بھی تھے۔ آپ نے انگور کھائے۔ اور فرمایا انگور میں ترشی ہوتی ہے۔ مگر یہ ترشی نزلہ کے لیئے مضر نہیں ہوتی۔ پھر آپ نے فرمایا ابھی میرا دل انگور کو چاہتا تھا۔ سو خدا نے بھیج دیئے۔ فرمایا۔ کئی دفعہ مَیں نے تجربہ کیا ہے۔ کہ جس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اللہ اُسے مہیا کر دیتا ہے۔ پھر ایک واقعہ سُنایا۔ کہ مَیں ایک سفر میں جا رہا تھا۔ کہ میرے دل میں پونڈے گنّے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر وہاں راستہ میں کوئی گنّا میسر نہیں تھا۔ مگر اللہ کی قدرت کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص ہم کو مل گیا جس کے پاس پونڈے تھے۔ اس سے ہم کو پونڈے مل گئے۔

(۲۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت دَورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دیدی اور وہ دونوں آ گئے۔ پھر انکے سامنے بھی حضرت صاحب کو دَورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت مَیں نے دیکھا۔ کہ مرزا سلطان احمد تو آپکی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا۔ اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی اِدھر بھاگتا تھا۔ اور کبھی اُدھر۔ کبھی اپنی پگڑی اُتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا۔ اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا۔ اور گھبراہٹ میں اسکے ہاتھ کانپتے تھے۔

(۲۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دُوسری جگہ ہو گئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 28، 29 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 68 پر درج ہے

احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرا دی۔ تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے اب انکے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے۔ تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔ والدہ صاحب نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں۔ ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر مرزا فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپکے ساتھ ہی تعلق ہے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ پھر فضل احمد باہر سے آ کر ہمارے پاس ہی ٹھیرتا تھا مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پردازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ اُدھر جا ملا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ فضل احمد بہت شرمیلا تھا۔ حضرت صاحب کے سامنے آنکھ نہیں اُٹھاتا تھا۔ حضرت صاحب اسکے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ فضل احمد سیدھی طبیعت کا ہے۔ اور اس میں محبت کا مادہ ہے۔ مگر دوسروں کے پھسلانے سے ادھر جا ملا ہے۔ نیز والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ جب فضل احمد کی وفات کی خبر آئی۔ تو اس رات حضرت صاحب قریباً ساری رات نہیں سوئے۔ اور دو تین دن تک مغموم سے رہے۔ خاکسار نے پوچھا کہ کیا حضرت صاحب نے کچھ فرمایا بھی تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ صرف اس قدر فرمایا تھا۔ کہ ہمارا اسکے ساتھ تعلق تو نہیں تھا۔ مگر مخالف اسکی موت کو بھی اعتراض کا نشانہ بنا لینگے۔ خاکسار عرض

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 28، 29 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 68 پر درج ہے

(۵۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم وکان اللہ سمیعا علیما ؕ

اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین

علیٰ ملّت ابراہیم حنیفا

چوں بدندان تو کرمے اوفتاد ؛ آں نہ دندانی بکن ای اوستاد

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصومت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیارپوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم والہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔ اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں

یہ حوالہ صفحہ 69 پر درج ہے	مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 219 تا 221 از مرزا غلام احمد صاحب

دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا۔ اور وہی اس کو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدار المہام وہ لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اور تمہارا کوئی حق نہیں رہیگا مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا۔ اور بکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اوّل یہ کہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو۔ اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہو گی۔ اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ [illegible] ارچلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔ اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر وغیور اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضایع نہ کریگا۔ اگر سارا جہان مجھے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھ کو تھام لے گا۔ کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔ دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قولی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل و جان منظور رکھی۔ سو چونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔ سو جبکہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب اُن کا

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 219 تا 221 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 69 پر درج ہے

کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں معصیت نہ ہو۔ لہٰذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی ۱۸۹۱ء ہے۔ عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے۔ اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا۔ اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا۔ اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی۔ اور کسی نیکی۔ بدی۔ رنج راحت شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی۔ کیونکہ انہوں نے آپ تعلق توڑ دیئے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔

چوں نہ بود خویش را دیانت و تقوے • قطع رحم بہ از مودت قربے

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشتہر

مرزا غلام احمد لودیانہ

۲ مئی ۱۸۹۱ء — حقانی پریس لدھیانہ

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 219 تا 221 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 69 پر درج ہے

التصون بغیًا من اتی من ملیکم ۔ وقد تمت الاخبار والآی تبھر

کیا تم محض بغاوت کے رو سے اس شخص کی نافرمانی کرتے ہو جو تمہارے بادشاہ کی طرف سے آیا ہے اور خبریں پوری ہو گئیں اور نشان چمک اٹھے

وقد قیل منکم یاتین امامکم ۔ وذٰلک فی القرآن نبأ مکرر

اور تم سن چکے ہو کہ تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا ۔ اور یہ خبر تو قرآن میں کئی مرتبہ آ چکی ہے۔

اتانی کتاب من کذوب یزور ۔ کتاب خبیث کالعقارب یابر

مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔

فقلت لک الویلات یا ارض جولر ۔ لعنت بملعون فانت تدمر

پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت ۔ تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی

تکلم ھذا النکس کالزمع شاتما ۔ وکل امرء عند التخاصم یسبر

اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ۔ اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزمایا جاتا ہے۔

اتزعم یا شیخ الضلالۃ اننی ۔ تقولت فاعلم ان ذیلی مطھر

کیا تو اے گمراہی کے شیخ یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے جھوٹ بنا لیا ہے پس جان کہ میرا دامن جھوٹ سے پاک ہے

انتکر حقا جاء من خالق السما ۔ سیبدی لک الرحمٰن ما انت تنکر

کیا تو اس حق سے انکار کرتا ہے جو آسمان سے آیا۔ خدا عنقریب تیرے پر ظاہر کریگا جس چیز کا تو نے انکار کیا ہے

اذا ما رأینا ان قلبک قد غسا ۔ ففاضت دموع العین والقلب یضجر

جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہو گیا۔ تو آنکھوں کے آنسو جاری ہوئے اور دل بیقرار تھا۔

اخذتم طریق الشرک مرکز دینکم ۔ اھذا ھو الاسلام یا متکبر

تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنا لیا۔ کیا یہی اسلام ہے اے متکبر۔

وما انا الا نائب اللّٰہ فی الوریٰ ۔ ففروا الیّ وجانبوا البغو واحذروا

اور میں مخلوق کے لئے خدا کا نائب ہوں۔ پس میری طرف بھاگو اور نافرمانی چھوڑ دو اور ڈرو

وان قضاء اللّٰہ یأتی من السما ۔ وما کان ان یطوی ویلغی ویحجر

اور خدا کی تقدیر آسمان سے آئے گی۔ اور ممکن نہیں ہوگا کہ وہ موقوف رکھی جائے اور باطل کی جائے اور روک دی جائے۔

اعجاز احمدی صفحہ 75 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 188 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 72 پر درج ہے

حوالہ نمبر 142

علٰی مثلها لم نطلع فی مکلّم
اُن تمام مصیبتوں کیلئے دوسرے نبی میں نظیر نہیں پائی جاتی۔
وان کان عیسٰی او من الرسل اٰخر
خواہ عیسٰی ہو یا کوئی اور نبی ہو

ففکرْ أهذا کله کان باطلًا
پس سوچ کیا یہ تمام کارروائی باطل تھی۔
وما کان شِرک الناس شیئًا یُغیّرُ
اور شرک کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کو بدلایا جائے

الا لائمی عارَ النساء ابا الوفا
اے عورتوں کے عار ثناء اللہ
الامَ کفتیان الوغی تتنمرُ
کب تک مردانِ جنگ کی طرح پلنگی دکھلائیگا

أردتَ الهوی من بعد ستّین حجة
کیا مَیں نے ساٹھ برس کی عمر کے بعد ہوا پرستی کو اختیار کیا
وذٰلک رأي لا یراه المُفکّرُ
یہ تو کسی عقلمند کی رائے نہ ہوگی۔

اریناک اٰیاتٍ فلا عذر بعدها
ہم تجھے ایک نشان دکھلاتے ہیں اور اسکے بعد کوئی عذر باقی نہ رہیگا
وان خِلتها تخفی علی الناس تظهر
اور اگر تو خیال کرے کہ وہ پوشیدہ ہے تو وہ ہرگز پوشیدہ نہ رہے گا

اردتَ بمدٍّ ذِلّتی فرأیتها
تو نے مقام مُدّ میں میری ذلت کو چاہا پس خود ذلت اُٹھائی۔
ومن لا یُوقّرُ صادقًا لا یوقّرُ
اور جو شخص صادق کی بے عزتی کرتا ہے وہ خود بے عزت ہو جائیگا

وکأیّن* من الاٰیات قد مرّ ذکرها
اور بہت سے نشان ہیں جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔
رأیتم فاعرضتم وقلتم تُزوِّرُ
تم نے وہ نشان دیکھے اور انکار کیا اور کہا کہ جھوٹ بولتا ہے

فعنّ لنا بعد التجارب حیلة
پس ہمارے لئے بہت تجارب کے بعد ایک حیلہ ظاہر ہوا۔
لنکتب اشعارا بها الآي تشعرُ
تا ہم یہ چند شعر لکھیں جن سے تمہیں یہ نشان معلوم ہو جائیں

فهٰذا هو التبکیت من فاطر السما
پس اس کا ذریعہ سے تمہارا مُنہ خدا بند کرنا چاہتا ہے۔
وهٰذا هو الافحام منّی ففکّروا
اور یہی میری طرف سے اتمام حجت ہے۔

لے سہوِ کاتب سے کئی کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ اصل ترجمہ یوں ہوگا:۔ "ہم تجھے کئی ایک نشان دِکھلاتے ہیں" (شمس)

* یُستعمل لفظ کأیّن کما یُستعمل کاَیّن فی لسان العرب۔ منہ

اعجاز احمدی صفحہ 92 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 196 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 72 پر درج ہے

ومن المعترضين المذكورين۔ شيخ ضال بطالوي۔ وجار غوي۔ يقال له

ويكے از اعتراض كنندگان شيخ گمراه ساكن بٹاله است كه همسايه گمراه ماست۔ او را

محمد حسين۔ وقد سبق الكل في الكذب والمين۔ وانه أبى

محمد حسين مے گويند۔ واز همه در دروغ وناراستى سبقت برده است۔ واو انكار كرد

واستكبر۔ واشاع الكبر واظهر حتى قيل انه امام المستكبرين۔ ورئيس

وتكبر نمود۔ وتكبر را شائع كرده وظاهر ساخت تا آنكه گفته شد كه او امام متكبرين است۔ ورئيس

المعتدين۔ ورأس الغاوين۔ هو الذي كفّرني قبل ان يكفر الآخرون۔ واعترض

تجاوز كنندگان۔ وسر گمراهان است۔ او همان شخص است كه پيش از همه مرا كافر گفت۔ وبر كتابهائے

على كتبي واظهر جهله المكنون۔ فقال ان تلك الكتب مشحونة من الاغلاط

من اعتراض كرد۔ وجهل خود ظاهر نمود۔ پس گفت كه اين كتابها از غلطى پُر هستند۔ ودر گل

وساقطة في وحل الانحطاط۔ وليست كماء معين۔ وان هذا الرجل من

انحطاط فرو افتاده اند۔ ومانند آب صافى نيست۔ واين شخص از جاهلان است

الجاهلين۔ وكلما يوجد في كتبه من لحنها وقيا فيها۔ فليس قريحته حجر

وهرچه از كلمات لحن وقافيه ها در كلام او يافته مے شود۔ پس آن طبعزاد او

اثافيها بل تلك كلم خرجت من اقلام الآخرين۔

وسنگ طبيعت او نيست بلكه اين كلمات از قلمهائے ديگران برآمده اند۔

فقلت يا شيخ النوكى۔ وعدو العقل والنهى۔ ان كتبي مبرءة مما

پس گفتم كه اے شيخ احمقان ودشمن عقل ودانش۔ بتحقيق كتاب هائے من از آنچه گمان ميكردى

زعمت۔ ومنزوءة[1] عما ظننت۔ الا سهو الكاتبين۔ او زيغ القلم بتغافل مني لا

برى هستند۔ واز آنچه زعم تست منزه هستند۔ مگر سهو كاتب يا كجى قلم از تغافل من نه از جهل جاهلان

[1] من سهو الكاتب والصواب "منزهة" ش

انجام آتھم صفحہ 242,241 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 241, 242 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 72 پر درج ہے

كجهل الجاهلين. فان قلت ارثبت فيها عثارا فخذ مني بحذاء كل لفظ غلط

پس اگر تو میدانی کہ دراں کتابہا لغزش ثابت کنی پس از من بمقابلہ ہر لفظ غلط دینارے بگیر

دينارا. واجمع عقيانًا ونضارًا. وكن من المتمولين. وهذه صلة تلائم هواك. و

وسیم و زر را جمع کن. واز مالداران بشو. وایں آں انعام است کہ مناسب حال خواہش

تقربه عيناك. وتستريح به رجلاك. فتنجو من السفر الدائم. ولا تبقى كالشهاد

تست. و بدو چشم تو خنک خواہد شد. و ہر دو پائے تو ازاں آرام خواہند گرفت پس از سفر دائمی نجات خواہی یافت

الهائم. وتقعد كالمتنعمين. وتغنيك عن حبائل اخرى. ومكائد شتى. واشاعة

و ہمچو سرگردان آوارہ نخواہی گردید. و مثل متنعمان خواہی نشست. و ازیں مال از مزدوری و دیگر فریب گوناگون

مد السنة. ووعظ الدجل والفرية. وتعيش كالمستريحين.

و اشاعۃ السنہ کہ حاصل مد السنہ است و از دجل و فریب بے نیاز خواہی شد و ہمچو آرام یابان زندگی خواہی گذرانید.

بيد اني اريد ان ارى قبله ريّا فصاحتك واشاهد ريح بلاغتك. لافهم

مگر ایں است کہ می خواہم کہ قبل ازیں امر خوشبوئے فصاحت ترا ببینم و بوئے بلاغت تو مشاہدہ کنم.

انك من علماء هذه الصناعة. ومن اهل تلك المقولة. ولست

تا ببینم کہ تو از علمائے ایں صناعت ہستی. و از آناں ہستی کہ اہل ایں حملہ ہستند. و از

من الجاهلين المحجوبين العمين.

جاہلان و محجوبان و نابینایان نیستی.

فاتفق لوشل حظه المنحوس. ونكد طالعه المنحوس. انه ما قبل

پس بباعث کم نصیبی و بدبختی طالع منحوس او ایں اتفاق افتاد کہ او ایں انعام را قبول نکرد

هذه الصلة. وما ثنى نفسه ليقبل هذه الشريطة. خشي الذلة

و خویشتن را بر بلندی آمادگی نیاورد تا شرط ما را قبول کند. و از ذلت و رسوائی

ثم اعلم ایها الشیخ الضال - والدجّال البطّال - ان الثمانیة الذین هم

باز اے شیخ گمراہ و دجّال بطّال بدانکہ آن ہشت کہ

ثمار عودك - ووَقود وُقودك - الذین اُدخلوا فی التسعة المخاطبین - فمنهم

میوہ ہائے شاخ تو - و ہیزم آتش افروختہ تو ہستند - آنانکہ در نُہ مخاطبان داخل اند - پس یکے از آنہا

شیخك الضال الکاذب نذیر المبشرین ثم الدهلوی عبد الحق

شیخ گمراہ و دروغگوئے تست کہ نذیر حسین است کہ بشارت یافتگان را می ترساند - باز عبد الحق دہلوی کہ

رئیس المتصلفین - ثم عبد اللہ التونکی ثم احمد علی السهارنفوری من المقلدین

رئیس لاف زنان است - باز عبد اللہ ٹونکی - باز مولوی احمد علی سہارنپوری از مقلدان

ثم سلطان المتکبرین - الذی اضاع دینه بالکبر والتوهین - ثم الحسن

باز مولوی سلطان الدین جیپوری است کہ از تکبر و توہین دین خود را ضائع کرد - باز محمد حسن

الامروهی الذی اقبل علیّ اقبال من لبس الصفاقة - وخلع الصداقة

امروہی کہ سوئے من ہمچو بے حیایان متوجہ شد - و از راستی خود را دور افگند -

+ الحاشیه - هٰذا الرجل لا یحسب العربیة المبارکة ام الالسنة - بل هی

این شخص عربی مبارک را ام الالسنہ نمی پندارد - بلکہ عربی

عنده مستخرجة من العبریة - التی هی لها کالنُخالة - ویستیقن ان اثبات

نزدیک او از عبرانی خارج کردہ شدہ است - حالانکہ عبرانی عربی را مثل فضلہ است - و این شخص یقین می کند

هٰذه الخطة عقدة مستصعبة الانفتاح - او کزندة مستحسرة الاقتداح - وما

کہ عربی را ام الالسنہ قرار دادن کارے مشکل است کہ نتواند شد - یا مثل سنگے است کہ از آن آتش بیرون نتواند آمد

فرغنا من فتح هٰذا المیدان - فی کتابنا منن الرحمٰن - وسوف

حال آنکہ ما از فتح این میدان فراغت یافتیم - و این فراغت در کتاب

انجام آتھم صفحہ 251 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 251 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 72 پر درج ہے

حوالہ نمبر 145

واعتلقت اظفاره بعرضی کالذیاب ۔ ومخلبه بثوبی کالکلاب ۔ ونطق بکلم

وناخن ہائے ہمچو گرگان با بردۂ من آویخت ۔ وپنجہ ہمچو سگان بجامۂ من درآویخت ۔ وسخنانے برزبان خود

لاینطق بمثلها الاشیطان لعین ۔ وآخرهم الشیطان الاعمٰی ۔ والغول الاغوٰی ۔

آورد کہ بجز شیطان لعین ہیچکس بدان گونہ تکلم نکند ۔ واز ہمہ آخر شیطان کور است ودیو گمراہ

یقال له رشید الجنجوهی ۔ وهو شقی کالامروهی ۔ ومن الملعونین ۔

کہ او را رشید احمد گنگوہی مے گویند ۔ واو ہمچو محمد حسن امروہی بدبخت است وزیر لعنت خدا تعالیٰ است ۔

فهؤلاء تسعة رهط کفرونا وسبونا وکانوا مفسدین ۔ ونذکر معهم الشیخین

پس این نہ شخص اند کہ تکفیر ما کردند ودشنامہا دادند ۔ واز مفسدان ہستند ۔ وبا اوشان دو شہور شیخ را

المشهورین ۔ یعنی الشیخ اله بخش التونسوی والشیخ غلام نظام الدین

نیز ذکر می کنیم ۔ یعنی شیخ الہ بخش تونسوی وشیخ غلام نظام الدین بریلوی

یشاع فی الدیار والبلدان ۔ فیومئذ تسودّ وجوه المنکرین ۔ وانا نمونا فی افکارنا ۔

ملہم الرحمٰن شدہ است ۔ وعنقریب آن کتاب در شہرہا شائع کردہ خواہد شد ۔ پس دران روز روئے منکران سیاہ

وایّدنا فی انظارنا ۔ من الله رب العالمین ۔ ودسنا فیه کل دنس ۔ الذین یقولون

خواہد گردید ۔ وما در فکرہائے خود ونظرہائے خود از خدا تعالیٰ تائید یافتیم ۔ وما آنانرا کہ میگویند کہ عربی

ان العربیة ما سبق غیرهٔ بطوس ۔ بل هی کاللباس المستبذل او الوعاء

درحسن خود بر غیر خود سبقت نبردہ است ۔ بلکہ آن مثل لباس کار آمدہ یعنی کہنہ وظرف مستعمل یعنی

المستعمل وکشیء هو سقط صلفة غیر معین ۔

بیکار است ومثل چیزے ردی بے سود است کہ ہیچ نفع نہ بخشد ۔ در آن کتاب بخوبی پامال کردیم ۔

وانا اثبتنا دعونا حق الاثبات ۔ واریناالامر کالبدیهیات ۔ مبیین غیر مُستقلین ۔

وما دعویٰ خود را چنانکہ حق ثابت کردن است ثابت کردیم ۔ وامر مقصود را مثل بدیہیات نمودیم ۔ و

انجام آتھم صفحہ 252 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 252 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آگئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ظاہر فرمائی کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اُسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اسکی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر جس کو آجتک بارہ۱۲ برس گذر گئے اُسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعد اللہ پر بند کیا گیا اور اُس کی بددُعاؤں کو اُسی کے مُنہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دیئے اور کروڑ ہا انسانوں میں مجھے عزت کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دیئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی صـ۱۴۱ کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعد اللہ چاہتا تھا کہ مَیں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اِس آرزو میں اُسکو نامراد رکھکر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اُسکی زندگی میں ہی اُسکو دِکھلا دیا کہ ایک جہان میری مدد کیلئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صدہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزارہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جُھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ مَیں اُسکی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اُسکو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اور مجھ کو عطا کئے۔ پس یہ موت اُسکی بڑی نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہوئی۔ اور یہی پیشگوئی مَیں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پُوری ہو گئی۔

اور وہ پیشگوئی جس میں مَیں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ میرے رُوبرو وہ مرے گا۔ وہ انجام آتھم میں عربی شعروں میں ہے اور وہ یہ ہے :۔

وَمِنَ اللِّئَامِ اَرٰی رُجَیْلًا فَاسِقًا	غُوْلًا لَعِیْنًا نُطْفَةَ السُّفَهَاءِ*
اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں	کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ
شَکِسٌ خَبِیْثٌ مُفْسِدٌ وَمُزَوِّرٌ	نَحِسٌ یُسَمَّی السَّعْدَ فِی الْجُهَلَاءِ
بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جُھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانے والا	منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے

* میں لکھ چکا ہوں کہ یہ چند شعر اُس وقت بحالت مجبوری سے لکھے گئے تھے کہ جب بدقسمتی سعد اللہ کی بدزبانی حد سے زیادہ گذر گئی تھی۔ منہ

بیزار نہ ہو جاتے تو کوئی بھی پنڈت اُن کو بُرا نہ کہتا۔ اب تو باوا صاحب اِن پنڈتوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں وید کے مکذب جو ہوئے۔

قولہ۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُنہوں نے ویدوں کو نہ سُنا نہ دیکھا۔ کیا کریں جو سنے اور دیکھنے میں آوے تو بُدھ مان لوگ جو کہ ہٹی درہ گرہے نہیں وے سب سمپردای والے بیدمت میں آجاتے ہیں۔ یعنی نانک وغیرہ اس کے سکھوں نے نہ ویدوں کو سُنا نہ دیکھا کیا کریں گو سُننے یا دیکھنے میں آویں تو جو عقلمند متعصب نہیں وہ فوراً اپنی ٹھگ بدیا چھوڑ کر وید کی ہدایت میں آجاتے ہیں۔ **اقول** اس تمام تقریر سے پنڈت صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ باوا نانک صاحب اور اُن کے پیرو ٹھگ ہیں اُنہوں نے دنیا کے لئے دین کو بیچ دیا۔ مگر ہرچند یہ تو سچ ہے کہ باوا نانک صاحب نے وید کو چھوڑ دیا اور اس کو گمراہ کرنے والا طومار سمجھا لیکن پنڈت صاحب پر لازم تھا کہ یوں ہی باوا صاحب کے گرد نہ ہو جاتے اور ٹھگ اور مکار اُن کا نام نہ رکھتے بلکہ اُن کے وہ تمام عقیدے جو گرنتھ میں درج ہیں اور مخالف وید ہیں اپنی کتاب کے کسی صفحہ کے ایک کالم میں لکھ کر دوسرے کالم میں اس کے مقابل پر وید کی تعلیمیں درج کرتے تا عقلمند خود مقابلہ کر کے دیکھ لیتے کہ ان دو تعلیموں سے سچی تعلیم کونسی معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف گالیاں دینے سے کام نہیں نکلتا۔ ہر یک حقیقت مقابلہ کے وقت معلوم ہوتی ہے اور ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔

قولہ۔ نانک جی بڑے دھناڈھ اور رئیس بھی نہ تھے۔ پرنتو اُن کے چیلوں نے نانک چندودے اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے برتھ اور بڑے ایشرج والے لکھے ہیں۔ نانک جی بریما ادی سے ملے بڑی بات چیت کی سب نے ان کا مان کیا۔ نانک جی کے وواہ میں گھوڑے۔ رتھ ہاتھی سونا چاندی موتی پنا ادی رتنوں سے جڑے ہوئے بے پار اوار تھا لکھا ہے۔ بھلا یہ گپوڑے نہیں تو کیا ہے۔ یعنے نانک جی کہیں کے مالدار اور رئیس نہیں تھے مگر اُن کے چیلوں نے پوتھی نانک چندودی اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے دولتمند اور بھگت لکھا ہے

ست بچن صفحہ 21 روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 133 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

نمونہ ٹائیٹل بار اول

خدائے کریم کا شکر ہے کہ

ہمارا قادیان کے دشمن آریوں کا جواب ہمیں لکھا
گیا ہے جو نہ صرف بہت سی تردید اور نشانی کیساتھ اپنی اخبار
میں میرے نشانوں کا انکار کیا ہے جس کے گواہ نہ فقط ہمیں بلکہ سارا
دنیا ان کو دیکھ چکی ہے اور اس رسالہ کا نام ہے

قادیان کے آریہ اور ہم

سلسلہ احمدیہ

باہتمام منیجر صاحب میگزین پریس
قادیان میں طبع ہو کر شائع ہوا

۲۰ فروری ۱۹۰۷ء

تعداد ایک ہزار جلد
قیمت فی جلد ۲ ر

اس راہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سناؤں — دکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے

دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ — دیوانہ مت کہو تم عقل رسا یہی ہے

اے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی — مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے

فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جانکنی ہے — عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے

تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری — طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے

تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے — ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے

ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا — پر تو ہے فضل والا ہم پر کھلا یہی ہے

اے میرے دل کے درماں ہجراں ہے تیرا سوزاں — کہتے ہیں جس کو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے

اک دیں کی آفتوں کا غم کھا گیا ہے مجھ کو — سینہ پہ دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے

کیونکر تبہ وہ ہووے کیونکر فنا وہ ہووے — ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے

ایسا زمانہ آیا جس نے غضب ہے ڈھایا — جو پیستی ہے دیں کو وہ آسیا یہی ہے

شادابی و لطافت اس دیں کی کیا کہوں میں — سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے

آنکھیں ہر ایک دیں کی بے نور ہم نے پائیں — سرمہ سے معرفت کے اک سرمہ سا یہی ہے ۱۱

لعل یمن بھی دیکھے دُرِّ عدن بھی دیکھے — سب جوہروں کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے

انکار کر کے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم — بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے

پر آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئیں ہیں ایسی — وہ گالیوں پہ اترے دل میں پڑا یہی ہے

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زباں ہے — جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے

قادیان کے آریہ اور ہم صفحہ 42 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 458 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

المهلة منا ثلثة اشهر للمعارضين فان لم يبارزوا ولن يبارزوا فاعلموا
تین مہینے مہلت ہے اور اگر مقابل پر نہ آویں اور ہرگز نہ آوینگے پس یقیناً جانو
انهم كانوا من الكاذبين۔
کہ وہ جھوٹے ہیں۔

واعلموا ان هذا الانعام فى صورة اذا اتوا برسالة كمثل رسالتنا وعجالة
اور یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ انعام اس صورت میں ہے کہ جب بالمقابل رسالہ بعینہ ہمارے اس رسالہ کے
كمثل عجالتنا واثبتوا انفسهم كمماثلين ومشابهين۔ واما اذا ابوا وولوا
مشابہ ہو اور مماثلت اور مشابہت کو ثابت کریں۔ لیکن اگر بنانے سے انکار کریں
الدبر كالثعالب ما استطاعوا على هذه المطالب وما تركوا عادة توهين القرآن
اور لومڑیوں کی طرح پیٹھیں دکھلادیں اور ان مطالب پر قدرت نہ پاسکیں اور نہ توہین قرآن شریف کی
وما امتنعوا من قدح كتاب الله الفرقان وما تابوا من ان يسموا انفسهم مولويين
عادت کو چھوڑیں اور کتاب اللہ کی جرح و قدح سے باز نہ آویں
وما ازدجروا من سبّ رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين وما ازدجروا
اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دشنام دہی سے رکیں اور نہ اس بیہودگی سے اپنے تئیں
من قولهم ان القرآن ليس بفصيح وما تركوا سبيل التحقير والتوهين فعليهم
روکیں کہ قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ توہین اور تحقیر کے طریق کو چھوڑیں پس اُن پر خدا تعالیٰ
من الله الف لعنةٍ فليقل القوم كلّهم آمين۔
کی طرف سے ہزار لعنت ہے پس چاہیئے کہ تمام قوم کہے کہ آمین۔

۱ لعنت ۲ لعنت ۳ لعنت ۴ لعنت ۵ لعنت ۶ لعنت
۷ لعنت ۸ لعنت ۹ لعنت ۱۰ لعنت ۱۱ لعنت ۱۲ لعنت
۱۳ لعنت ۱۴ لعنت ۱۵ لعنت ۱۶ لعنت ۱۷ لعنت ۱۸ لعنت
۱۹ لعنت ۲۰ لعنت ۲۱ لعنت ۲۲ لعنت ۲۳ لعنت ۲۴ لعنت

نور الحق صفحہ 118 تا 122 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 158 تا 162 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

۲۵ لعنت ۲۶ لعنت ۲۷ لعنت ۲۸ لعنت ۲۹ لعنت ۳۰ لعنت ۳۱ لعنت

۳۲ لعنت ۳۳ لعنت ۳۴ لعنت ۳۵ لعنت ۳۶ لعنت ۳۷ لعنت ۳۸ لعنت

۳۹ لعنت ۴۰ لعنت ۴۱ لعنت ۴۲ لعنت ۴۳ لعنت ۴۴ لعنت ۴۵ لعنت

۴۶ لعنت ۴۷ لعنت ۴۸ لعنت ۴۹ لعنت ۵۰ لعنت ۵۱ لعنت ۵۲ لعنت

۵۳ لعنت ۵۴ لعنت ۵۵ لعنت ۵۶ لعنت ۵۷ لعنت ۵۸ لعنت ۵۹ لعنت

۶۰ لعنت ۶۱ لعنت ۶۲ لعنت ۶۳ لعنت ۶۴ لعنت ۶۵ لعنت ۶۶ لعنت

۶۷ لعنت ۶۸ لعنت ۶۹ لعنت ۷۰ لعنت ۷۱ لعنت ۷۲ لعنت ۷۳ لعنت

۷۴ لعنت ۷۵ لعنت ۷۶ لعنت ۷۷ لعنت ۷۸ لعنت ۷۹ لعنت ۸۰ لعنت

۸۱ لعنت ۸۲ لعنت ۸۳ لعنت ۸۴ لعنت ۸۵ لعنت ۸۶ لعنت ۸۷ لعنت

۸۸ لعنت ۸۹ لعنت ۹۰ لعنت ۹۱ لعنت ۹۲ لعنت ۹۳ لعنت ۹۴ لعنت

۹۵ لعنت ۹۶ لعنت ۹۷ لعنت ۹۸ لعنت ۹۹ لعنت ۱۰۰ لعنت ۱۰۱ لعنت

۱۰۲ لعنت ۱۰۳ لعنت ۱۰۴ لعنت ۱۰۵ لعنت ۱۰۶ لعنت ۱۰۷ لعنت ۱۰۸ لعنت

۱۰۹ لعنت ۱۱۰ لعنت ۱۱۱ لعنت ۱۱۲ لعنت ۱۱۳ لعنت ۱۱۴ لعنت ۱۱۵ لعنت

۱۱۶ لعنت ۱۱۷ لعنت ۱۱۸ لعنت ۱۱۹ لعنت ۱۲۰ لعنت ۱۲۱ لعنت ۱۲۲ لعنت

۱۲۳ لعنت ۱۲۴ لعنت ۱۲۵ لعنت ۱۲۶ لعنت ۱۲۷ لعنت ۱۲۸ لعنت ۱۲۹ لعنت

۱۳۰ لعنت ۱۳۱ لعنت ۱۳۲ لعنت ۱۳۳ لعنت ۱۳۴ لعنت ۱۳۵ لعنت ۱۳۶ لعنت

۱۳۷ لعنت ۱۳۸ لعنت ۱۳۹ لعنت ۱۴۰ لعنت ۱۴۱ لعنت ۱۴۲ لعنت ۱۴۳ لعنت

۱۴۴ لعنت ۱۴۵ لعنت ۱۴۶ لعنت ۱۴۷ لعنت ۱۴۸ لعنت ۱۴۹ لعنت ۱۵۰ لعنت

۱۵۱ لعنت ۱۵۲ لعنت ۱۵۳ لعنت ۱۵۴ لعنت ۱۵۵ لعنت ۱۵۶ لعنت ۱۵۷ لعنت

۱۵۸ لعنت ۱۵۹ لعنت ۱۶۰ لعنت ۱۶۱ لعنت ۱۶۲ لعنت ۱۶۳ لعنت ۱۶۴ لعنت

۱۶۵ لعنت ۱۶۶ لعنت ۱۶۷ لعنت ۱۶۸ لعنت ۱۶۹ لعنت ۱۷۰ لعنت ۱۷۱ لعنت

۱۷۲ لعنت ۱۷۳ لعنت ۱۷۴ لعنت ۱۷۵ لعنت ۱۷۶ لعنت ۱۷۷ لعنت ۱۷۸ لعنت

۱۷۹ لعنت ۱۸۰ لعنت ۱۸۱ لعنت ۱۸۲ لعنت ۱۸۳ لعنت ۱۸۴ لعنت ۱۸۵ لعنت

۱۸۶ لعنت ۱۸۷ لعنت ۱۸۸ لعنت ۱۸۹ لعنت ۱۹۰ لعنت ۱۹۱ لعنت ۱۹۲ لعنت

۱۹۳ لعنت ۱۹۴ لعنت ۱۹۵ لعنت ۱۹۶ لعنت ۱۹۷ لعنت ۱۹۸ لعنت ۱۹۹ لعنت

۲۰۰ لعنت ۲۰۱ لعنت ۲۰۲ لعنت ۲۰۳ لعنت ۲۰۴ لعنت ۲۰۵ لعنت ۲۰۶ لعنت

۲۰۷ لعنت ۲۰۸ لعنت ۲۰۹ لعنت ۲۱۰ لعنت ۲۱۱ لعنت ۲۱۲ لعنت ۲۱۳ لعنت

۲۱۴ لعنت ۲۱۵ لعنت ۲۱۶ لعنت ۲۱۷ لعنت ۲۱۸ لعنت ۲۱۹ لعنت ۲۲۰ لعنت

۲۲۱ لعنت ۲۲۲ لعنت ۲۲۳ لعنت ۲۲۴ لعنت ۲۲۵ لعنت ۲۲۶ لعنت ۲۲۷ لعنت

۲۲۸ لعنت ۲۲۹ لعنت ۲۳۰ لعنت ۲۳۱ لعنت ۲۳۲ لعنت ۲۳۳ لعنت ۲۳۴ لعنت

۲۳۵ لعنت ۲۳۶ لعنت ۲۳۷ لعنت ۲۳۸ لعنت ۲۳۹ لعنت ۲۴۰ لعنت ۲۴۱ لعنت

۲۴۲ لعنت ۲۴۳ لعنت ۲۴۴ لعنت ۲۴۵ لعنت ۲۴۶ لعنت ۲۴۷ لعنت ۲۴۸ لعنت

۲۴۹ لعنت ۲۵۰ لعنت ۲۵۱ لعنت ۲۵۲ لعنت ۲۵۳ لعنت ۲۵۴ لعنت ۲۵۵ لعنت

۲۵۶ لعنت ۲۵۷ لعنت ۲۵۸ لعنت ۲۵۹ لعنت ۲۶۰ لعنت ۲۶۱ لعنت ۲۶۲ لعنت

نورالحق صفحہ 118 تا 122 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 158 تا 162 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

۱۲۰ صہ ۲۶۳ لعنت ۲۶۴ لعنت ۲۶۵ لعنت ۲۶۶ لعنت ۲۶۷ لعنت ۲۶۸ لعنت ۲۶۹ لعنت
۲۷۰ لعنت ۲۷۱ لعنت ۲۷۲ لعنت ۲۷۳ لعنت ۲۷۴ لعنت ۲۷۵ لعنت ۲۷۶ لعنت
۲۷۷ لعنت ۲۷۸ لعنت ۲۷۹ لعنت ۲۸۰ لعنت ۲۸۱ لعنت ۲۸۲ لعنت ۲۸۳ لعنت
۲۸۴ لعنت ۲۸۵ لعنت ۲۸۶ لعنت ۲۸۷ لعنت ۲۸۸ لعنت ۲۸۹ لعنت ۲۹۰ لعنت
۲۹۱ لعنت ۲۹۲ لعنت ۲۹۳ لعنت ۲۹۴ لعنت ۲۹۵ لعنت ۲۹۶ لعنت ۲۹۷ لعنت
۲۹۸ لعنت ۲۹۹ لعنت ۳۰۰ لعنت ۳۰۱ لعنت ۳۰۲ لعنت ۳۰۳ لعنت ۳۰۴ لعنت
۳۰۵ اللعنة ۳۰۶ اللعنة ۳۰۷ اللعنة ۳۰۸ اللعنة ۳۰۹ اللعنة ۳۱۰ اللعنة ۳۱۱ اللعنة
۳۱۲ اللعنة ۳۱۳ اللعنة ۳۱۴ اللعنة ۳۱۵ اللعنة ۳۱۶ اللعنة ۳۱۷ اللعنة ۳۱۸ اللعنة
۳۱۹ اللعنة ۳۲۰ اللعنة ۳۲۱ اللعنة ۳۲۲ اللعنة ۳۲۳ اللعنة ۳۲۴ اللعنة ۳۲۵ اللعنة
۳۲۶ اللعنة ۳۲۷ اللعنة ۳۲۸ اللعنة ۳۲۹ اللعنة ۳۳۰ اللعنة ۳۳۱ اللعنة ۳۳۲ اللعنة
۳۳۳ اللعنة ۳۳۴ اللعنة ۳۳۵ اللعنة ۳۳۶ اللعنة ۳۳۷ اللعنة ۳۳۸ اللعنة ۳۳۹ اللعنة
۳۴۰ اللعنة ۳۴۱ اللعنة ۳۴۲ اللعنة ۳۴۳ اللعنة ۳۴۴ اللعنة ۳۴۵ اللعنة ۳۴۶ اللعنة
۳۴۷ اللعنة ۳۴۸ اللعنة ۳۴۹ اللعنة ۳۵۰ اللعنة ۳۵۱ اللعنة ۳۵۲ اللعنة ۳۵۳ اللعنة
۳۵۴ اللعنة ۳۵۵ اللعنة ۳۵۶ اللعنة ۳۵۷ اللعنة ۳۵۸ اللعنة ۳۵۹ اللعنة ۳۶۰ اللعنة
۳۶۱ اللعنة ۳۶۲ اللعنة ۳۶۳ اللعنة ۳۶۴ اللعنة ۳۶۵ اللعنة ۳۶۶ اللعنة ۳۶۷ اللعنة
۳۶۸ اللعنة ۳۶۹ اللعنة ۳۷۰ اللعنة ۳۷۱ اللعنة ۳۷۲ اللعنة ۳۷۳ اللعنة ۳۷۴ اللعنة
۳۷۵ اللعنة ۳۷۶ اللعنة ۳۷۷ اللعنة ۳۷۸ اللعنة ۳۷۹ اللعنة ۳۸۰ اللعنة ۳۸۱ اللعنة
اللعنة ۳۸۲ اللعنة ۳۸۳ اللعنة ۳۸۴ اللعنة ۳۸۵ اللعنة ۳۸۶ اللعنة ۳۸۷ اللعنة ۳۸۸
اللعنة ۳۸۹ اللعنة ۳۹۰ اللعنة ۳۹۱ اللعنة ۳۹۲ اللعنة ۳۹۳ اللعنة ۳۹۴ اللعنة ۳۹۵
اللعنة ۳۹۶ اللعنة ۳۹۷ اللعنة ۳۹۸ اللعنة ۳۹۹ اللعنة ۴۰۰ اللعنة ۴۰۱ اللعنة ۴۰۲
اللعنة ۴۰۳ اللعنة ۴۰۴ اللعنة ۴۰۵ اللعنة ۴۰۶ اللعنة ۴۰۷ اللعنة ۴۰۸ اللعنة ۴۰۹
اللعنة ۴۱۰ اللعنة ۴۱۱ اللعنة ۴۱۲ اللعنة ۴۱۳ اللعنة ۴۱۴ اللعنة ۴۱۵ اللعنة ۴۱۶
اللعنة ۴۱۷ اللعنة ۴۱۸ اللعنة ۴۱۹ اللعنة ۴۲۰ اللعنة ۴۲۱ اللعنة ۴۲۲ اللعنة ۴۲۳
اللعنة ۴۲۴ اللعنة ۴۲۵ اللعنة ۴۲۶ اللعنة ۴۲۷ اللعنة ۴۲۸ اللعنة ۴۲۹ اللعنة ۴۳۰
اللعنة ۴۳۱ اللعنة ۴۳۲ اللعنة ۴۳۳ اللعنة ۴۳۴ اللعنة ۴۳۵ اللعنة ۴۳۶ اللعنة ۴۳۷
اللعنة ۴۳۸ اللعنة ۴۳۹ اللعنة ۴۴۰ اللعنة ۴۴۱ اللعنة ۴۴۲ اللعنة ۴۴۳ اللعنة ۴۴۴
اللعنة ۴۴۵ اللعنة ۴۴۶ اللعنة ۴۴۷ اللعنة ۴۴۸ اللعنة ۴۴۹ اللعنة ۴۵۰ اللعنة ۴۵۱
اللعنة ۴۵۲ اللعنة ۴۵۳ اللعنة ۴۵۴ اللعنة ۴۵۵ اللعنة ۴۵۶ اللعنة ۴۵۷ اللعنة ۴۵۸
اللعنة ۴۵۹ اللعنة ۴۶۰ اللعنة ۴۶۱ اللعنة ۴۶۲ اللعنة ۴۶۳ اللعنة ۴۶۴ اللعنة ۴۶۵
اللعنة ۴۶۶ اللعنة ۴۶۷ اللعنة ۴۶۸ اللعنة ۴۶۹ اللعنة ۴۷۰ اللعنة ۴۷۱ اللعنة ۴۷۲
اللعنة ۴۷۳ اللعنة ۴۷۴ اللعنة ۴۷۵ اللعنة ۴۷۶ اللعنة ۴۷۷ اللعنة ۴۷۸ اللعنة ۴۷۹
اللعنة ۴۸۰ اللعنة ۴۸۱ اللعنة ۴۸۲ اللعنة ۴۸۳ اللعنة ۴۸۴ اللعنة ۴۸۵ اللعنة ۴۸۶
اللعنة ۴۸۷ اللعنة ۴۸۸ اللعنة ۴۸۹ اللعنة ۴۹۰ اللعنة ۴۹۱ اللعنة ۴۹۲ اللعنة ۴۹۳
اللعنة ۴۹۴ اللعنة ۴۹۵ اللعنة ۴۹۶ اللعنة ۴۹۷ اللعنة ۴۹۸ اللعنة ۴۹۹ اللعنة ۵۰۰

نور الحق صفحہ 118 تا 122 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 158 تا 162 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

١٦١

اللعنة ٥٠١	اللعنة ٥٠٢	اللعنة ٥٠٣	اللعنة ٥٠٤	اللعنة ٥٠٥	اللعنة ٥٠٦	اللعنة ٥٠٧	١٢١
اللعنة ٥٠٨	اللعنة ٥٠٩	اللعنة ٥١٠	اللعنة ٥١١	اللعنة ٥١٢	اللعنة ٥١٣	اللعنة ٥١٤	
اللعنة ٥١٥	اللعنة ٥١٦	اللعنة ٥١٧	اللعنة ٥١٨	اللعنة ٥١٩	اللعنة ٥٢٠	اللعنة ٥٢١	
اللعنة ٥٢٢	اللعنة ٥٢٣	اللعنة ٥٢٤	اللعنة ٥٢٥	اللعنة ٥٢٦	اللعنة ٥٢٧	اللعنة ٥٢٨	
اللعنة ٥٢٩	اللعنة ٥٣٠	اللعنة ٥٣١	اللعنة ٥٣٢	اللعنة ٥٣٣	اللعنة ٥٣٤	اللعنة ٥٣٥	
اللعنة ٥٣٦	اللعنة ٥٣٧	اللعنة ٥٣٨	اللعنة ٥٣٩	اللعنة ٥٤٠	اللعنة ٥٤١	اللعنة ٥٤٢	
اللعنة ٥٤٣	اللعنة ٥٤٤	اللعنة ٥٤٥	اللعنة ٥٤٦	اللعنة ٥٤٧	اللعنة ٥٤٨	اللعنة ٥٤٩	
اللعنة ٥٥٠	اللعنة ٥٥١	اللعنة ٥٥٢	اللعنة ٥٥٣	اللعنة ٥٥٤	اللعنة ٥٥٥	اللعنة ٥٥٦	
اللعنة ٥٥٧	اللعنة ٥٥٨	اللعنة ٥٥٩	اللعنة ٥٦٠	اللعنة ٥٦١	اللعنة ٥٦٢	اللعنة ٥٦٣	
اللعنة ٥٦٤	اللعنة ٥٦٥	اللعنة ٥٦٦	اللعنة ٥٦٧	اللعنة ٥٦٨	اللعنة ٥٦٩	اللعنة ٥٧٠	
اللعنة ٥٧١	اللعنة ٥٧٢	اللعنة ٥٧٣	اللعنة ٥٧٤	اللعنة ٥٧٥	اللعنة ٥٧٦	اللعنة ٥٧٧	
اللعنة ٥٧٨	اللعنة ٥٧٩	اللعنة ٥٨٠	اللعنة ٥٨١	اللعنة ٥٨٢	اللعنة ٥٨٣	اللعنة ٥٨٤	
اللعنة ٥٨٥	اللعنة ٥٨٦	اللعنة ٥٨٧	اللعنة ٥٨٨	اللعنة ٥٨٩	اللعنة ٥٩٠	اللعنة ٥٩١	
اللعنة ٥٩٢	اللعنة ٥٩٣	اللعنة ٥٩٤	اللعنة ٥٩٥	اللعنة ٥٩٦	اللعنة ٥٩٧	اللعنة ٥٩٨	
اللعنة ٥٩٩	اللعنة ٦٠٠	اللعنة ٦٠١	اللعنة ٦٠٢	اللعنة ٦٠٣	اللعنة ٦٠٤	اللعنة ٦٠٥	
اللعنة ٦٠٦	اللعنة ٦٠٧	اللعنة ٦٠٨	اللعنة ٦٠٩	اللعنة ٦١٠	اللعنة ٦١١	اللعنة ٦١٢	
اللعنة ٦١٣	اللعنة ٦١٤	اللعنة ٦١٥	اللعنة ٦١٦	اللعنة ٦١٧	اللعنة ٦١٨	اللعنة ٦١٩	
اللعنة ٦٢٠	اللعنة ٦٢١	اللعنة ٦٢٢	اللعنة ٦٢٣	اللعنة ٦٢٤	اللعنة ٦٢٥	اللعنة ٦٢٦	
اللعنة ٦٢٧	اللعنة ٦٢٨	اللعنة ٦٢٩	اللعنة ٦٣٠	اللعنة ٦٣١	اللعنة ٦٣٢	اللعنة ٦٣٣	
اللعنة ٦٣٤	اللعنة ٦٣٥	اللعنة ٦٣٦	اللعنة ٦٣٧	اللعنة ٦٣٨	اللعنة ٦٣٩	اللعنة ٦٤٠	
اللعنة ٦٤١	اللعنة ٦٤٢	اللعنة ٦٤٣	اللعنة ٦٤٤	اللعنة ٦٤٥	اللعنة ٦٤٦	اللعنة ٦٤٧	
اللعنة ٦٤٨	اللعنة ٦٤٩	اللعنة ٦٥٠	اللعنة ٦٥١	اللعنة ٦٥٢	اللعنة ٦٥٣	اللعنة ٦٥٤	
اللعنة ٦٥٥	اللعنة ٦٥٦	اللعنة ٦٥٧	اللعنة ٦٥٨	اللعنة ٦٥٩	اللعنة ٦٦٠	اللعنة ٦٦١	
اللعنة ٦٦٢	اللعنة ٦٦٣	اللعنة ٦٦٤	اللعنة ٦٦٥	اللعنة ٦٦٦	اللعنة ٦٦٧	اللعنة ٦٦٨	
اللعنة ٦٦٩	اللعنة ٦٧٠	اللعنة ٦٧١	اللعنة ٦٧٢	اللعنة ٦٧٣	اللعنة ٦٧٤	اللعنة ٦٧٥	
اللعنة ٦٧٦	اللعنة ٦٧٧	اللعنة ٦٧٨	اللعنة ٦٧٩	اللعنة ٦٨٠	اللعنة ٦٨١	اللعنة ٦٨٢	
اللعنة ٦٨٣	اللعنة ٦٨٤	اللعنة ٦٨٥	اللعنة ٦٨٦	اللعنة ٦٨٧	اللعنة ٦٨٨	اللعنة ٦٨٩	
اللعنة ٦٩٠	اللعنة ٦٩١	اللعنة ٦٩٢	اللعنة ٦٩٣	اللعنة ٦٩٤	اللعنة ٦٩٥	اللعنة ٦٩٦	
اللعنة ٦٩٧	اللعنة ٦٩٨	اللعنة ٦٩٩	اللعنة ٧٠٠	اللعنة ٧٠١	اللعنة ٧٠٢	اللعنة ٧٠٣	
اللعنة ٧٠٤	اللعنة ٧٠٥	اللعنة ٧٠٦	اللعنة ٧٠٧	اللعنة ٧٠٨	اللعنة ٧٠٩	اللعنة ٧١٠	
اللعنة ٧١١	اللعنة ٧١٢	اللعنة ٧١٣	اللعنة ٧١٤	اللعنة ٧١٥	اللعنة ٧١٦	اللعنة ٧١٧	
اللعنة ٧١٨	اللعنة ٧١٩	اللعنة ٧٢٠	اللعنة ٧٢١	اللعنة ٧٢٢	اللعنة ٧٢٣	اللعنة ٧٢٤	
اللعنة ٧٢٥	اللعنة ٧٢٦	اللعنة ٧٢٧	اللعنة ٧٢٨	اللعنة ٧٢٩	اللعنة ٧٣٠	اللعنة ٧٣١	١٢٢
اللعنة ٧٣٢	اللعنة ٧٣٣	اللعنة ٧٣٤	اللعنة ٧٣٥	اللعنة ٧٣٦	اللعنة ٧٣٧	اللعنة ٧٣٨	

نورالحق صفحہ 118 تا 122 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 158 تا 162 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

[illegible]

اللعنة ... اللعنة ۱۰۰۰

نور الحق صفحہ 118 تا 122 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 158 تا 162 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب جہل اور بے ایمانی اور ضلالت جو دوسری حدیثوں میں دخان کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے دنیا میں پھیل جائے گی اور زمین میں حقیقی ایمانداری ایسی کم ہو جائے گی کہ گویا وہ آسمان پر اٹھ گئی ہوگی اور قرآن کریم ایسا متروک ہو جائے گا کہ گویا وہ خدا تعالےٰ کی طرف اٹھایا گیا ہوگا۔ تب ضرور ہے کہ فارس کی اصل سے ایک شخص پیدا ہو اور ایمان کو ثریا سے لے کر پھر زمین پر نازل ہو۔ سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ بن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا تب خدا تعالےٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا اور اس اپنے بندے کا نام ابن مریم رکھا کیونکہ اس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منہ دیکھا جس کے ذریعہ سے اس نے قالب اسلام کا پایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو بغیر انسانوں کے ذریعہ کے حاصل ہوئی تب وہ وجود روحانی پا کر خدا تعالےٰ کی طرف اٹھایا گیا کیونکہ خدا تعالےٰ نے اپنے ماسوا سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھا لیا اور پھر ایمان اور عرفان کے خزینہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا۔ سو وہ ایمان اور عرفان کا ثریا سے دنیا میں تحفہ لایا اور زمین جو سنسان پڑی تھی اور تاریک تھی اس کے روشن اور آباد کرنے کے فکر میں لگ گیا پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ بن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے!

اور اگر اب بھی تمہیں شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ مسلمانوں کے ساتھ جزئی اختلافات کی وجہ سے لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعّان نہیں ہوتا لیکن ایک طریق بہت آسان ہے اور وہ درحقیقت قائم مقام مباہلہ ہی ہے جس سے کاذب اور صادق اور مقبول اور مردود کی تفریق ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے جو ذیل میں معاً قلم نے لکھتا ہوں۔

ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 560 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 456 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہو اور مَیں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اُس پر بیٹھنے نہ پاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر مَیں نہ اُٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اُسکو نہ دوں اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اُسکے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اُسکے لئے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر مَیں بھی دیدہ و دانستہ اُس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیئے کہ مَیں اُسکی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اُسکے لئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور رُوحانی طور پر بیمار ہے اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اُس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیئے کہ مَیں اُس سے ٹھٹھا کروں یا چیں برجبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بد نیتی سے اُسکی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اُسکا دل نرم نہ ہو جب تک وہ اپنے تئیں ہریک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دُور نہ ہو جائیں خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جُھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اسکی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اسکو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اُٹھتا تو چارپائی کو اُلٹا دیتا ہے اور اُسکو نیچے گرا دیتا ہے پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اُسکو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے پھر مَیں کس خوشی کی اُمید سے لوگوں کو جلسہ کیلئے اکٹھے کروں یہ دنیا کے تماشوں میں سے کوئی تماشا نہیں ابھی تک مَیں جانتا ہوں کہ میں اکیلا ہوں بجز ایک مختصر گروہ رفیقوں کے جو تھوڑے سے کسی قدر زیادہ ہیں جن پر خدا کی خاص رحمت ہے جن میں سے اوّل درجہ پر میرے خالص دوست اور محب مولوی حکیم نور الدین صاحب اور چند اور دوست ہیں جنکو مَیں جانتا ہوں کہ وہ صرف خدا تعالیٰ کیلئے میرے ساتھ تعلق محبت رکھتے ہیں اور میری باتوں اور نصیحتوں کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اُنکی آخرت پر نظر ہے سو وہ انشاء اللہ دونوں جہانوں میں میرے ساتھ ہیں اور مَیں اُنکے ساتھ ہوں۔ مَیں اپنے ساتھ اُن لوگوں کو کیا سمجھوں جنکے دل میرے ساتھ نہیں

؎ یہ باتیں ہماری طرف سے اپنی جماعت کیلئے بطور نصیحت کے ہیں دوسرا کوئی مجاز نہیں کہ کسی کا نام لیکر اسکا تذکرہ کرے ورنہ وہ سب سے بڑھ کر گنہگار اور فتنہ کی راہ اختیار کرے گا۔

شہادت القرآن صفحہ 100 (آخر) روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 396 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 74 پر درج ہے

نگارہ جب تک میں زندہ ہوں، جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا۔"
(ازالہ اوہام صفحہ ۱۶-۱۸۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱)

" یہ سب مضمون ابوطالب کے قصّہ کا اگرچہ کتابوں میں درج ہے مگر یہ تمام عبارت الہامی ہے جو خدائے تعالیٰ نے اِس عاجز کے دل پر نازل کی۔ صرف کوئی کوئی فقرہ تشریح کے لئے اِس عاجز کی طرف سے ہے۔"
(ازالہ اوہام صفحہ ۱۸، ۱۹ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ حاشیہ)

سنہ ۱۸۹۱ء

"صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید شرقی کے پاس اُتریں گے..... دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اِس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں..... مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے اور خدائے تعالیٰ نے مسیح کے اُترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصلی مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رُو سے مسیح سے اور نیز امام حسینؓ سے بھی مشابہت رکھتا ہے کیونکہ دمشق پایۂ تخت یزید ہو چکا ہے اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزارہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے وہ دمشق ہی ہے..... سو خدا تعالیٰ نے اُس دمشق کو جس سے ایسے پُرظلم احکام نکلتے تھے اور جس میں ایسے سنگ دل اور سیاہ درون لوگ پیدا ہو گئے تھے اِس غرض سے نشانہ بنا کر لکھا کہ اب مثیلِ دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بناتا رہا ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۳ تا ۷۰ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۴-۱۳۶ حاشیہ)

سنہ ۱۸۹۱ء

" قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ

اُخْرِجَ مِنْہُ الْیَزِیْدِیُّوْنَ

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۲ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۸ حاشیہ)

سنہ ۱۸۹۱ء

(۱) " ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص حارث نام یعنی حرّاثؔ آنے والا جو

لہ حارث کے معنے زمیندار کے ہیں اور حرّاث سے مراد بڑا زمیندار ہے اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ (مرتب)

کے لئے ہے۔ لیکن بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف زبان سے ہوتی ہے اور دل اس سے غافل بلکہ روگردان ہے۔ بیعت کے معنے بیچ دینے کے ہیں پس جو شخص درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز اُن میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مُردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کردوں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ پس مقام خوف ہے۔

اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم بھی رکھا گیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ سلام علیک یا ابراھیم (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸) یعنی اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بہت برکتیں دی تھیں اور وہ ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے سلامت رہا۔ پس میرا نام ابراہیم رکھ کر خدا تعالیٰ یہ اشارہ کرتا ہے کہ ایسا ہی اس ابراہیم کو برکتیں دی جائیں گی۔ اور مخالف اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ جیسا کہ اسی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے بورکت یا احمد وکان ما بارک اللہ فیک حقاً فیک یعنی اے احمد! تجھے مبارک کیا گیا اور یہ تیرا ہی حق تھا۔ اور انہیں حصص سابقہ براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھے اس قدر برکت دوں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور جس طرح ابراہیم سے خدا نے خاندان شروع کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میری نسبت فرماتا ہے۔ سبحان اللہ زاد مجدک۔ ینقطع اٰباءک ویبدء منک۔ یعنی خدا پاک ہے جس نے تیری بزرگی کو

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 87 روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 114 از مرزا غلام احمد صاحب | یہ حوالہ صفحہ 74 پر درج ہے

درست اور صاف کرنے کو تیار نہ کریں تب تک یہ جلسہ قرین مصلحت معلوم نہیں ہوتا حالانکہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبایعین
محض للہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے
دیکھنے میں مبایعین کو فائدہ یہ ہوگا کہ مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے
سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے کسی جلسہ پر موقوف نہیں بلکہ دوسرے وقتوں میں وہ فرصت اور فراغت سے
باتیں کر سکتے ہیں اور یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت
اور حسن ثمرات پر موقوف ہے ورنہ بغیر اس کے ہیچ۔ اور جب تک یہ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ
یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا بڑا اثر ہے تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع
سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے ایک معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض
پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھلانے کے لئے اپنے مبایعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علت غائی جس کے لئے میں حیلہ نکالتا
ہوں اصلاح خلق اللہ ہے پھر اگر کوئی امر یا انتظام موجب اصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں سے میرے جیسا
اس کا کوئی دشمن نہیں۔ اور اخی مکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بار بار مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ
ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للہی محبت باہم پیدا
نہیں کی سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت
میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو
بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے
پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے
سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت
پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں اور اگرچہ نجیب اور سعید
بھی ہماری جماعت میں بہت ہیں بلکہ یقیناً دو سو سے زیادہ ہی ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو نصیحتوں کو سن کر روتے اور
عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور ان کے دلوں پر نصیحتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے لیکن میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور
میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے یہ کون سی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے نفسانی لالچوں پر کیوں ان کے دل گرے جاتے
ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز
درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے

شہادت القرآن صفحہ ''ز'' روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 74 پر درج ہے

[illegible]

روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء

یہ حوالہ صفحہ 75 پر درج ہے

تھے ۔ مگر حضرت صاحب کے چہرہ پر بالکل اطمینان تھا چنانچہ ہم سب قادیان چلے آئے
بعد میں ہم نے سنا کہ مجسٹریٹ نے سرٹیفکٹ پر بڑی جرح کی اور بہت ٹملایا اور ڈاکٹر
کو شہادت کے لیئے بلایا مگر اس انگریز ڈاکٹر نے کہا کہ میرا سرٹیفکٹ بالکل درست ہے
میں اپنے فن کا ماہر ہوں اس پر میرے فن کی رو سے کوئی اعتراض نہیں کر سکتا
اور میرا سرٹیفکٹ تمام اعلیٰ عدالتوں تک چلتا ہے ۔ مجسٹریٹ بڑبڑاتا رہا مگر کچھ
پیش نہ گئی ۔ پھر اسی وقفہ میں اس کا گورداسپور سے تبادلہ ہو گیا ۔ اور نیز کسی ظاہرا
نامعلوم وجہ سے اس کا تنزل بھی ہو گیا ۔ یعنی وہ ای ۔ اے ۔ سی سے منصف کر
دیا گیا ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غالباً اس مجسٹریٹ کا نام چندو لال تھا اور وہ تاریخ
جس پر اس موقعہ پر حضرت صاحب نے پیش ہونا تھا ۔ غالباً ۲۹ فروری ۱۹۰۴ء تھی ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بیان کیا مجھ سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ ایکدفعہ
ہم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا ۔ کہ حضور حدیث میں آتا ہے ۔ کہ سب نبیوں
نے بکریاں چرائی ہیں کیا کبھی حضور نے بھی چرائی ہیں ؟ آپ نے فرمایا ۔ کہ ہاں میں
ایک دفعہ باہر کھیتوں میں گیا ۔ وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا اسنے کہا کہ میں
ذرا ایک کام جاتا ہوں آپ میری بکریوں کا خیال رکھیں ۔ مگر وہ ایسا گیا کہ بس
شام کو واپس آیا اور اس کے آنے تک ہمیں اسکی بکریاں چرانی پڑیں ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے
تھے کہ جب فتح اسلام توضیح مرام شایع ہوئیں ۔ تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں
اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں ۔ اسنے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو
اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا صاحب سے علیحدہ کیئے دیتا ہوں ۔ چنانچہ وہ
میرے پاس آیا اور کہنے لگا ۔ کہ مولوی صاحب ! کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی
ہو سکتا ہے ؟ میں نے کہا نہیں اسنے کہا اگر کوئی نبوت کا دعوے کرے ۔ تو پھر ؟
میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھینگے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں ۔ اگر
صادق ہے ۔ تو بہر حال اسکی بات کو قبول کرینگے ۔ میرا یہ جواب سنکر وہ بولا ۔

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 98 از بشیر احمد ایم اے

دعوة الامیر

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفة المسیح الثانی

جائیں۔

آپ کے دعوے کے دلائل

آپ کے دعوے کو مختصر الفاظ میں بیان کر دینے کے بعد میں اصولاً اس امر کے متعلق کچھ بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک مأمور من اللہ کے دعوے کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں اور پھر یہ کہ ان دلائل کے ذریعہ سے آپ کے دعوے پر کیا روشنی پڑتی ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مأمور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ عقل سلیم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کا مأمور بھی ہو اور لوگوں کو دھوکا دے کر حق سے دور بھی لے جاتا ہو اگر ایسا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے علم پر ایک سخت حملہ ہو گا اور ثابت ہو گا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ اس نے اپنے انتخاب میں سخت غلطی کی اور ایک ایسے شخص کو اپنا مأمور بنا دیا جو دل کا ناپاک اور گندہ تھا اور بجائے حق اور صداقت کی اشاعت کے اپنی بڑائی اور عزت چاہتا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اپنے نفس کو مقدم کرتا تھا۔

علاوہ اس کے کہ یہ عقیدہ عقل سلیم کے خلاف ہے قرآن کریم بھی اس کو باطل کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ مَاكَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ○ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ○ [۱۰] یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کتاب اور حکم اور نبوت دے کر بھیجے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ بسبب اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ کا کلام لوگوں کو سکھاتے اور پڑھتے ہو اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایسا آدمی لوگوں سے یہ کہے کہ فرشتوں یا نبیوں کو رب سمجھ لو کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ وہ کوشش کر کے لوگوں کو مسلمان بنائے اور پھر ان کو کافر کر دے۔

غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی مأموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی

صداقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔

پس میں اسی اصل کے مطابق آپ کے دعوے پر نظر کرنی چاہتا ہوں تاکہ جناب والا کو ان دلائل سے مختصراً آگاہی ہو جائے جن کی بناء پر آپ نے اس دعوے کو پیش کیا ہے اور جن پر نظر کرتے ہوئے لاکھوں آدمیوں نے آپ کو اس وقت تک قبول کیا ہے

پہلی دلیل

ضرورت زمانہ

سب سے پہلی دلیل جس سے کسی مأمور کی صداقت ثابت ہوتی ہے وہ ضرورت زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ بے محل اور بے موقع کوئی کام نہیں کرتا جب تک کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اسے نازل نہیں کرتا اور جب کسی چیز کی حقیقی ضرورت پیدا ہو جائے تو وہ اسے روک کر نہیں رکھتا۔ انسان کی جسمانی ضروریات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مہیا نہ کیا ہو چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اس کی پوری کر دی ہے پس جب کہ دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے کا اس نے اس قدر اہتمام کیا ہے تو یہ اس کی شان اور اس کی رفعت کے منافی ہے کہ وہ اس کی روحانی ضروریات کو نظرانداز کر دے اور ان کے پورا کرنے کیلئے کوئی سامان پیدا نہ کرے حالانکہ جسم ایک فانی شے ہے اور اس کی تکالیف عارضی ہیں اور اس کی ترقی محدود ہے اور اس کے مقابلے میں انسانی روح کیلئے ابدی زندگی مقرر کی گئی ہے اور اس کی تکالیف ایک ناقابل شمار زمانے تک ممتد ہو سکتی ہیں اور اس کی ترقی کے راستے انسانی عقل کی حد بندی سے زیادہ ہیں۔

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی صفات پر اس روشنی کی مدد سے نظر ڈالے گا جو قرآن کریم سے حاصل ہوتی ہے وہ کبھی اس بات کو باور نہیں کرے گا کہ بنی نوع انسان کی روحانی حالت تو کسی مصلح کی محتاج ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا سامان نہ کیا جائے جس کے ذریعے سے

یہ حوالہ صفحہ 76 پر درج ہے

مستقل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر بالفعل ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بد اندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں۔ اس لئے اندیشہ ہے کہ ان کی ہر روز کی مفتریانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیات اور سر لیپل گریفن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میری اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضائع اور برباد نہ جائیں اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیرخواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کیا جائے کہ جو اختلاف مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھوٹی مخبری پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیرخواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب

مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ 21 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 78 پر درج ہے

حوالہ نمبر 159

۴

ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھکر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنے پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچاکر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضےٰ رئیس قادیان حفظہ

عریضہ شما مشعر بر یاددہانی خدمات وحقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور اینجانب درآمد ما خوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل وحکومت سرکار انگریزی جان نثار وفاکیش ثابت قدم ماندہ اید۔ وحقوق شما در اصل قابل قدر اند۔ بہر نہج تسلی وتشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق

Translation of Certificate of
J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

کتاب البریہ صفحہ 5,4,3 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897 روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 6,5,4 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 78 پر درج ہے

۵

کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تیموں کے
گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی

خدمات شما خود و توجہ کردہ خواہد شد۔
باید کہ ہمیشہ ہواخواہ و جان نثار
سرکار انگریزی بمانند کہ دریں امر خوشنودی
سرکار و بہبودی شما متصور است۔ فقط
المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء بمقام لاہور انارکلی

British Govt. will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favourable oppurtunity offers itself.

You must continue to be faithful and devoted objects as in it lies the satisfaction of the Govt. and your wellfare.

11.6.1849 Lahore.

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)
تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ
رئیس قادیان بعافیت باشند۔

کتاب البریہ صفحہ 5,4,3 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897 روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 6,5,4 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 78 پر درج ہے

۶

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

**Translation of
Mr. Robert Cast's Certificate**

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan,
Chief of Qadian.

As you rendered great help in enlisting sowars and supplying horse to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning upto date and thereby gained the favour of Govt. a *Khalat* worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services, and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner as conveyed in his no. 576 dt. 10th August 58. This parvana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fedelity and repute.

چونکہ بہنگام مفسدہ ہندوستان مرقومہ
۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی
و مددی سرکار دولتمدار انگلشیہ در باب
نگاہداشت سواران و بہم رسانی اسپان
بخوبی بمنصہ ظہور پہونچی اور شروع مفسدہ
سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے
اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہذا
بجلدوی اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے
خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے
آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی
صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶
مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا
باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و
وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔
مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

کتاب البریہ صفحہ 5,4,3 حاشیہ مورخہ 20 ستمبر 1897 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 6,5,4 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 78 پر درج ہے

ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیئے۔ اجتہادی غلطی نبیوں اور رسولوں سے بھی ہو جاتی ہے۔ جس پر وہ قائم نہیں رکھے جاتے۔ ذرہ صحیح بخاری کو کھولو اور حدیث ذھب وھلی کو غور سے پڑھو۔ ایسا اعتراض کرنا جو دوسرے پاک نبیوں پر بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وہی اعتراض آتے مسلمانوں اور نیک آدمیوں کا کام نہیں ہے بلکہ لعنتیوں اور شیطانوں کا کام ہے۔ اگر دل میں فساد نہیں تو قوم کا تفرقہ دُور کرنے کے لئے ایک جلسہ کرو۔ اور مجلس عام میں میرے پر اعتراض کرو کہ فلاں پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ پھر اگر حاضرین نے قسم کھا کر کہہ دیا کہ فی الواقع جھوٹی نکلی اور میرے جواب کو سُنکر مُدلّل بیان اور شرعی دلیل سے ردّ کر دیا تو اسی وقت میں توبہ کرونگا۔ ورنہ چاہیئے کہ سب توبہ کر کے اس جماعت میں داخل ہو جائیں اور درندگی اور بدزبانی چھوڑ دیں۔

ص۱۵۶ اے مسلمانوں کی ذرّیت! میں نے آپ لوگوں کا کیا گناہ کیا ہے کہ آپ لوگ انواع اقسام کے منصوبوں سے میری ایذا کے درپے ہو گئے۔ تم میں سے جو مولوی ہیں وہ ہر وقت یہی وعظ کرتے ہیں کہ یہ شخص کافر بے دین دجّال ہے اور انگریزوں کی سلطنت کی حد سے زیادہ تعریف کرتا ہے اور رُومی سلطنت کا مخالف ہے۔ اور تم میں سے جو ملازمت پیشہ ہیں وہ اس کوشش میں ہیں کہ مجھے اس محسن سلطنت کا باغی ٹھہراویں۔ میں سُنتا ہوں کہ ہمیشہ خلاف واقعہ خبریں میری نسبت پہنچانے کے لئے ہر طرف سے کوشش کی جاتی ہے حالانکہ آپ لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ میں باغیانہ طریق کا آدمی نہیں ہوں۔ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے

تریاق القلوب صفحہ 28,27 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156,155 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 79 پر درج ہے

جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے معدوم ہو جائیں

پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں۔ اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بدخیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں انکو سخت نادان اور بدقسمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کچھ کہو۔ گالیاں نکالو۔ یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بدذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتیرے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ خونی مہدی اور خونی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اس معقولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں۔ کیا جبر کرنا اور زور اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اسنے جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اسکی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

تریاق القلوب صفحہ 28,27 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156,155 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 79 پر درج ہے

جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے معدوم ہو جائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کردوں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں۔ اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بدخیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں انکو سخت نادان اور بدقسمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کچھ کہو۔ گالیاں نکالو۔ یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہوسکے سخت بدذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتیرے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ خونی مہدی اور خونی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اس معقولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں۔ کیا جبر کرنا اور زور اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہوسکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نے جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اسکی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

تریاق القلوب صفحہ 28 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 79 پر درج ہے

اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار بار اُن کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور مطیع رہیں اور تمام نوع انسان کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملّت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے مہدی ہاشمی قرشی خونی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دے گا میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں۔ ہاں میں اپنے نفس کے لئے اس مسیح موعود کا ادّعا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہوگا اور نرمی اور صلحکاری اور امن کے ساتھ قوموں کو اس سچے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھائے گا جو اکثر قوموں سے چھپ گیا ہے۔ میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں اوّل یہ کہ خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاچاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا۔ دُوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لئے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنے گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اس کی

٭ امر جہاد کے برخلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزارہا آدمیوں کو تعلیم کی ہے اور کر رہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ منہ

یہ حوالہ صفحہ 80 پر درج ہے	مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 19 از مرزا غلام احمد صاحب

۳۸۰

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر ردیدی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دُنیوی میں خدا تعالےٰ
نے اِس قوم میں سے ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہمنے اِس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا
شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے
اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دُعا کے اور کیا ہے سو ہم
دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اِس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اُسکے دشمن کو ذلت کے ساتھ
پسپا کرے۔ خُدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیساکہ اُسکا شکر کرنا سو
اگر ہم اِس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہمنے خُدا تعالیٰ کا بھی
شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خُدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدائے تعالیٰ اپنے
بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ
ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دُوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ
اِس گورنمنٹ سے جہاد کرنا دُرست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال
اُنکا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض
اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی
بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جسکو
میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں
دُوسرے اِس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں
پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ
اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انہوں
نے پسند کی ہیں۔ لیکن اِن مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

۸۴

یہ حوالہ صفحہ 80 پر درج ہے	شہادت القرآن صفحہ 84 روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا صاحب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

نوٹ۔ (ایک زبردست الہام اور کشف) آج ۲۰ جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا۔ اسکی آخری سطر میں لکھا تھا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام باقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ "قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے گرفتار ہو گئے" اس کے یہ معنے مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائینگے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائینگے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ اُن کے لئے باقی نہیں رہے گی۔ یہ پیشگوئی ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔
اس کے بعد ۲۱ جون ۱۹۰۰ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا۔ "کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے جتنے تھے سب ہی گرفتار ہو گئے۔" یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت ایسی پوری ہو گئی کہ اُن کیلئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائیگی کہ فیصلہ کر دے گی۔ منہ

تحفہ گولڑویہ ضمیمہ صفحہ 42 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 78,77 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 80 پر درج ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد	منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو	جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر	کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ	عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا	جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند	کھیلیں گے بچے سانپوں سے بے خوف و بے گزند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا	بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا	وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے	کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں	کر دے گا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں
ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں	اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی	وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی	وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی
وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی	وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی	خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی	حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
حمق آ گیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی	کسل آ گیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی	وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی	اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی
وہ انس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی	ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی	نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

تحفہ گولڑویہ ضمیمہ صفحہ 42 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 78,77 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 80 پر درج ہے

حوالہ نمبر 166

اور پھر دوسرا شکر یہ ہے کہ وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل ۳۱
نہیں چھوڑتا۔ وہ جیسا کہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوا۔ اور ابتداء سے
زمین کو تاریکی میں پاکر روشن کرتا آیا ہے اُس نے اس زمانہ کو بھی اپنے
فیض سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ جب دنیا کو آسمانی روشنی سے دور
پایا۔ تب اُس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے منور کرے۔
اور نئے نشان دکھائے۔ اور زمین کو روشن کرے۔

سو اُس نے مجھے بھیجا

اور میں اُس کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک
ایسی گورنمنٹ کے سایۂ رحمت کے نیچے جگہ
دی۔ جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے
اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ
اِس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر میں
خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔
کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند

تحفہ قیصریہ از مرزا صاحب صفحہ 31، 32 روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 283، 284

یہ حوالہ صفحہ 80 پر درج ہے

۳۲ کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے
ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا۔ کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے
زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی
گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اس
دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں۔ کہ

اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو
خوش رکھ جیساکہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے
خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیساکہ ہم اس کی نیکیوں اور
احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر
کریمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ
ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔

آمین ثم آمین

الملتمس

خاکسار۔ میرزا غلام احمد از قادیان
ضلع گورداسپورہ پنجاب

پبلشر نظم نشر و اشاعت قادیان

تحفہ قیصریہ از مرزا صاحب صفحہ 31، 32 روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 283، 284

یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

رسالہ مبارکہ

ستارۂ قیصرہ

از تصنیف منیف

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جسے

مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان پنجاب

نے شائع کیا

ذریعہ ہند پریس امرتسر میں باہتمام بھائی بہادر سنگھ مینیجر و پرنٹر چھپ

دسمبر ۱۹۲۰ء

بحضور عالی شان قیصرہ ہند ملکہ معظمہ شہنشاہ ہندوستان و انگلستان

ادام اللہ اقبالہا

سب سے پہلے یہ دعا ہے کہ خدائے قادر مطلق اس ہماری عالیجاہ قیصرہ ہند کی عمر میں بہت بہت برکت بخشے۔ اور اقبال اور جاہ و جلال میں ترقی دے۔ اور عزیزوں اور فرزندوں کی عافیت سے آنکھ ٹھنڈی رکھے۔ اس کے بعد اس عریضہ کے لکھنے والا جس کا نام میرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان نام میں رہتا ہے۔ جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ ستر میل مشرق اور شمال کے گوشہ میں واقع اور گورداسپورہ کے ضلع میں ہے۔ یہ عرض کرتا ہے۔ کہ اگرچہ اس ملک کے عموماً تمام رہنے والوں کو بوجہ ان آراموں کے جو حضور قیصرہ ہند کے عدل عام اور رعایا پروری اور داد گستری سے حاصل ہو رہے ہیں۔ اور بوجہ ان تدابیر امن عامہ اور تجاویز آسائش جمیع طبقات رعایا کے جو کروڑ ہا روپیہ کے خرچ اور بے انتہا فیاضی سے ظہور میں آئی ہیں جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے بقدر اپنی فہم اور عقل اور شناخت احسان کے درجہ بدرجہ محبت اور دلی اطاعت ہے۔ اور بجز بعض قلیل الوجود افراد کے جو میں گمان کرتا ہوں کہ در پردہ کچھ ایسے بھی ہیں۔ جو وحشیوں اور درندوں کی طرح بسر کرتے ہیں لیکن اس عاجز کو بوجہ اس معرفت اور علم کے جو اس گورنمنٹ عالیہ کے حقوق کی نسبت مجھے حاصل ہے۔ جس کو میں اپنے رسالہ

تحفہ قیصریہ میں مفصل لکھ چکا ہوں یہ داخلی درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت
حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے۔ جو میں ایسے الفاظ نہیں
پاتا۔ جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں۔ اسی سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے
جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے
نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں
بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا۔ اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے
عزت دی جائیگی۔ اور امید سے بڑھکر میری سرفرازی کا موجب ہو گا۔ اور اس امید
اور یقین کا موجب حضور قیصرہ ہند کے وہ اخلاق فاضلہ تھے۔ جن کی تمام ممالک مشرقیہ
میں دھوم ہے۔ اور جو جناب ملکہ معظمہ کے وسیع ملک کی طرح وسعت اور کشادگی میں
ایسے بیمثل ہیں۔ جو ان کی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا خیال محال ہے۔ مگر مجھے نہایت
تعجب ہے۔ کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا۔ اور میرا کانشنس ہرگز اس
بات کو قبول نہیں کرتا۔ کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش
ہوا ہو۔ اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے۔
جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں
لہذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں دوبارہ
مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں
اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ
عریضہ روانہ کرتا ہوں۔ اور میں حضور عالی حضرت جناب قیصرہ ہند دام اقبالہا
کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کے لئے جرأت کرتا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک معزز
خاندان مغلیہ میں سے ہوں اور سکھوں کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک
خود مختار ریاست کے والی تھے۔ اور میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد اسقدر دانا

ستارہ قیصریہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126	یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

مُدبر اور عالی ہمت اور نیک مزاج اور ملکداری کی خوبیوں سے موصوف تھے۔ کہ جب
دہلی کے چغتائی بادشاہوں کی سلطنت بباعث نالیاقتی اور عیاشی اور سستی اور کم ہمتی کے
کمزور ہوگئی۔ تو بعض وزراء اس کوشش میں لگے رہے کہ مرزا صاحب موصوف کو جو تمام شرائط
بیدار مغزی اور رعایا پروری کے اپنے اندر رکھتے تھے۔ اور خاندان شاہی میں سے تھے
دہلی کے تخت پر بٹھایا جائے لیکن چونکہ چغتائی سلاطین کی قسمت اور عمر کا پیالہ لبریز
ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ تجویز عام منظوری میں نہ آئی۔ اور پھر سکھوں کے عہد میں بہت سی
سختیاں ہوئیں۔ اور ہمارے بزرگ تمام دیہات ریاست سے بے دخل کر دیئے گئے اور
ایک ساعت بھی امن کی نہیں گذرتی تھی۔ اور انگریزی سلطنت کے قدم مبارک کے
آنے سے پہلے ہی ہماری تمام ریاست خاک میں مل چکی تھی اور صرف پانچ گاؤں باقی رہ گئے تھے
اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جنہوں نے سکھوں کے عہد میں
بڑے بڑے صدمات دیکھے تھے۔ انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے منتظر تھے
جیسا کہ کوئی سخت پیاسا پانی کا منتظر ہوتا ہے۔ اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس
ملک پر دخل ہوگیا۔ تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے
کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا۔ اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جاں
نثار تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ایام غدر ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے مع سواران بہم
پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے۔ اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات
کے لئے مستعد رہے۔ کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس
گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر ۱۸۵۷ء کے غدر کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سو سوار تک اور
بھی مدد دینے کو طیار تھے۔ غرض اس طرح ان کی زندگی گذری۔ اور پھر ان کے انتقال کے
بعد یہ عاجز دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا اور مجھ سے
سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی۔ وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب

کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے۔ اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور دعاگو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اُردو فارسی عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور رُوم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہانتک ممکن تھا اشاعت کر دیگئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے۔ جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے اُن کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی۔ کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اسکی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا اور میں اسقدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے ہوئے تنور سے نجات پائی ہے۔ اس لئے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الٰہی اس مبارک قیصرہ ہند دام ملکہا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اُس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما۔ اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔

میں نے تحفہ قیصریہ میں جو حضور قیصرہ ہند کی خدمت میں بھیجا گیا۔ یہی حالات اور خدمات اور دعوات گذارش کئے تھے! اور میں اپنی جناب ملکہ معظمہ کے اخلاق وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار تھا۔ اور اب بھی ہوں۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دعاگو کا وہ عاجزانہ تحفہ جو بوجہ کمال اخلاص خون دل سے لکھا گیا تھا اگر وہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا۔ تو اس کا جواب نہ آتا بلکہ

ضرور آنا ضرور آتا۔ اس لئے مجھے بوجہ اس یقین کے کہ جناب قیصرہ ہند کے پُررحمت اخلاق پر کمال وثوق سے حاصل ہے اس یاددہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا اور اس عریضہ کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا بلکہ میرے دل نے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر ہاتھوں کو اس پُرارادت خط کے لکھنے کے لئے چلایا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خیر اور عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچا وے۔ اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے۔ کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے اپنی پاک فراست سے شناخت کرلیں۔ اور رعیت پروری کے رو سے مجھے پُررحمت جواب سے ممنون فرماویں اور میں اپنی عالی شان جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کیلئے بھی مامور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور دیگر ممالک میں قائم کیا ہے۔ تا کہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔ ایسا ہی اس نے آسمان سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ مبارکہ قیصرہ ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلائق اور رفع فساد اور تہذیب اخلاق اور وحشیانہ حالتوں کا دور کرنا ہے اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے اور آسمان سے کوئی ایسا روحانی انتظام قائم کرے۔ جو حضور ملکہ معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے۔ اور جس امن اور عافیت اور صلح کاری کے باغ کو آپ لگانا چاہتی ہیں آسمانی آبپاشی سے اس میں امداد فرماوے۔ سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا آسمان سے مجھے بھیجا ہے۔ تا میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصرہ میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا اور اپنا مسیح بنایا تا وہ ملکہ معظمہ کے پاک

اغراض کو خود آسمان سے مدد دے۔

اے قیصرہ مبارکہ خدا تجھے سلامت رکھے۔ اور تیری عمر اور اقبال اور کامرانی سے ہمارے دلوں کو خوشی پہنچاوے۔ اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نیتی کے نور سے بھرا ہوا ہے۔ مسیح موعودؑ کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں سے تیرا وجود امن پسندی اور حسن انتظام اور ہمدردی رعایا اور عدل اور داد گستری میں بڑھکر ہے۔ مسلمان اور عیسائی دونوں فریق اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ آنے والا ہے۔ مگر اسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بھیڑیا اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے۔ سو اے ملکہ مبارکہ معظمہ قیصرہ ہند وہ تیرا ہی عہد اور تیرا ہی زمانہ ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جو تعصب سے خالی ہو۔ وہ سمجھ لے۔ اے ملکہ معظمہ یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے۔ جس نے درندوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ راستباز جو بچوں کی طرح ہیں وہ شریر سانپوں کیساتھ کھیلتے ہیں اور تیرے پُرامن سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب تیرے عہد سلطنت سے زیادہ پُرامن اور کونسا عہد سلطنت ہوگا جس میں مسیح موعود آئے گا۔ اے ملکہ معظمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں۔ جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے۔ جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے۔ اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے۔ جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزون ہو۔ سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے اے مبارک اور با اقبال ملکہ زمان جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں صریح تیرے پُرامن عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آتا۔ جیسا کہ ایلیا نبی یوحنا کے لباس میں آیا تھا یعنی یوحنا ہی اپنی خو اور طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیا بن گیا۔

ستارہ قیصریہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126	یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

سو اس جگہ بھی ایسا ہی ہوا کہ ایک کو تیرے بابرکت زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی خو اور طبیعت دی گئی۔ اس لئے وہ مسیح کہلایا اور ضرور تھا کہ وہ آتا کیونکہ خدا کے پاک نوشتوں کا ٹلنا ممکن نہیں ! اے ملکہ معظمہ اے تمام رعایا کی فخر یہ قدیم سے عادت اللہ ہے کہ جب شاہ وقت نیک نیت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کے موافق امن عامہ اور نیکی پھیلانے کے انتظام کر چکتا ہے۔ اور رعیت کی اندرونی پاک تبدیلیوں کے لئے اس کا دل دردمند ہوتا ہے۔ تو آسمان پر اس کی مدد کے لئے رحمت الٰہی جوش مارتی ہے اور اس کی ہمت اور خواہش کے مطابق کوئی روحانی انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے۔ اور اُس کامل ریفارمر کے وجود کو اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور ہمت اور ہمدردی عامہ خلائق پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہوتا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ ایک زمینی منجی کی صورت میں پیدا ہو کر اپنی کمال ہمت اور ہمدردی بنی نوع کے رو سے طبعاً ایک آسمانی منجی کو چاہتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ کیونکہ اُس وقت کا قیصر روم ایک نیک نیت انسان تھا۔ اور نہیں چاہتا تھا کہ زمین پر ظلم ہو۔ اور انسانوں کی بھلائی اور نجات کا طالب تھا۔ تب آسمان کے خدا نے وہ روشنی بخشنے والا چاند ناصرہ کی زمین سے چڑھایا یعنی عیسیٰ مسیح۔ تا جیسا کہ ناصرہ کے   لفظ کے معنے عبرانی میں طراوت اور تازگی اور سرسبزی ہے۔ یہی حالت انسانوں کے دلوں میں پیدا کرے سو اے ہماری پیاری قیصرہ ہند خدا تجھے دیر گاہ تک سلامت رکھے۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی اس قیصر روم سے کم نہیں ہے۔ بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں۔ کہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ تیری نظر کے نیچے جس قدر غریب رعایا ہے جس کی تو اے معظمہ قیصرہ ہمدردی کرنا چاہتی ہے۔ اور جس طرح تو ہر ایک پہلو سے اپنی عاجز رعیت کی خیر خواہ ہے۔ اور جس طرح تو نے اپنی خیر خواہی اور رعیت پروری کے نمونے دکھلائے ہیں۔ یہ کمالات اور برکات گذشتہ قیصروں میں سے کسی میں بھی نہیں پائے جاتے۔ اس لئے تیرے ہاتھ کے کام جو سراسر نیکی اور فیاضی سے

ستارہ قیصریہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126	یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

رنگین ہیں۔ سب سے زیادہ اس بات کو چاہتے ہیں کہ جس طرح تو اے ملکہ معظمہ اپنی تمام رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام کے لئے دردمند ہے اور رعیت پروری کی تدبیروں میں مشغول ہے۔ اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بٹا دے۔ سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے خدا نے تیرے عہد سلطنت میں دنیا کے دردمندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا اور وہ تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا دنیا کے لئے یہ ایک گواہی ہو کہ تیری زمین کے سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا حق اور باطل کی تفریق کے لئے دنیا پر ایک آخری حکم ہے جس کے رو سے مسیح موعود حکم کہلاتا ہے اس لئے ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا اس مسیح کے گاؤں کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا گیا۔ تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اس آخری حکم کی طرف اشارہ ہو جس سے برگزیدوں کو دائمی فضل کی بشارت ملتی ہے اور تا مسیح موعود کا نام جو حَکَم ہے اس کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو۔ اور اسلام پور قاضی ماجھی اُس وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا۔ جبکہ بابر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ماجھ کا ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود مختار ریاست بن گئی۔ اور پھر کثرت استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر اور بھی تغیر پا کر قادیاں ہو گیا۔ غرض ناصرہ اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایک بڑے پُر معنی نام ہیں۔ جو ایک ان میں سے روحانی سرسبزی پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا روحانی فیصلہ پر جو مسیح موعود کا کام ہے۔ اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے۔ کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی راہیں

کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اُٹھ رہے ہیں تا تمام ملک کو رشک بہار بنا دیں۔ شریر ہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر نہیں کرتا۔ اور بدذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے۔ کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اور میرے دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لئے آب رواں کی طرح جاری ہیں۔ اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہو کر آپ کے مطیع ہیں بلکہ آپ کی انواع و اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اے بابرکت قیصرہ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اُس ملک پر ہیں۔ جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اُس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا پرہیزگاری اور نیک اخلاق اور صلحکاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ اے عالی جناب قیصرہ ہند مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے۔ کہ ایک عیب مسلمانوں میں اور ایک عیب عیسائیوں میں ایسا ہے۔ جس سے وہ سچی روحانی زندگی سے دور پڑے ہوئے ہیں اور وہ عیب ان کو ایک ہونے نہیں دیتا۔ بلکہ ان میں باہمی پھوٹ ڈال رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کے لئے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بڑے ثواب کا کام کیا ہے۔ اور گو اس ملک برٹش انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزارہا مسلمانوں کے دل میری بائیس تئیس ۲۳ سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں لیکن اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ بعض غیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پائے جاتے

ستارہ قیصریہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126	یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا مغز اور عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ لیکن یہ رائے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے۔ کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اٹھاؤ۔ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو۔ اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو۔ اور یہ مت خیال کرو کہ ابتدا میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کیلئے نہیں کھینچی گئی تھی۔ بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور یا امن قائم کرنے کے لئے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کے لئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا افسوس کہ یہ عیب غلط کار مسلمانوں میں اب تک موجود ہے۔ جس کی اصلاح کے لئے میں نے پچاس ہزار سے کچھ زیادہ اپنے رسالے اور مبسوط کتابیں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں شائع کئے ہیں اور امید رکھتا ہوں۔ کہ جلد تر ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ اس عیب سے مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا ٭

دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے۔ کہ وہ ایک ایسے خونی مسیح اور خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دیگا۔ حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ ہماری معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی لڑائی نہیں کریگا اور نہ تلوار اٹھائے گا۔ بلکہ وہ تمام باتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خو اور خلق پر ہوگا اور ان کے رنگ سے ایسا رنگین ہوگا۔ کہ گویا ہو بہو وہی ہوگا۔ یہ دو غلطیاں حال کے مسلمانوں میں ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر ان کے دوسری قوموں سے بغض رکھتے ہیں مگر مجھے خدا نے اس لئے بھیجا ہے۔ کہ ان غلطیوں کو دور کر دوں۔ اور قاضی یا حکم کا لفظ جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ وہ اسی فیصلہ کے لئے ہے ٭

اور ان کے مقابل پر ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو انجیل شریف میں نور کہا گیا ہے نعوذ باللہ لعنت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ لعن اور لعنت ایک لفظ عبرانی اور عربی میں مشترک ہے

ستارہ قیصریہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126	یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

جس کے یہ معنے ہیں کہ ملعون انسان کا دل خدا سے بکلی برگشتہ اور دور اور مہجور ہو کر ایسا گندہ
اور ناپاک ہو جائے جس طرح جذام سے جسم گندہ اور خراب ہو جاتا ہے اور عرب اور عبرانی
کے اہل زبان اس بات پر متفق ہیں کہ ملعون یا لعنتی صرف اسی حالت میں کسی کو کہا جاتا
ہے۔ جبکہ اس کا دل درحقیقت خدا سے تمام تعلقات محبت اور معرفت اور اطاعت کے
توڑ دے۔ اور شیطان کا ایسا تابع ہو جائے کہ گویا شیطان کا فرزند ہو جائے اور خدا کا
سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے۔ اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے
اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے پس وہی نام حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے تجویز کرنا
اور ان کے پاک اور منور دل کو نعوذ باللہ شیطان کے تاریک دل سے مشابہت دینا اور وہ جو
بقول ان کے خدا سے نکلا ہے اور وہ جو سراسر نور ہے اور وہ جو آسمان سے ہے اور وہ جو علم کا
دروازہ اور خداشناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے اُسی کی نسبت نعوذ باللہ یہ خیال کرنا کہ
وہ لعنتی ہو کر یعنی خدا سے مردود ہو کر اور خدا کا دشمن ہو کر اور دل سیاہ ہو کر اور خدا سے
برگشتہ ہو کر اور معرفت الٰہی سے نابینا ہو کر شیطان کا وارث بن گیا اور اس لقب کا مستحق
ہو گیا۔ جو شیطان کے لئے خاص ہے یعنی لعنت۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے۔ کہ اس کے
سُننے سے دل پاش پاش ہوتا ہے اور بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کیا خدا کے مسیح کا دل خدا
سے ایسا برگشتہ ہو گیا جیسے شیطان کا دل؟ کیا خدا کے پاک مسیح پر کوئی ایسا زمانہ آیا جس
میں وہ خدا سے بیزار اور درحقیقت خدا کا دشمن ہو گیا۔ یہ بڑی غلطی اور بڑی بے ادبی ہے
قریب ہے جو آسمان اس سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں غرض سلطنت کی جہاد کا عقیدہ مخلوق کے حق میں ایک بداندیشی ہے اور عیسائیوں کا
یہ عقیدہ خود خدا کے حق میں بداندیشی ہے۔ اگر یہ ممکن ہے کہ نور کے ہوتے ہی اندھیرا ہو
جائے۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ نعوذ باللہ کسی وقت مسیح کے دل نے لعنت کی زہرناک
کیفیت اپنے اندر حاصل کی تھی۔ اگر انسانوں کی نجات اس بے ادبی پر موقوف ہے۔ تو
بہتر ہے کہ کسی کی بھی نجات نہ ہو۔ کیونکہ تمام گنہگاروں کا مرنا بہ نسبت اس بات کے اچھا

ستارہ قیصریہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126

یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

ہے کہ مسیح جیسے نورانی اور نورانی کو گمراہی کی تاریکی اور لعنت اور خدا کی عداوت کے گڑھے میں ڈوبنے والا قرار دیا جائے۔ سو میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ اصلاح پذیر ہو جائے۔ اور میں شکر کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان دونوں ارادوں میں کامیاب کیا ہے۔ چونکہ میرے ساتھ آسمانی نشان اور خدا کے معجزات تھے۔ اس لئے مسلمانوں کے قائل کرنے کے لئے مجھے بہت تکلیف اٹھانی نہیں پڑی۔ اور ہزارہا مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادۃ نشانوں کو دیکھ کر میرے تابع ہو گئے۔ اور وہ خطرناک عقائد انھوں نے چھوڑ دیئے۔ جو وحشیانہ طور پر اُن کے دلوں میں تھے۔ اور دوسرا اگروہ ایک سچا خیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا جو برٹش انڈیا میں سب سے اوّل درجہ پر جوش اطاعت دل میں رکھتے ہیں۔ جس سے مجھے بہت خوشی ہے۔ اور عیسائیوں کا یہ عیب دور کرنے کے لئے خدا نے میری وہ مدد کی ہے جو میرے پاس الفاظ نہیں۔ کہ میں شکر کروں۔ اور وہ یہ ہے کہ بہت سے قطعی دلائل اور نہایت پختہ وجوہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا نے اس پاک نبی کو صلیب پر سے بچا لیا۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ مر کر بلکہ زندہ ہی قبر میں غشی کی حالت میں داخل کئے گئے۔ اور پھر زندہ ہی قبر سے نکلے۔ جیسا کہ آپ نے انجیل میں خود فرمایا تھا کہ میری حالت یونس نبی کی حالت سے مشابہ ہوگی۔ آپ کی انجیل میں الفاظ یہ ہیں کہ یونس نبی کا معجزہ میں دکھلاؤں گا۔ سو آپ نے یہ معجزہ دکھلایا کہ زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے۔ اور زندہ ہی نکلے۔ یہ وہ باتیں ہیں۔ جو انجیلوں سے ہمیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ ایک بڑی خوشخبری جو ہمیں ملی ہے وہ یہ ہے کہ دلائل قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے۔ اور ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے۔ اور پھر کشمیر

ستارہ قیصریہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126	یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

میں آئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پاکر سری نگر میں آپ کا انتقال ہُوا۔ اور سری نگر محلہ خان یار میں آپ کا مزار ہے۔ چنانچہ اس بارے میں میں نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے مسیح ہندوستان میں۔ یہ ایک بڑی فتح ہے۔ جو مجھے حاصل ہوئی ہے اور میں جانتا ہوں۔ کہ جلد تر یا کچھ دیر سے اس کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ یہ دو بزرگ قومیں عیسائیوں اور مسلمانوں کی جو مدت سے بچھڑی ہوئی ہیں۔ باہم شیر و شکر ہو جائینگی۔ اور بہت سے نزاعوں کو خیر باد کہکر محبت اور دوستی سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائیں گی چونکہ آسمان پر یہی ارادہ قرار پایا ہے۔ اس لئے ہماری گورنمنٹ انگریزی کو بھی تو موں کے اتفاق کی طرف بہت توجہ ہو گئی ہے۔ جیسا کہ قانون سڈیشن کے بعض دفعات سے ظاہر ہے۔ اصل بھید یہ ہے۔ کہ جو کچھ آسمان پر خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک طیاری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ویسے ہی خیالات گورنمنٹ کے دل میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض ہماری ملکہ معظمہ کی نیک نیتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آسمان سے یہ اسباب پیدا کر دیئے ہیں۔ کہ دونوں قوموں عیسائیوں اور مسلمانوں میں وہ اتحاد پیدا ہو جائے کہ پھر ان کو دو قوم نہ کہا جائے ۔

اب اس کے بعد مسیح علیہ السلام کی نسبت کوئی عقلمند یہ عقیدہ ہرگز نہیں رکھے گا کہ نعوذ باللہ کسی وقت اُن کا دل لعنت کی زہرناک کیفیت سے رنگین ہو گیا تھا۔ کیونکہ لعنت مصلوب ہونے کا نتیجہ تھا۔ پس جبکہ مصلوب ہونا ثابت نہ ہُوا۔ بلکہ یہ ثابت ہُوا کہ آپ کی ان دعاؤں کی برکت سے جو ساری رات باغ میں کی گئی تھیں۔ اور فرشتے کی اُس منشا کے موافق جو پلاطوس کی بیوی کے خواب میں حضرت مسیح کے بچاؤ کی سفارش کے لئے ظاہر ہُوا تھا٭ اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اس مثال کے موافق جو آپ نے یونس نبی کا تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہنا اپنے انجام کار کا ایک نمونہ ٹھہرایا تھا آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب اور اس کے پھل سے جو لعنت ہے نجات بخشی اور آپ کی

٭ یہ بات کسی طرح قبول کے لائق نہیں۔ اور اس امر کو کسی دانشمند کا کانشنس قبول نہیں کریگا کہ خدا تعالیٰ کا تو یہ ارادہ مصمم ہو کہ مسیح کو پھانسی دے۔ مگر اس کا فرشتہ خواہ نخواہ مسیح کے چھوڑانے کے لئے تڑپتا پھرے کبھی پلاطوس کے دل میں مسیح کی محبت ڈالے اور اس کے منہ سے یہ کہلا دے کہ میں مسیح کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا۔ اور کبھی پلاطوس کی بیوی کے پاس

یہ دردناک آواز کہ ایلی ایلی لما سبقتانی جناب الٰہی میں سنی گئی* یہ وہ کھلا کھلا ثبوت ہے جس سے ہر ایک حق کے طالب کا دل بے اختیار خوشی کے ساتھ اچھل پڑے گا سو یہ خوشبوداری ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کی برکات کا ایک پھل ہے۔ جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دامن کو تخمیناً انیس سو برس کی بیجا تہمت سے پاک کیا ٭

اب میں مناسب نہیں دیکھتا۔ کہ اس عریضۂ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں جوش تھا کہ میں اپنے اخلاص اور اطاعت اور شکر گذاری کو حضور قیصرۂ ہند دام ملکہا میں عرض کروں۔ پورے طور پر میں اس جوش کو ادا نہیں کر سکا۔ ناچار دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا مالک اور نیک کاموں کی نیک جزا دیتا ہے۔ وہ آسمان پر سے اس محسنہ قیصرۂ ہند دام ملکہا کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور وہ فضل اس کے شامل حال کرے جو نہ صرف دنیا تک محدود ہو۔ بلکہ سچی اور دائمی خوشحالی جو آخرت کو ہوگی وہ بھی عطا فرماوے۔ اور اس کو خوش رکھے۔ اور ابدی خوشی پانے کے اس کے لئے سامان مہیا کرے۔ اور اپنے فرشتوں کو حکم کرے۔ کہ تا اس مبارک قدم ملکہ معظمہ کو کہ اس قدر مخلوقات پر نظر رحم رکھنے والی ہے اپنے اس الہام سے منور کریں۔ جو بجلی کی چمک کی طرح ایک دم میں دل میں نازل ہوتا اور تمام صحن سینہ کو روشن کرتا۔ اور دقیق الخیال تبدیلی کر دیتا ہے۔ یا الٰہی ہماری ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کو ہمیشہ ہر ایک پہلو سے خوش رکھ۔ اور ایسا کر کہ تیری طرف سے ایک بالائی طاقت اس کو تیرے ہمیشہ کے نوروں کی طرف کھینچ کر لیجائے۔ اور دائمی اور ابدی سرور میں داخل کرے کہ تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ آمین۔ اور سب کہیں کہ

آمین

۲۰ اگست ۱۸۹۹ء

الملتمس خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

* یہ تجربہ ہے کہ [illegible] چھوڑ دیا۔ منہ

پاکستان کی اسلامی اساس پر حملہ

پروفیسر محمد سلیمان دانش

کے منشور سے سوشلزم نکال دیں۔ اسلام جب ایک مکمل دین ہے تو پھر سوشلزم کی کیا ضرورت ہے۔ اصغر خان اگر بھٹو کی لفظی بازی گری میں نہ الجھتے تو آج پاکستان کے سابق صدر ہوتے۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ آج خود اصغر خاں پاکستانی سیاست سے اسلام کو خارج کر کے اس کی جگہ سوشلزم اور سیکولرازم لانا چاہتے ہیں۔ اصغر خان کا یا انقلاب حال انکے دانشور بیٹے کا مرہون منت ہے۔

بیٹوں کے ہاتھوں ایک اور مشہور آدمی بھی مجبور ہوئے، یہ تھے مولانا احتشام الحق تھانوی مرحوم۔ 1970ء میں مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے مولانا احتشام الحق تھانوی نے سوشلزم کو کفر ثابت کرنے کے لئے ملک اور بیرون ملک کے تیرہ سو علماء کرام اور مشائخ عظام کے دستخطوں سے فتویٰ شائع کرایا اور خود بدولت نے کراچی سے مانسہرہ اور مکران سے نوشہرہ تک کا سفر کیا۔ بڑے بڑے جلسوں میں اس نظریئے کے خلاف دلپذیر تقریریں کیں۔ یہاں ہری پور میں آپ کی ایک مسحور کن تقریر ہم نے بھی سنی اور حضرت کے ہاتھ چومے تھے۔ لیکن بعد میں یہی تھانوی صاحب اپنے بیٹے احترام الحق تھانوی کے طفیل ذوالفقار علی بھٹو کی بیگمات کے طرفدار بن گئے۔ آدم بر سر مطلب اصغر خان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ قائداعظم کا پاکستان قائم کرنا چاہتے ہیں۔ قائداعظم اگر پاکستان کے دستوری مستقبل کا کوئی نقشہ پرائیویٹ طور پر خان موصوف کو دے گئے ہوں تو خیر! ورنہ انکے پبلک اعلانات کے مطابق تو پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی جمہوری ملک ہونا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

"جس پاکستان کے قیام کیلئے ہم نے گذشتہ دس برس جدوجہد کی ہے آج بفضلہ تعالیٰ ایک مسلمہ حقیقت بن چکا ہے۔ مگر کسی قومی ریاست کو وجود میں لانا مقصد بالذات نہیں ہوسکتا۔ بلکہ کسی مقصد کے حصول کے ذریعے کا درجہ رکھتا ہے۔ ہمارا نصب العین یہ تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت کی تخلیق کریں جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں جو ہماری تہذیب وتمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور ہمارا معاشرتی انصاف کے اسلامی تصور کو پوری طرح پنپنے کا موقع ملے"۔ (پیغام عیدالاضحیٰ 24۔ اکتوبر 1947ء)

"اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفا کیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً کسی بادشاہ کی حکومت ہے نہ پارلیمنٹ کی نہ کسی شخص یا ادارے کی۔ قرآن کریم کے احکامات ہی سیاست ومعاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کے حدود متعین کر سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآن کے اصول واحکام کی حکومت ہے۔ (کراچی 1948ء)

اوپر جو دو اقتباسات ہم نے درج کئے ہیں۔ یہ اتمام حجت کے لئے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ بائیں بازو والوں کو یہ سب باتیں معلوم ہیں۔ وہ دراصل اپنی پسند کا پاکستان بنانے کے لئے تجاہل عارفانہ سے کام لے کر قائد کے افکار کو توڑ مروڑ رہے ہیں۔ یہ ایک دیدہ دانستہ حرکت ہے۔ یہ لوگ قائداعظم کی 11 اگست والی تقریر کو سیکولرازم کے حق میں مغالطہ انگیزی کے لئے جا بے جا استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اس تقریر کے حوالے اصغر خاں نے بھی کئی بار دیئے ہیں۔ اور تاثر دیتے ہیں کہ قائد کی یہی ایک پالیسی تقریر تھی۔ اس سے پہلے یا اس کے بعد آپ نے کچھ نہیں فرمایا۔ حالانکہ درج بالا دونوں اقتباسات 11 اگست والی تقریر سے بعد کے ہیں۔

دراصل اس تقریر سے سیکولرازم سب سے پہلے 1953ء کے دوران محترم جسٹس محمد منیر نے کشید کیا اور وہ بھی قائد کی وفات کے بعد۔ ہمارا یہ دعویٰ تمیزالدین..... جسٹس منیر نے کمال ڈھٹائی سے قرارداد مقاصد کو لیاقت علی خان کی شرارت قرار دیا اور بعد میں اپنے عدالتی فیصلوں میں اس کی اہمیت کم کرنے کیلئے کہا کہ یہ قرارداد مقاصد دستور پاکستان کا مائیہ خمیر نہیں، یہ تو صرف دیباچہ ہے۔ بعد میں عدالت مُنکی نے لادینوں کی غلط فہمیاں رفع کرنے کے لئے اسے دستور پاکستان کی اساس قرار دیا اور دیباچے سے اٹھا کر دستور کا عملی حصہ بنا دیا۔ جسٹس منیر کس عقیدے کے آدمی تھے؟ اس کا کچھ حال جناب الطاف گوہر کی زبانی سنیئے۔

"مجھے خبر ملی کہ جسٹس منیر بیمار ہیں اور انکے صحت یاب ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ میں عیادت کیلئے ان کے گھر گیا۔ انھوں نے مجھے اپنے ساتھ چارپائی پر بٹھا لیا۔ باتیں کرتے کرتے انھوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا الطاف گوہر تمہیں معلوم ہے کہ خدا کے وجود کے بارے میں میرے دل میں کئی سوال ہیں۔ موت کے بعد اگر میرا اللہ تعالیٰ سے سامنا ہوا تو میں کیا کروں گا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ عمر بھر توہین عدالت کے مقدمات سنتے رہے۔ توہین عدالت کے مقدمہ کی سماعت اس وقت تک شروع نہیں ہوتی جب تک ملزم اپنے جرم کا اعتراف نہ کرے اور اپنے آپ کو عدالت کے رحم وکرم پر نہ چھوڑ دے۔ آپ بھی کیجئے۔ خداوند کریم کے سامنے پیش ہوتے ہی اپنے جرم کا اعتراف کر لیجئے اور اپنے آپ کو خالق دوجہاں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیجئے۔ وہ بڑا التواب الرحیم ہے"۔ منیر صاحب کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی آپ نے میرا کندھا تھپ تھپایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ چند روز بعد آپ وفات پا گئے میں نے بڑے خلوص سے اُن کے لئے رحمت خداوندی کی دعا کی۔ جو شخص ساری عمر مسلمان کہلاتا رہا مسلمان معاشرے میں رہ کر جملہ حقوق اور مراعات حاصل کرتا رہا حتیٰ کے چیف جسٹس آف پاکستان کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوا' وہ اندر سے وجود باری کے بارے میں مذبذب تھا۔ ایسے جج کو قرارداد مقاصد کیسے ہضم ہوتی۔ اسے تو سیکولر ہی ہونا چاہئے۔ وہ پیے الطاف گوہر جسٹس منیر صاحب کی دلجوئی میں دور کی کوڑی لائے' ورنہ موت کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ایمان بالغیب مطلوب ہے۔ جب غیب غیب نہ رہا تو پھر ایمان کس پر۔ میدان حشر میں تو سب غلط کار پچھتائیں گے اور طرح طرح کے بہانے تراشیں گے۔ پچھتاوا مبارک ہے مگر اس زندگی میں۔ صحیح

ایجنڈا

حکومت بھی اس وقت سخت مالی دباؤ کا شکار ہے اس پر برا وقت پڑا ہوا ہے اصل مسئلہ اس کی قبولیت کا ہے اور اپنے آپ کو قبول کرانے اور اپنے اوپر اقتصادی پابندیاں ختم کرانے، آئی ایم ایف قرض حاصل کرنے کے لئے وہ اپنے سے جتن کر رہی ہے۔ اس صورتحال میں حکومت کوئی غیر پسندیدہ اور غیر مقبول کام بھی کر سکتی ہے اور کر رہی ہے۔ جس پر امریکہ موجودہ حکومت کو تھپکی دے رہا ہے جیسا کہ سی ٹی بی ٹی کے معاملہ میں دیکھنے میں آیا ہے اگرچہ بی جے پی [illegible] یہ کہتی ہیں کہ موجودہ حکومت سے معاملات طے کئے جا سکتے ہیں اور موجودہ حکومت ان کی امیدوں کو کسی حد تک تسلیم کرتی ہے اور ظاہری طور پر امریکہ بھی جو کشمیر کے ان جماعتوں کے بارے میں بیان بازی کر رہا ہے تو پھر موجودہ حکومت سے یقین دلا کر سکتے [illegible]

نوائے وقت جمعہ، 4 ربیع الثانی 1421ھ 7 جولائی 2000ء

یہ حوالہ صفحہ 85 پر درج ہے

حوالہ نمبر 168

اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ پچیس ۲۵ برس کا الہام ہے جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا۔ اور ان دنوں میں پورا ہوگا جس کے کان سننے کے ہیں وہ سُنے۔ *

یہ تو ہم نے وُہ تین پیشگوئیاں لکھی ہیں جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں کا نیا چیلا عبدالحکیم خان بار بار اعتراض کرتے ہیں۔ اب ہم اُن کے مقابل یہ دکھلانا چاہتے تھے کہ خدا تعالےٰ کے آسمانی نشان ہماری شہادت کیلئے کس قدر ہیں لیکن افسوس کہ اگر وہ سب کے سب لکھے جائیں تو ہزار جزو کی کتاب میں بھی انکی گنجائش نہیں ہوسکتی اس لئے ہم محض بطور نمونہ کے ایک سو چالیس ۱۴۰ نشان اُن میں سے لکھتے ہیں۔ اُن میں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں پوری ہوئیں۔ اور بعض اس اُمت کے اکابر کی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وُہ نشان خدا تعالیٰ کے ہیں جو میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے اور چونکہ میری پیشگوئیوں پر اُن پیشگوئیوں کو تقدم زمانی ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر بھی اُنہیں کو مقدم رکھا جائے اور یہ تمام پیشگوئیاں ایک ہی سلسلہ میں نمبروار لکھی جائیں گی۔ اور وُہ یہ ہیں:۔ ۱۹۳

(۱) پہلا نشان۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علٰی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ رواہ ابوداؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پہ اس اُمت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائیگا جو اُس کیلئے دین کو تازہ کریگا۔ اور اب اِس صدی کا بھی ۲۴ واں سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلّف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجدّدوں کے نام بتلاویں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث

* خدا تعالیٰ نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دُنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کیلئے مامور ہوں پس مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صرف پنجاب سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حصہ لیگی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت حصے تباہ ہوچکے ہیں یہی گھڑی کسی دن یورپ کے لئے درپیش ہے بعد پھر یہ ہولناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہیگا وُہ دیکھ لے گا۔ منہ

حقیقۃ الوحی صفحہ 193 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 201 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 87 پر درج ہے

علماءِ اُمّت میں مسلّم چلی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو ضعیف بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی پوچھنا ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدّد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدّد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجدّدین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اُسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ اُمّت ایک بڑے حصّہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدّد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں۔ پس خدا کے کاموں کا کون پُورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اُس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گذرے ہیں۔ اگر تم یہ بتلا دو گے تو ہم مجدّد بھی بتلا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدمِ علم سے عدمِ شئے لازم نہیں آتا۔ اور یہ بھی اہلِ سنّت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدّد اِس اُمت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اسپر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پُوچھ کر دیکھ لو۔ مَری پڑ رہی ہے زلزلے آرہے ہیں۔ ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء ص۱۹۴
اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی تیئیس سال گذر گئے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اِس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور مَیں ہی وُہ ایک شخص ہوں جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور مَیں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس ۲۵ برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں۔ اور مَیں ہی وُہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دُوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جبتک میرے اِس دعوے کے مقابل پر انھیں صفات کے ساتھ کوئی دُوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وُہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدّد ہے وُہ مَیں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا نے نو بتیں رکھی ہیں۔

حقیقۃ الوحی صفحہ 193 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 200 از مرزا صاحب	یہ حوالہ صفحہ 87 پر درج ہے

REGD. No. L-7774 GRAMS : LADECISION

BY PERMISSION OF THE GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF JUSTICE

VOL. XXVI No. 8

The Supreme Court Monthly Review

COMPRISING OF SUPREME COURT CASES

Editors :

KHAWAJA MUHAMMAD ASAF, B.A., LL.B.
MR. MUHAMMAD ZUBAIR SAEED, B.A., LL.B.

— AUGUST, 1993 —

Citation : 1993 S C M R 1687

[pp. 1557—1792]

SUPREME COURT MONTHLY REVIEW
35-NABHA ROAD, LAHORE
(*Phones : 213497/214883*)

★

Printed and Published by Malik Muhammad Saeed at the Pakistan Educational Press, Lahore.

Monthly for regular subscribers Rs. 40/-
For non-subscribers Rs. 50/-

Annual Subscription : Rs. 400/-
(Postage/carriage extra)

praise him. Therefore, if anything is said against the Prophet, it will injure the feelings of a Muslim and may even incite him to the breach of peace, depending on the intensity of the attack. The learned Judge in the High Court has quoted extensively from the Ahamdi literature to show how Mirza Ghulam Ahmad belittled also the other Prophets, particularly, Jesus Christ, whose place he wanted to occupy. We may not, however, repeat that material but two examples may suffice. Mirza Ghulam Ahmad wrote:

> "The miracles that the other Prophets possessed individually were all granted to Muhammad (p.b.u.h.). They all were then given to me as I am his shadow. It is for this reason that my names are Adam, Abraham, Moses, Noha, David, Joseph, Solomon, John and Jesus Christ...." (Malfoozaat, Vol. 3, page 270, printed Rabwah).

About Jesus Christ he stated:

> "The ancestors of Jesus Christ were pious and innocent? His three paternal grandmothers and maternal grandmothers were prostitutes and whores and that is the blood he represents."
>
> (Appendix Anjaame Atham, Note 7).

Qur'an on the other hand, praises Jesus Christ, his mother and his family. (See 3: 33-37, 3:45-47, 19: 16-32). Can any Muslim utter anything against Qur'an and can anyone who does so claim to be a Muslim? How can then Mirza Ghulam Ahmed or his followers claim to be Muslims? It may also be noted here that, for his above writings, Mirza Sahib could have been convicted and punished, by and English Court, for the offence of blasphemy, under the Blasphemy Act, 1679, with a term of imprisonment.

84. Again, as far the Holy Prophet Muhammad (p.b.u.h.) is concerned:

> "every Muslim who is firm in his faith, must love him more than his children, family, parents and much more than any one else in the world."
>
> (See Al-Bukhari, Kitabul Eeman, Bab Hubbul Rasool Min-al-Eeman).

Can then anyone blame a Muslim if he loses control of himsel on hearing, reading or seeing such blasphemous material as has been produced by Mirza Sahib?

85. It is in this background that one should visualise the public conduct of Ahmadis, at the centenary celebrations and imagine the reaction that it might have attracted from the Muslims. So, if an Ahmadi is allowed by the administration or the law to display or chant in public, the Shaair-e-Islam', it is like creating a Rushdi' out of him. Can the administration in that case guarantee his life, liberty and property and if so at what cost? Again, if this permisson is given to a procession or assembly on the streets or a public place, it is like permitting civil war. It is not a mere guesswork. It has happened, in

fact many a time, in the past, and had been checked at cost of colossal loss of life and property (For details, Munir's report may be seen). The reason is that when an Ahmadi or Ahmadis display in public on a placard, a badge or a poster or write on walls or ceremonial gates or buntings, the 'Kalima', or chant other 'Shaeo're Islam' it would amount to publicly defiling the name of Holy Prophet (p.b.u.h.) and also other Prophets, and exalting the name of Mirza Sahib, thus infuriating and instigating the Muslims so that there may be a serious cause for disturbance of the public peace, order and tranquillity and it may result in loss of life and property. The preventive actions, in such situations are imperative in order to maintain law and order and save loss or damage to life and property particularly of Ahmadis. In that situation, the decisions of the concerned local authorities cannot be overruled by this Court, in this jurisdiction. They are the best judges unless contrary is proved in law or fact. VI

86. The action which gave rise to the present proceedings arose out of the order of the District Magistrate, passed under section 144, Cr.P.C. The Ahmadia community who are the predominant residents of Rabwah were informed of the order of the District Magistrate through their office-bearers, by the Resident Magistrate and directed to remove ceremonial gates, banners and illuminations and further ensure that no further writing will be done on the walls. The appellants could not show that the above practices are essential and integral part of their religion. Even the holding of centenary celebrations on the roads and streets was not shown to be the essential and integral part of their religion.

87. The question whether such a requirement is a part of freedom of religion and if they are subject to public safety, law and order etc. has already been discussed in detail, in the light of the judgments from countries like Australia, and the United States, where the fundamental rights are given top priority. We have also quoted judgments even from India. Nowhere the practices which are neither essential nor integral part of the religion are given priority over the public safety and the law and order. Rather, even the essential religious practices have been sacrificed at the altar of public safety and tranquillity.

88. It is stated by the appellants that they wanted to celebrate the 100 years Ahmadia movement in a harmless and innocent manner, inter alia, by offering special thanks-giving prayers, distribution of sweets amongst children, and serving of food to the poor. We do not find any order stopping these activities, in private. The Ahmadis like other minorities are free to profess their religion in this country and no one can take away that right of theirs, either by legislation or by executive orders. They must, however, honour the Constitution and the law and should neither desecrate or defile the pious personage of any other religion including Islam, nor should they use their exclusive epithets, descriptions and titles and also avoid using the exclusive XX

names like mosque and practice like 'Azan', so that the feelings of the Muslim community are not injured and the people are not misled or deceived as regards the faith.

89. We also do not think that the Ahmadis will face any difficulty in coining new names, epithets, titles and descriptions for their personages, places and practices. After all Hindus, Christians, Sikhs and other communities have their own epithets etc., and are celebrating their festivals peacefully and without any law and order problem and trouble. However, the executive, being always under a duty to preserve law and order and safeguard the life, liberty, property and honour of the citizens, shall intervene if there is a threat to any of the above values.

90. It may be mentioned here that the learned single Judge has passed a detailed and well-reasoned order and has sagaciously and candidly taken into consideration judgments from such foreign jurisdictions which would infuse confidence in this hypersensitive, non-Muslim minority, i.e. Ahmadis. Therefore, we instead of further burdening the record, would adopt his reasoning also. The Ordinance is thus held to be not ultra vires of the Constitution. The result is that we find that neither is Article 20 of the Constitution attracted to the facts of the case nor is there any merit in this appeal. The appeal is dismissed.

91. As a result of the above discussion, the connected appeals are also dismissed.

(Sd.) Abdul Qadeer, Ch. J

(Sd.) Muhammad Afzal Lone, J

(Sd.) Wali Muhammad Khan, J

SALEEM AKHTAR, J.---The appellants have claimed protection of their right under Articles 19, 20 and 25 on the basis of being a minority as declared by the Constitution. They admit to be a minority in terms of the Constitution as distinguished from the Muslims. Their claim being that they should be treated equally under law like other minorities enjoying freedom of speech and expression and they should be allowed to profess, practise and propagate their religion. The first claim is covered by Articles 19 and 25 while the second one is based on Article 20.

2. Law permits reasonable classification and distinction in the same class of persons, but it should be founded on reasonable distinction and reasonable basis. Reference can be made to Government of Balochistan v. Azizullah Memon PLD 1993 SC 314. The Quadianis/Ahmadis on the basis of their faith and religion as elucidated by my learned brother Abdul Qadeer Chaudhry, J. vis-a-vis Muslims stand at a different pedestal as compared to other minorities. Therefore, considering these facts and in order to maintain public order it was felt necessary to classify them differently and promulgate the impugned law to ZZ AAA

احمدی دوستو!

تمہیں اسلام بلاتا ہے

آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن اور ٹھنڈے دل کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر ازسرِ نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: ''العقل اصل دینی'' عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''حکمت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔'' مزید ارشاد فرمایا: ''عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گھمنڈ سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔'' قرآن مجید میں ہے: ''یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گونگے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔'' ''اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔'' براہِ کرم جماعت احمدیہ کے عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شانِ کریمی آپ کے آنسو موتی سمجھ کر چن لے گی۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاعِ گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بدقسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت کو ''اسلام'' سمجھ کر اس کے دامِ فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمتِ خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آ جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے ''جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔'' انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہاں میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر اپنی ہدایت کی دعا مانگیں۔ اس کے عفو و کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

علم و عرفان پبلشرز
34۔ اردو بازار، لاہور، فون: 7232336 فیکس: 7352332
www.ilmoirfanpublishers.com. E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com